اللہ کی حاکمیت اور دین اسلام عنقریب تمام دنیا میں سر بلند ہونیوالا ہے
قرآن اور توبہ
عالم فقری
اسلامی ادارہ ادب و ثقافت پاکستان چاہ میراں لاہور

اللہ کی حاکمیت اور دین اسلام عنقریب تمام

دنیا میں سربلند ہونے والا ہے

قرآن اور توبہ

از عالم فقری (ایم اے ایل ایل بی)

مالی معاونت

۱۔ جناب محمد رشید بھٹی صاحب
کوپن ہیگن ڈنمارک

۲۔ جناب مقصود احمد صاحب
سرپرست اسلامی ادارہ

زیر اہتمام

جناب حاجی انور اختر صاحب
صدر اسلامی ادارہ ادب و ثقافت
چاہ میراں لاہور

اسلامی ادارہ ادب و ثقافت پاکستان
چاہ میراں لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیغام

اے غافل انسان ہوش میں آ۔ وقت کو غنیمت جان۔ کل کو بھول جا۔ آج کو دیکھ ہو سکتا ہے۔ کل تیرے لئے نہ آئے۔ جو کچھ کرنا ہے۔ آج کر۔ ابھی وقت ہے۔ توبہ کر لے۔ رحمت ایزدی جوش میں ہے چھپ چھپ کے گناہ کرنے والے چھپ کے ہی معافی مانگ۔ سر کو اللہ کے حضور جھکا دے۔ گڑگڑا کے معافی مانگ۔ جیسا کہ مانگنے کا حق ہے۔ تیرے ندامت کے آنسو تیرے دھبوں کو دھو ڈالیں گے۔ مت بھول کہ تو انتہائی آلودہ ہے۔ رات کا پچھلا پہر تیرے لئے مناسب ہے۔ عقل سے کام لے۔ ابھی کچھ وقت ہیں باب توبہ بند ہونے کو ہے۔ پھر تیری توبہ کسی کام نہ آئے گی جسے تو آج شہد سمجھ رہا ہے کل تیرے لئے زہر ثابت ہو گی۔ یہ رنگینیاں صرف چار دن کے لئے ہیں یہ کاروبار تجھے مہنگا پڑے گا۔ اس وقت تیرے تمام وسائل جواب دے چکے ہوں گے تیرا بوجھ کوئی دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ آ میرے ساتھ ہو جا۔ میری توبہ میں تو بھی شریک ہو جا۔ ہم دونوں گنہگار ہیں ہم نے گندگی سے جنم لیا ہے۔ کیوں بڑائیاں مارتا ہے ؟ جھک جا.. اور جھک جا.. یہاں تک کہ تو مٹی میں سما جائے۔ پھر دیکھ۔ اس کے رحمت کے دریا کو ٹھاٹھیں مارتا دیکھ۔ اے جن و انسان مانگو جو کچھ مانگو گے دیا جائیگا غلام وہی بہتر ہے جس کا مالک اس پر راضی ہے اللہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ پر چل۔ اسی میں تیری خیر ہے اپنی زبان اور ہاتھ کو صحیح طور پر استعمال کر۔ اگر تو عزت و توقیر چاہتا ہے۔ توبہ کو دل اور

زبان پر رکھ۔ تو بار بار گناہ کی طرف راغب ہو گا۔ تیرے ضمیر میں گندگی ہے۔ اسے اللہ کے پوتر نام سے پاک کر۔ توبہ تیرے سب گناہوں کو کھا جائے گی۔ رات کے اندھیرے میں دن کے اُجالے میں کثرت سے توبہ کر خدا تیری توبہ قبول فرمائے گا۔ تو کمزور ہے اپنی کمزوری کا اعتراف کر۔ تو فلاح پائے گا۔

خوش بخت ہیں وہ لوگ جو صراط مستقیم کو اپناتے ہیں اور اللہ کے دیئے ہوئے میں سے اللہ کے نام پر بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے خرچ کرتے ہیں وہ اپنے پروردگار کے سامنے اپنے آپ کو اجر کے لئے کھڑا کر دیتے ہیں ذات کبریائی انہیں کبھی مایوس نہیں کرے گی میں اسلامی ادارہ ادب و ثقافت پاکستان کے ایک خادم ہونے کی حیثیت سے جناب محمد رشید بھٹی آف ڈنمارک اور جناب مقصود احمد صاحب چاہ بیراں و دیگر معززین کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جنہوں نے اس کتاب "قرآن اور توبہ" کی اشاعت میں خصوصی مالی امداد سے نوازا ہے۔ رب العزت اُن کو اجرِ عظیم عطا فرمائیں۔ (آمین) میں جناب عالم فقری جو کہ مصنف کتاب ہیں ان کی خدمت میں بھی ہدیہ پیش کرتا ہوں۔ جن کی دو سالہ شب و روز کی محنت کو اللہ پاک نے قبول فرما کر یہ توفیق بخشی ہے کہ آج ہمارے ہاتھوں میں قرآن اور توبہ موجود ہے موصوف نے بہت کمزوریوں اور مشکلات پر ان تھک محنت سے قابو پایا ہے خدا انہیں جزائے خیر دے۔ میں ایڈمنسٹریٹر اوقاف جناب ڈاکٹر مناظر صاحب کی خدمت میں بھی ہدیہ تشکرانہ پیش کرتا ہوں جنہوں نے باوجود انتہائی مصروفیت کے ہماری درخواست پر تبصرہ کی زحمت گوارا فرمائی۔ آخر میں تمام معززین اسلامی ادارہ ادب و ثقافت پاکستان کی خدمت میں بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ جن کو قدرت نے ایک اور نیکی کی توفیق عطا فرمائی خدا اُن کی مالی و قلمی تمام قربانیوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

دعا گو انور اختر ... اسلامی ادارہ ادب و ثقافت پاکستان

پیشِ لفظ

از ڈاکٹر مناظر حسین نظمی صاحب ایم اے پی ایچ ڈی

توبہ کے موضوع پر زیرِ نظر کتاب جناب عالم حسین صاحب چیمہ ایم اے ایل ایل بی کی کاوش فکر کا نتیجہ ہے۔ کتاب اسلامی ادارہ ادب و ثقافت پاکستان چاہ میراں لاہور کی طرف سے شائع ہو رہی ہے۔ یہ ادارہ حاجی انور اختر کی سربراہی میں دینِ حق کی ترویج و اشاعت اور اپنی بساط کے مطابق ادبی خدمات انجام دے رہا ہے میرا اراکین ادارہ سے تعارف حضرت میراں حسین صاحب زنجانی رحمتہ اللہ علیہ کے سالانہ عرس کے موقع پر ادارہ ہی کی طرف سے منعقدہ ایک مجلس مذاکرہ اور نعتیہ مشاعرہ کے دوران ہوا تھا۔ اسی تعارف کی بنا پر اراکین ادارہ سے تعلقات کی داغ بیل پڑی اور یہی تعلق میری گوناگوں مصروفیات کے باوجود زیرِ نظر کتاب کا پیش لفظ لکھنے کا موجب بن رہا ہے ظاہر ہے مختصر سے وقت میں اور عدیم الفرصتی کے پیشِ نظر پوری کتاب کی ورق گردانی میرے لئے ممکن نہیں اور نہ ہی اس کے محاسن و خصائص پر سیر حاصل بحث ہو سکتی ہے اس لئے یہ چند سطور محض دوستوں کے حکم کی تعمیل اور ادارہ کے اصرار پر سپردِ قلم کر رہا ہوں۔

قرآن اور توبہ کے عنوان پر زیرِ نظر کتاب میں کافی مواد فراہم کیا گیا ہے اور اسے بارہ ابواب میں تقسیم کر کے توبہ کے مفہوم شرائطِ توبہ۔ توبۃ النصوح توبہ کے مدارج اور اس سے متعلق لوازمات پر تفصیلی تبصرہ کیا گیا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ چیمہ صاحب نے مضمون کے ہر گوشے پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے اور الفاظ کا دروبست اور اندازِ بیان اگرچہ بعض جگہ محلِ نظر ہے لیکن بہر حال انہوں نے بڑی عرق ریزی سے کام لیا اور موضوع سے انصاف کیا ہے۔ توبہ کے معنی کسی کی طرف رجوع، توجہ کرنا اور لوٹ آنا کے ہیں گناہوں سے معافی مانگنے کو توبہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ انسان گناہوں کے احساس کے ساتھ ان کا اعتراف کرتا ہے اور ان پر اظہار ندامت کرتے ہوئے آئندہ ان گناہوں سے باز رہنے کا اقرار اور عہد کرتا ہے اور چونکہ صاحب کتاب نے اس کتاب کا عنوان قرآن اور توبہ رکھا ہے اس لئے قرآن عزیز ہی کو اگر اس سلسلے میں شاہد عدل بنایا تو قرآن واضح طور پر گواہی دیتا ہے کہ نسل انسانی کے جد امجد سیدنا آدم علیہ السلام کو جنت سے نکلنے کا حکم ہوا تو انہیں بھول کا شدید احساس ہوا وہ اس پر بہت پچھتائے اور پریشانی و پشیمانی کے عالم میں اپنی خطا پر روتے رہے۔ خدائے قدوس کو یہ ادا بھلی معلوم ہوئی اور آدم علیہ السلام کے دل میں بخشش کی دعا کے چند الفاظ ڈال دیئے گئے وہ دونوں بارگاہ رب العزت

میں گڑگڑا کر دعا کرنے لگے ربنا ظلمنا انفسنا..... لنکونن من الخسرین
اے ہمارے رب ہم نے اپنی جان پر ظلم کیا اگر تو ہم کو نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے
تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے۔
یہ الہامی الفاظ ان کی زبان سے ادا ہوئے تو رحمت کا لامتناہی اور
ناپید اکنار سمندر جوش میں آگیا خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی کیونکہ وہ یقیناً توبہ
قبول کرنے والا اور ہر حال میں بندوں پر رحمت اور مہربانی کرنے والا ہے۔
قرآن عزیز نے اس صورت حال کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ انہ ھو التواب الرحیم

پھر آدمؑ نے اپنے پروردگار سے کچھ الفاظ سیکھ لئے پھر اللہ نے ان کی توبہ قبول کر
لی بیشک وہی توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔
قرآن عزیز کی ترتیب میں فتاب کا لفظ جو توبہ سے بنا ہے پہلی مرتبہ اسی آیت میں
استعمال ہوا ہے اور نسل آدم کے جدامجد کے بارے میں ہے اس سے صاف واضح ہے
کہ توبہ آدم علیہ السلام کی سنت ہے وصف آدمیت ہے نشان انسانیت ہے اظہار عبدیت
ہے بلکہ بندگی کے لئے لازم ہے مزید برآں یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ گناہ کا
احساس اور اس پر ندامت کا اظہار خالق کائنات کے سامنے جوابدہی اور اس کی
عظمت کا تصور پیدا کرتا ہے نیکی اور بدی میں تمیز کراتا ہے انسان کو برائیوں سے
باز رکھتا ہے۔ اور نیکیوں اور سچائیوں کی ترغیب دلاتا ہے اس سے پروردگار عالم
کی عظمت کا اقرار اور اپنی حقیقت کا ادراک ہوتا ہے اور اس اعتقاد کے بغیر کوئی
دائرہ اسلام میں داخل ہی نہیں ہو سکتا اور اسلام میں داخل ہونے کے بعد بھی توبہ کے
بغیر چارہ کار نہیں کیونکہ الحاد و زندقہ اور مادیت کے اس دور میں ہر ایمان کے ڈاکو
گھات میں ہیں چنانچہ اگر توبہ کا دامن ہاتھ میں نہ ہو تو ایمان و عمل کی حفاظت ممکن
ہی نہ رہے اور ترغیب کے راستے مسدود ہو جائیں غالباً اسی صورت حال کے
پیش نظر اسلامی ادارہ ادب و ثقافت نے قرآن اور توبہ کی اشاعت ناگزیر سمجھی ہے
گمراہی کے اس دور میں ایمان و اسلام کا دامن ہاتھ سے نہ جانے پائے
ادارہ کے صدر حاجی انوار اختر اور سیکرٹری جنرل محمد افضل آرش کی یہ دینی خدمت
اور ان کا جذبہ کارکردگی یقیناً قابل ستائش ہے اور وہ اس کے لئے عند اللہ اور
عند الناس ماجور ہوں گے آخر میں ادارہ اور اس کے اراکین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ
انہوں نے یہ پیش لفظ لکھنے کی سعادت بخشی ورنہ منے۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل
نسیم صبح تیری مہربانی

توبہ

مولانا خلیل الرحمن خلیل

عمر انسان ہے زیشان کتابِ توبہ
اور قرآن مفصل ہے نصابِ توبہ
آؤ آؤ کہ ابھی وقت ہے توبہ کر لیں
بند ہونے کو ہے کچھ دیر میں بابِ توبہ

چشمہ زمزم کعبہ پر چلو بھر وضو
صاف شفاف وہیں ملتا ہے آبِ توبہ
عقل چھن جاتی ہے ہر قسم کی مئے سے لیکن
دائمی ہوش میں لاتی ہے شرابِ توبہ

سب کے سب حشر کے آثار نمودار ہوئے
ڈھل گیا اب تو ضعیفی میں شبابِ توبہ
وقت کہتا ہے ابھی وقت ہے اٹھو اٹھ کر
حل کرو پرچہ میزان و حسابِ توبہ

صرف وعدہ ہی نہیں وعدہ وفائی ہوگی
شکل جنت میں خدا دے گا ثوابِ توبہ
کون خوش بخت ہے اس شخص سے دنیا میں خلیل
جس کو اللہ عنایت کرے تابِ توبہ

نام کتاب :- قرآن اور توبہ

مولف :- عالم حسین چیمہ عرف عالم فقری (ایم اے ایل ایل بی)

سال طباعت :- رمضان المبارک ۱۳۹۸ھ

تعداد طبع اول :- ۵۰۰

قیمت :- چھ ۶ روپے

مطبوعہ :-

ناشر :- اسلامی ادارہ ادب و ثقافت چاہ میراں لاہور

اظہار تشکر

جن حضرات نے اس کتاب کی اشاعت میں مالی و قلمی تعاون کیا۔ اسلامی ادارہ ان کا تہِ دل سے مشکور ہے

دعاگو

خادم حسین صاحب

فنانس سیکرٹری

فہرست عنوانات

نمبر شمار ــــــ عنوان ــــــ صفحہ

توبہ

توبہ کا مفہوم

توبہ کے لفظی معنی لوٹنے اور رجوع کرنے کے ہیں۔ لیکن شرعی اصطلاح میں توبہ کا یہ مفہوم ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ترک کر کے اطاعت کی طرف لوٹے اور اطاعت یہ ہے کہ انسان اپنی عملی زندگی میں احکاماتِ الٰہیہ کی تعمیل کرے جو ہمارے سامنے شریعتِ اسلامیہ کی صورت میں موجود ہیں۔ اور احکامات الٰہیہ میں جو نافرمانیاں اس سے سرزد ہو رہی ہوں ان کو ترک کر دے۔

توبہ اصل میں گناہ نہ کرنے کا ایک میثاق ہے جو انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرتا ہے اور سابقہ گناہوں کو چھوڑنے کا وعدہ کرتا ہے اور آئندہ گناہ کی طرف جانے کا ارادہ ترک کر دیتا ہے عمر کے کسی بھی حصے میں جس وقت انسان کے دل میں احساس پیدا ہو جائے کہ کیوں نہ گناہ کو چھوڑ دیا جائے اور اللہ سے اپنے کئے ہوئے گناہوں پر معافی مانگی جائے تو وہ توبہ کی طرف متوجہ ہو گا۔

توبہ یہ ہے کہ انسان اپنی کی ہوئی خطاہوں پر نادم ہو جو برائی وہ کر رہا ہے اسے چھوڑ دے اور آئندہ اس کا ارتکاب نہ کرے اور جو برائی وہ کر چکا ہو اس کی تلافی کی کوشش کرے اور اگر تلافی کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو اللہ سے معافی مانگے اور زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرے تاکہ اپنی برائی کے داغوں کو دھو ڈالے لیکن توبہ اس وقت تک حقیقی نہیں ہو سکتی جو کہ اللہ کی رضا کی خاطر نہ ہو کسی دوسری وجہ سے کسی برے فعل کو ترک کر دینا توبہ نہیں کہلاتا۔

جو توبہ کر گیا وہ تر گیا توبہ وہ دروازہ ہے جس میں داخل ہونے سے انسان اللہ کی بارگاہ میں مردود کی بجائے محبوب دشمن کی بجائے دوست دوزخ کی بجائے جنت کا حق دار بن جاتا ہے توبہ گناہوں کا ایسا تریاق ہے جو انسان کو اس طرح معصوم اور

پاک کر دیتا ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے اس نے ابھی جنم لیا ہے۔ دنیاوی شاہوں کے درباروں میں صدارت اور وزارت کے ایوانوں میں مکتب اور درس گاہوں میں امرا کے دیوان خانوں میں رؤسا کے رنگ برنگ بازاروں میں دفتری اور کاروباری امور میں اس شخص کو دنیا والے اچھا ہی سمجھ لیتے ہیں جو کوئی خطا کرے مگر اس کا ضمیر اس کی عقل کو بیدار کرے اور وہ اپنے شاہ سے مالک سے آقا سے دوست سے دشمن سے اپنی خطا کی معافی کا طلب گار بنے تو اس کا قصور اکثر معاف کر دیا جاتا ہے مگر دنیا والے پھر بھی تنگ نظر ہوتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ خطا معاف نہ کریں مگر بارگاہِ رب العزت کی رحمت اتنی وسیع ہے کہ وہاں بڑے سے بڑے مجرم کو بھی توبہ سے پناہ مل جاتی ہے اللہ کی رحمت اور کرم کی یہ بے نیازی ہے کہ خواہ کتنا ہی کوئی خطا کار ہو بیاہ کار شدکار ہو یا گنہگار ہو اللہ کے حضور میں جھک جائے تو معافی ضرور مل جاتی ہے مگر یہ نادان انسان توبہ کی طرف لوٹتا نہیں۔

مغفرت اور عفو توبہ کے مفہوم سے ملتا جلتا مفہوم مغفرت اور عفو کا ہے مگر ان تینوں میں کچھ فرق ہے توبہ کے معنی تو رجوع کرنے کے ہوئے لیکن مغفرت کا لفظ غفر سے ماخوذ ہے جس کے معنی ڈھانپ لینے کے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو اپنی رحمت تلے ڈھانپ لے تو اس کو مغفرت کہتے ہیں گناہوں کا بخش دینا یا نہ بخشنا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے غفار اور غفور اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ہیں لہٰذا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ جس کسی کا چاہے استغفار قبول کرے۔

عفو کے لفظی معنی مٹا دینے کے ہیں مگر اصطلاحاً معاف کر دینے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بندوں کے گناہوں اور کوتاہیوں کو معاف کر دیتا ہے۔ اور ان کے نامہ اعمال سے مٹا دیتا ہے خواہ توبہ اور استغفار کی بنا پر کرے یا

اس کے بغیر کرے تو وہ عفو ہوتا ہے. توبہ مغفرت اور عفو میں فرق یہ ہے کہ توبہ اللہ تعالیٰ سے اپنے سابقہ گناہوں کی معافی طلب کرنا ہے اور آئندہ گناہوں پر اصرار نہ کرنے کا عہد ہے یہ انسان کی طرف سے پہلا مرحلہ ہے اور ان گناہوں پر پردہ ڈال دینا اور سابقہ گناہ کو بخش دینا مغفرت ہے یہ توبہ کے بعد کا مرحلہ ہے اور یہ دوسرا مرحلہ ہے.

اللہ تعالیٰ اپنے رحم و کرم کی بناء پر اگر انسان کے گناہوں کو بالکل معاف کر دے اور نامہ اعمال سے مٹا دے تو یہ عفو ہے اور یہ تیسرا مرحلہ ہے اصلی معنوں کے لحاظ سے ریاض الصالحین میں یہی ترتیب بیان کی گئی ہے باقی یہ تینوں لفظ ایک دوسرے کی جگہ پہ استعمال کئے ہیں اور ایک ہی معنی تصور کئے جاتے ہیں لہذا توبہ اور استغفار اصل میں اپنے گناہوں سے اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرنا ہے.

گناہ

گناہ کیا ہے

توبہ ہمیشہ گناہوں سے کی جاتی ہے۔ لہٰذا گناہ کے بارے میں جانے بغیر توبہ کی طرف رجوع کیسے ممکن ہو سکتا ہے اور گناہ کا مفہوم ذیل درج ہے۔

تقاضا عبدیت یہ ہے کہ انسان اللہ کی اطاعت کرے نیز اس کی بندگی کرے ان امور کو انجام دے جن کو اللہ نے کرنے کا حکم دیا ہے اور ایسے اعمال کو ترک کر دے جن سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا ہے مگر انسان میں بیک وقت اطاعت اور نافرمانی کا مادہ موجود ہے جب یہ حضرت انسان خدا کی اطاعت پر آتا ہے تو فرشتے ہیچ ہو جاتے ہیں کہ اس کے نام پر اپنے آپ کو مٹا دیتا ہے اس کے لئے اپنے سر کو کٹا دیتا ہے کہیں اپنی خودی کو اس کے آگے سجدہ ریز کر دیتا ہے کہیں اپنا مال و متاع اس کی راہ میں لٹا دیتا ہے۔ مگر جب یہی انسان اس کی نافرمانی پر آتا ہے تو اپنے ہی ہاتھ سے تراشیدہ بتوں کو اس کا ہمسر بنا دیتا ہے اور قدم قدم پر اس کے حکم کی نافرمانی اور سرکشی کرتا ہے حتیٰ کہ شداد اور فرعون کے روپ میں خود ہی خدا بن بیٹھتا ہے اور اس سے بڑا گناہ کیا ہو گا۔

قرآن پاک میں گناہ کے لئے اثم اور فسق کا لفظ استعمال کیا گیا ہے اور اثم کے معنی کوتاہی کے ہوتے ہیں مگر یہ لفظ اصطلاحاً اس فعل یا کام پر استعمال ہوتا ہے کہ انسان اپنے رب کی اطاعت اور فرمانبرداری میں قدرت اور استطاعت رکھنے کے باوجود اس کی اطاعت اور فرمانبرداری نہ کرے شریعت اسلامیہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس ضابطہ کے تحت انسان کی زندگی دو امور یعنی اعتقادات اور اعمال سے وابستہ ہے۔ ان اعتقادات اور اعمال کے بارے میں کتاب اللہ اور سنت کی صورت میں ہمارے سامنے واضح احکامات موجود ہیں ان احکامات میں کچھ ایسے ہیں جن کو کرنے

کا حکم دیا گیا ہے اور وہ اوامر کہلاتے ہیں اور جن سے روک دیا گیا ہے ان کو نواہی کہتے ہیں چنانچہ ان اوامر کو عمداً ترک کر دینا اور نواہی کو عمداً اپنانا گناہ کے زمرے میں شمار کیا جاتا ہے چنانچہ اسلامی ضابطہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے جو شخص اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھتا بلکہ ان سے تجاوز کرتا ہے تو وہ گناہ ہو گا لیکن انسان کے کسی فعل کو اس وقت تک گناہ نہیں کہا جا سکتا جب تک انسان اپنے فعل کے ذریعہ سے ان حدود کو توڑ نہ دے جن کو اللہ تعالیٰ نے قائم کرنے کا حکم دے رکھا ہے۔

ثواب اور گناہ کا تصور اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ سے آسمانی کتابوں کی صورت میں پہنچایا اور اس کی تکمیل قرآن کی صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے چنانچہ کرہ ارض پر بسنے والے تمام انسانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآنی ثواب اور گناہ کے تصور کو اپنائیں اور شریعت محمدیہ پر عمل کر کے دونوں جہانوں میں فلاح پائیں۔

انسان میں گناہ کے مادہ کی موجودگی

انسانی خمیر مختلف عناصر سے مل کر بنا ہوا ہے ان عناصر کو سائنس کی زبان میں بے شمار نام دیئے ہیں لیکن اسے عام زبان میں آگ پانی ہوا اور مٹی کہتے ہیں ان کی وجہ سے انسان میں چار وصف پیدائشی طور پر موجود ہیں ان میں ربوبیت، شیطانیت، حیوانیت اور سبعی ہے لہٰذا ان چار وصفوں کی بنا پر انسان میں مختلف قسم کے طبعی رجحانات پیدا ہوتے ہیں ان میں جتنا کوئی وصف زیادہ غالب ہو گا تو ویسی ہی خصوصیات اس انسان میں نمایاں ہوں گی۔

صفت ربوبیت کی بنا پر انسان میں فخر اپنی بڑائی جابریت مدح ثنائی عزت نوکری محبت ولغزت سے افعال سرزد ہوتے ہیں اگر ان اوصاف میں زیادتی ہو جائے اور حد اعتدال سے آگے بڑھ جائیں تو وہ انسان کو گناہ کی طرف لے جائیں گے ان اوصاف کی بنا پر انسان میں ایسے ایسے گناہ جنم لیتے ہیں کہ لوگوں کو ان کی خبر تک

بھی نہیں ہوتی مگر جب انسان کی آنکھ کھلتی ہے تو وہ حد سے زیادہ گنہگار ہو گیا ہوتا ہے

انسانی بناوٹ میں دوسرا مادہ حرارت کا ہے جس کی وجہ سے انسان میں شیطانی وصف کا منبہ نفس موجود ہوتا ہے جس کی بنا پر انسان میں حسد، سرکشی حیلہ۔ مکر و فریب۔ دھوکہ جھگڑا بُری بات کا حکم دینا نفاق بدعت کی طرف بلانا اور گمراہی جیسے اوصاف پائے جاتے ہیں۔

انسانی خمیر میں تیسری قوت حیوانی قوت ہے جس کی بنا پر انسان میں شہوت نفسانی خواہشات یعنی زنا غیر فطری فعل حرص اور طمع وغیرہ کے افعال جنم لیتے ہیں انسانی ضمیر کی چوتھی صفت سبعی ہے جس کی بنا پر انسان میں غصہ غضب کینہ مار پیٹ گالی گلوچ قتل وغیرہ کرنا کے اوصاف پائے جاتے ہیں انسان جب اس مادی جسم کی پرورش کے لئے غذا کھاتا ہے اور اس میں قوت والے اجزا کی زیادتی کرتا ہے جیسے گھی گوشت مصالحہ جات اور طرح طرح کی حرام وحلال غذائیں تو اس سے انسان میں بہیمیت کا زور زیادہ ہو جاتا ہے تو پھر یہ ساری قوتیں مل کر انسانی عقل پر غلبہ حاصل کر لیتی ہیں تو جب عقل مغلوب ہو جاتی ہے تو عقل اللہ کا راستہ چھوڑ کر الٹ سوچنا شروع کر دے گی اور حق کی طرف سے بھٹک کر شیطانیت کی طرف چلی آئے گی پھر جب اس شیطانیت کا زور ہو جائے گا تو انسان شیطان کے ایماء پر ایسے اعمال و افعال کر گزرے گا جو اللہ کی نافرمانی پر مبنی ہوں گے اور وہ گناہ کہلائیں گے۔

غرضیکہ ان چاروں اوصاف کی بنا پر انسان میں فطری طور گناہ کی طرف جانے اور گناہ میں لذت محسوس کرنے والی رغبت موجود ہے چنانچہ اس رغبت کو قابو میں رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ اللہ کی قائم کردہ حدود کے مطابق زندگی کو منضبط کیا جائے

گناہ کی قسمیں

گناہ کی دو قسمیں ہیں

۱۔ کبیرہ گناہ ۲۔ صغیرہ گناہ

کبیرہ

کبیرہ کے معنی بڑے کے ہیں مگر شرعی اصطلاح میں اس کا اطلاق اس گناہ پر ہوتا ہے جس کے بارے میں شریعتِ اسلامیہ نے روک دیا ہو اور اس کو کسی قرآنی نص یا سنت نے حرام قرار دے دیا ہو۔ اور اس کے کرنے پر کتاب اللہ میں کوئی سزا مقرر ہو یا مرنے کے بعد ایسے گناہوں پر وعید کی گئی ہو یا اس کے کرنے کو لعنت قرار دیا ہو یا اس کے مرتکبین پر نزولِ عذاب کی خبر دی گئی ہو یا جن کاموں کو شریعت میں فرض قرار دیا گیا ہے ان کو ترک کر دیا ہو کیونکہ اللہ کی فرض کردہ عبادت کو ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

گناہ کبیرہ سے ایمان ضائع نہیں ہوتا کیونکہ ایمان بنیادی طور پر اعتقادی باتوں پر یقین اور اقرار کا نام ہے البتہ ایمان کامل کی روح مفقود ہو جاتی ہے اس پر اسلامی فقہ کا متفق فیصلہ ہے کہ گناہ کبیرہ کرنے والا مسلمان ہی رہتا ہے اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا

گناہ کبیرہ کی تعداد کے تعین کے بارے میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کسی نے تین کسی نے چار کسی نے سات کسی نے گیارہ تعداد بتائی ہے ابن عباسؓ نے سنا کر حضرت عمرؓ نے گناہوں کی تعداد ستائیس بتائی ابوطالب مکی کے نزدیک ان کی تعداد سترہ ہے اور امام غزالی نے بھی ان کی پیروی کی ہے لیکن میرے نزدیک کبیرہ کی تعداد سترہ سے کہیں بہت زیادہ ہے

صغیرہ گناہ

صغیرہ وہ گناہ ہے جو برائی اور بدی کے زمرے میں آتا ہے اور شریعتِ اسلامیہ نے اس سے بچنے کا حکم دیا ہے بعض فقہاء کرام کا یہ خیال ہے کہ تمام کبیرہ گناہوں کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہیں وہ صغیرہ کہلائیں گے۔

صغیرہ گناہ بے شمار ہیں اور ان کی کوئی مقررہ تعداد نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا طریقہ ہے جس سے بآسانی یہ شناخت ہو سکے کہ یہ گناہ صغیرہ ہے شرعی توثیق اور بصیرت سے ان کی شناخت کی جاتی ہے اور شریعت کا مقصد بھی صرف یہی ہے کہ انسان گناہوں کو ترک کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور اسے ذات الہٰیہ کا قرب حاصل ہو۔

صغیرہ گناہوں کی مثال یہ ہے کہ کسی خوبصورت عورت یا مرد کا جنسی رغبت کے تحت ایک دوسرے کو دیکھنا یا اس کا بوسہ لینا یا اس کے ساتھ بیٹھنا یا لیٹنا مگر جماع نہ کرنا جنسی خواہشات کے تحت کسی غیر محرم مرد یا عورت کا سیر و تفریح کرنا فحش ادب کا مطالعہ کرنا عریانی کو فروغ دینا جو لذت گناہ کی طرف لے جائے کسی کو برا بھلا کہنا۔ خواہ مخواہ مارنا فلم بینی کرنا مگر فلم بینی ایسی ہو جو انسان کی جنسی خواہشات ابھارے اور برائی کی طرف لے جائے کسی کی دل آزاری کرنا۔ جانور کو ایذا دینا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ اگر تم گناہ کبیرہ سے اجتناب کرو گے تو تمہاری چھوٹی برائیاں یعنی صغیرہ گناہ ہم خود ہی معاف کر دیں گے۔ اس آیت سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ جب انسان گناہ کبیرہ سے تائب ہو گا تو اس کے صغیرہ گناہ خود بخود معاف ہو جائیں لیکن توبہ کرتے وقت بہتر یہی ہے کہ انسان اپنے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں کی معافی طلب کرے۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ ایک میدان میں جہاں لکڑیاں موجود نہ تھیں اور نہ کوئی اور چیز تھی وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے ساتھ ڈیرہ لگایا حضورؐ نے لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ لکڑیاں تو نظر ہی نہیں آتی ہیں فرمایا کسی چیز کو حقیر نہ جانو جو چیز ملے اسے لے آو۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ ادھر ادھر گئے اور کچھ نہ کچھ اٹھا لائے اور ایک جگہ جمع کر دیا چنانچہ ایک بڑا ڈھیر بن گیا اس وقت آپؐ نے فرمایا کیا تم کو معلوم نہیں کہ یہی حال اس خیر و شر کا ہے جس کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا بڑے سے بڑا اور خیر سے خیر شر سے شر مل کر ایک انبار ہو جاتا ہے اس حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انسان اگر چھوٹے چھوٹے گناہوں کی پرواہ نہیں کرے گا تو وہ مل کر بہت زیادہ ہو جائیں اور ان کی زیادتی پھر گناہ کبیرہ کی صورت اختیار کرے گی۔

انسان کو یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیئے کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک گناہ کو

انسان حقیر یعنی چھوٹا تصور کرتا ہے مگر اللہ کے ہاں وہ بڑا ہوتا ہے اور بعض اوقات بندہ اس کو بڑا سمجھتا ہے لیکن اللہ کے ہاں وہ چھوٹا ہوتا ہے لیکن بندہ مومن کا گناہ صغیرہ کو بڑا گناہ سمجھ کر اللہ سے ڈرنا اللہ کے قرب کا باعث بنتا ہے۔

الکبائر کی قسمیں

کبیرہ گناہوں کے بارے میں ہر شخص کے لئے جاننا ضروری ہے تاکہ ہر انسان ان گناہوں سے بچ سکے اور توبہ کرے عام انسانوں کے لئے کبیرہ اور صغیرہ گناہوں میں امتیاز کرنا ذرا مشکل مسئلہ ہے لیکن کبیرہ گناہوں سے توبہ کی جائے تو بہت سے صغیرہ گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں اس لئے ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ اسے معلوم ہو کہ کبیرہ گناہ کونسے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ: کہ اگر تم ان میں سے جو بھاری ہیں اگر تم ان سے بچتے رہو تو اللہ تعالیٰ تمہارے خفیف گناہ بھی معاف کر دیں گے اس سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ ہر انسان کو کبیرہ سے بچنا ضروری ہے الکبائر کے بارے میں فقہا کرام میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے میرے علم کے مطابق الکبائر کو مندرجہ ذیل درجوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

پہلی قسم کے اعتقادی گناہ کبائر ہیں وہ گناہ ہیں جن کا تعلق انسان کے عقائد سے ہے اور عقائد کا مرکز انسانی دل ہوتا ہے اگر انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو معبود ماننے کا عقیدہ ہو اور اللہ کی صفات کا انسان انکار کرے یا اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں کسی اور کو شریک ٹھہرائے تو وہ سب سے بڑا گناہ ہے جسے کفر اور شرک کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا یا اللہ کے عذاب کا انکار کرنا یا آخرت کے حساب و کتاب کا انکار کرتے ہوئے خود ہی کو ناکرمیں تو بخشا ہوا ہوں۔ توحید کے بعد ملائکہ نبوت رسالت جنت دوزخ یوم آخرت موت جزا سزا کے بارے میں دل سے یقین قائم نہ کرنا یا شک کا اظہار کرنا گناہ کبیرہ ہے کہ زمرے میں آتا ہے نیت اور دل کا گناہ۔ کے ساتھ گہرا تعلق ہے اگر کوئی گناہ کو گناہ تصور ہی

نہیں کرتا تو اس سے بڑی جہالت کیا ہو گی چنانچہ ہیتاً گناہ سے بچنا ضروری ہے اور اپنے اعتقاد میں ایسے مشتبہ خیالات کو جگہ نہیں دینی چاہیئے جن کی بنا پر انسان سے اعتقادی گناہوں کے مرتکب ہونے کا خطرہ ہو۔

دوسری قسم قولی گناہ

عقائد کے بعد وہ گناہ ہیں جن کا تعلق انسان کے قول سے ہے۔ انسان کی زبان سے اگر ایسے الفاظ نکلیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے نہ نکالنے کا حکم دیا ہے تو وہ گناہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو بولنے کی قوت دی ہے ایک لازوال نعمت ہے اور کائنات میں دوسری مخلوقات سے اسی قوتِ گویائی کی بنا پر بلند و برتر کیا ہے چنانچہ انسان کا یہ فرض ہے کہ انسان اپنی زبان سے ایسی گفتگو نہ کرے جس کو اللہ نے روک دیا ہے اور گناہ قرار دیا ہے بلکہ انسان کے ذمے لازم آتا ہے کہ وہ اپنی زبان کو اللہ کی قائم کردہ حدود کے اندر استعمال کرے۔ چنانچہ ایسے گناہ جو انسان کی زبان کی قوت گویائی سے تعلق رکھتے ہیں قولی گناہ کہلاتے ہیں۔ قولی گناہ میں سب سے بڑا گناہ جھوٹ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قطعاً پسند نہیں کیا جھوٹ ایک ایسا گناہ ہے جو انسانی عظمت پر ایک سیاہ دھبہ ہے جس قوم میں جھوٹ کی عادت ہو اس کی بنیاد کھوکھلی ہو جاتی ہے جھوٹ کی بجائے سچ بولنا انسان کا فرض ہے جو نہ صرف گناہ سے بچاتا ہے بلکہ ثواب کا مستحق بھی ٹھہراتا ہے جھوٹی گواہی دینا اور سچی گواہی کو چھپانا جھوٹی قسمیں کھانا غیبت کرنا گالی دینا یا کسی پر بہتان سازی کرنا سب قولی گناہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

تیسری قسم فعلی گناہ

یہ وہ کبیرہ گناہ ہیں جن کا تعلق انسان کے عملی فعل سے ہے قرآن اور سنت سے ان کی توثیق ہوتی ہے پھر ان میں ایسے گناہ ہیں جن کا تعلق انسان کے پیٹ سے ہے اور ایسی چیزیں کھاتا ہے جن کو شریعت محمدیہ میں حرام قرار دیا ہے مثلاً سود کا گوشت کھانا شراب نوشی یا کوئی نشہ آور چیز کا استعمال کرنا یتیموں کا مال ہڑپ کر جانا سود کھانا جوا پانسہ سٹے سے مال کھانا۔

فعلی گناہوں میں پھر ایسے گناہ آتے ہیں جو انسان نفسانی خواہشات کے تحت کرتا ہے مثلاً زنا کرنا کسی عورت لڑکے یا جانور سے غیر فطری فعل یعنی لواطت کرنا یا کسی اور غیر فطری فعل سے جماع کرنا۔ ان کے علاوہ چند ایسے گناہ بھی ہیں جو انسان کے ہاتھ اور پاؤں سے سرزد ہوتے ہیں ایسے گناہوں میں ناحق کسی کو قتل کرنا چوری کرنا کسی کا مال زبردستی چھین لینا رشوت لینا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ کم تولنا۔ ڈاکہ ڈالنا۔ امانت میں خیانت کرنا۔ کفار کے مقابلے میں میدان جنگ سے بغیر کسی معقول وجہ کے بھاگ جانا شامل ہیں۔

قرآن پاک میں گناہوں کا ذکر قرآن پاک میں بے شمار موقعوں پر گناہ کا ذکر کیا گیا ہے جن سے بچنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے لہٰذا ان کو یہاں درج کیا جاتا ہے۔

اللہ گناہ کو قطعاً پسند نہیں کرتا اللہ تعالیٰ گناہ کو قطعاً پسند نہیں فرماتے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ بیشک میں دغاباز اور گناہ کرنے والے کو پسند نہیں کرتا (سورت نساء آیت نمبر ۱۰۷)

گناہ کو اللہ جانتا ہے اور جو شخص کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس نے اپنے نفس کے لئے کسب کیا اللہ تعالیٰ ... ان کو بہتر طریقے سے جانتا ہے (سورت نساء آیت نمبر ۱۱۰)

ظاہرہ اور پوشیدہ گناہ ظاہرہ اور پوشیدہ گناہ چھوڑ دو اور جو لوگ گناہ کرتے ہیں وہ اپنے کئے کی سزا پائیں گے۔ (سورت انعام آیت ۱۲۱)

گناہ کے قریب نہ جاؤ گناہ کے نزدیک نہ جاؤ جو ظاہر ہو یا پوشیدہ ہو (سورۃ الانعام آیت ۱۵۲)

زیادہ گناہ کی زیادہ سزا جتنا گناہ جس کسی نے سمیٹا بھگتے گا اور جس نے اس طوفان میں سے زیادہ حصہ لیا اس کو بڑی سزا ہوگی (سورۃ نور آیت نمبر ۱۱)

اللہ گناہوں سے منع فرماتا ہے
آپ ان کو کہہ دیں کہ میرے پروردگار نے تو صرف بے حیائی کے کاموں سے منع فرمایا ہے خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ ہوں اور گناہ سے بھی اور ناحق کسی پر ظلم کرنے سے بھی (سورۃ اعراف آیت نمبر ۳۳)

شرک بہت بڑا گناہ ہے
جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا تو اس نے بڑے گناہ کی افترا باندھی (سورۃ نساء آیت ۴۸)

اللہ پر جھوٹ باندھنا بہت بڑا گناہ ہے
جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرایا تو اس نے بڑے اور صریح گناہ کے لئے بس ایسا کرنا کافی ہے (سورۃ نسا آیت ۵۰)

حق کو جھوٹ جاننا
اور اس کو وہی جھوٹ جانتا ہے جو حد سے زیادہ بڑھ جائے اور گناہ کرنے والا ہو (سورت یوسف آیت ۸۳)

گناہ کرنے والے کے کہنے میں نہ آؤ
پس اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر کر اور لوگوں میں سے کسی گناہ کرنے والے ناشکرے کے کہنے میں نہ آنا۔ (سورت نور آیت ۷۶)

سچی گواہی کو چھپانا گناہ ہے
اور گواہی کو نہ چھپاؤ اور جو اس کو چھپاتا ہے اس کے دل میں گناہ ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ جانتا ہے (سورت البقرہ آیت ۲۸۳)

گناہ میں ڈھیل
جو لوگ انکار کر رہے ہیں اس خیال میں نہ رہیں کہ یہ جو ہم ڈھیل دے رہے ہیں یہ کچھ ان کے حق میں بہتر ہے ہم تو صرف ڈھیل اس لئے دے رہے ہیں تاکہ گناہ سمیٹ لیں اور آخرت میں عذاب چکھیں۔
(سورت آل عمران آیت ۱۷۷)

حقیقت کو چھپانا گناہ ہے

اور ہم اللہ کی گواہی کو نہیں چھپائیں گے ایسا کریں تو بے شک ہم گنہگار ہوں گے (سورت مائدہ آیت ۱۰۶)

بیوی سے مال واپس لینا گناہ ہے

اور اگر تم ایک زوجہ کے بدلے میں دوسری زوجہ بدلنا چاہو اور پہلی کو تم نے ڈھیر دیا ہو تو اس میں سے کچھ بھی نہ واپس لو اس پر بہتان اور گناہ باندھ کر واپس نہ لو۔ (سورت نساء آیت ۲۰)

جھوٹے گناہ کرنے والے کیلئے خرابی

ہر ایک جھوٹے گناہ کرنے والے کے لئے خرابی ہے اللہ کی آئیں سنتا ہے جو اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر مارے غرور کے اڑا رہتا ہے گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں (سورت جاثیہ آیت ۷)

گناہ کرنے والے پر شیطان کا اترنا

میں تمہیں بتاؤں کہ کس پر شیطان اترا کرتے ہیں (سورت شعراء آیت ۲۲۱)

جھوٹی گواہی گناہ ہے

پھر اگر معلوم ہو جائے کہ دونوں گواہ گناہ کے مرتکب ہوئے تو ان کی جگہ دوسرے دو ان لوگوں میں سے جو کھڑے ہوں جس کا حق پہلے گواہوں نے دبانا چاہا تھا پس وہ اللہ کی قسمیں کھائیں کہ ہماری شہادت ان دونوں کی شہادت سے سچی ہے اور ہم نے ادائے شہادت میں کوئی زیادتی نہیں کی ایسا کیا ہو کہ تم بے شک ظالم ہو (سورت مائدہ آیت ۱۰۷)

علماء کو گناہ سے روکنا چاہیئے

ان کو ان کے ربانی اور علماء گناہ کی باتوں اور حرام کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے بہت بُرا ہے (سورت مائدہ آیت ۶۳)

بدگمانی گناہ ہے

مسلمانوں بہت شک کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض ظن گناہ ہے (سورت حجرات آیت ۱۲)

گناہ میں تعاون نہ کرو

اے لوگو جو ایمان لائے ہو نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کے مددگار ہو جایا کرو گناہ اور زیادتی میں تعاون نہ کرو اللہ سے ڈرو اور اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (سورت مائدہ آیت ۲)

قتل بہت بڑا گناہ ہے

اگر تو مجھے قتل کرنے کے لئے اپنا ہاتھ میری طرف پھیلائے تو میں تجھے قتل کرنے کے واسطے اپنا ہاتھ نہیں پھیلاؤں گا میں اللہ سے جو تمام جہانوں کا رب ہے ڈرتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تو میرا اور اپنا گناہ سمیٹے اور پھر دوزخیوں میں سے ہو جائے اور ظالموں کی یہی سزا ہے (سورت مائدہ آیت ۲۸)

زنا بہت بڑا گناہ ہے

اور لوگ خدا کے سوا دوسروں کو معبود نہ پکاریں اور ناحق کسی کو جان سے نہ مارو کیونکہ خدا نے اسی کو حرام کر رکھا ہے اور نہ زنا کریں اور جو ایسا کرے گا۔ اسے گناہ کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ (سورت فرقان آیت ۶۸)

وصیّت کو بدلنا گناہ ہے

تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ وصیت کر دے پھر جو وصیت کو سنے اور بعد میں اس کا کچھ اور کر دے تو اس کا گناہ ان پر ہو گا جو اس کو بدلیں گے۔ (سورت البقرا آیت ۱۸۰)

ناحق مال کھانا گناہ ہے

اور آپس میں ناحق ایک دوسرے کا مال خرد برد نہ کرو اور نہ مال کو حاکموں کے پاس رسائی کا ذریعہ گردانو تاکہ لوگوں میں سے ایک فریق گناہ کے ساتھ مال نہ کھا جائے حالانکہ تم جانتے ہو (سورت البقرا آیت ۱۸۸) ہے۔

شراب اور جوا گناہ ہے

لوگ آپ سے جوئے اور شراب کے بارے میں پوچھتے ہیں تو کہہ کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے

اور لوگوں کے واسطے منافع بھی لیکن ان دونوں کا گناہ ان کے نفع سے بہت بڑا ہے۔

(سورت بقرہ آیت ۲۱۹)

سود کھانا گناہ ہے

اللہ سود کو گھٹاتا اور خیرات کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمام انکار کرنے والوں اور گناہ کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا

ناحق سزا دینا گناہ ہے

اور جو مسلمان مردوں اور عورتوں کو سزا دیتے ہیں بغیر اس کے کہ انہوں نے کوئی جرم کیا تو وہ صریح گناہ اور بہتان لادتے ہیں۔ (سورت احزاب آیت ۵۸)

بہتان صریح گناہ ہے

اور جو شخص کسی گناہ یا خطا کا مرتکب ہو اور پھر وہ اپنے قصور کو کسی بے گناہ پر تھوپ دے تو اس نے بہتان باندھا جو صریح گناہ ہے (سورت نساء آیت ۱۱۲)

گناہ صغیرہ کن اسباب کی بنا پر گناہ کبیرہ بنتے ہیں

حجتہ الاسلام امام غزالی نے اس کے بارے میں مفید روشنی ڈالی ہے جو ہم نے ضروری سمجھا کہ اسے دلیسے ہی بیان کر دیا جائے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو کہ گناہ صغیرہ کا مرتکب اس کی معافی اور بخشش کا امیدوار ہو سکتا ہے لیکن بعض اسباب ایسے ہوتے ہیں کہ گناہ صغیرہ کو گناہ کبیرہ میں تبدیل کر دیتے ہیں تب ان کی آفت بھی بہت بڑھ جاتی ہے اور وہ اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

اصرار گناہ

پہلا سبب یہ ہوتا ہے کہ آدمی گناہ صغیرہ پر اصرار کرتا رہے جیسے ہمیشہ غیبت کرتا ہے یا ریشمی لباس کو مستقل طور پر زیب تن کرنے کا عادی ہو جائے یا سماع کی عادت بطور لہو ولعب اور تسکین نفس کے لئے اختیار کرے اس قسم کا گناہ جو متواتر کیا جائے اس کا دل کی تاریکی میں بڑا ہاتھ ہوتا ہے اس لئے حضور نے فرمایا کہ اچھا کام وہی ہوتا ہے جو نیک ہونے کے علاوہ ہمیشہ کرتے رہیں چاہیے وہ

معمولی سی نیکی ہی کیوں نہ ہو اس کی مثال یوں دے سکتے ہیں کہ قطرہ قطرہ پانی اگر متواتر پتھر پر گرتا رہے تو اس میں سوراخ کر دیتا ہے حالانکہ وہی پانی اگر یکبارگی اس پتھر پر ڈال دیا جائے تو اس پر کچھ بھی اثر نہ ہو گا پس جو شخص گناہ صغیرہ میں مبتلا ہو اسے چاہیے کہ اس کے تدارک کے لئے ہمیشہ استغفار کرتا رہے اس کا غم کھائے اور پریشانی و پشیمانی کا اظہار کیا کرے اور دل میں ٹھان لے کہ آئندہ اس کے قریب نہیں جائے گا بزرگوں کا کہنا ہے کہ استغفار کرتے رہیں تو کبیرہ بھی صغیرہ بن جاتا ہے اور اصرار کرتے رہیں تو صغیرہ بھی کبیرہ ہو کر رہتا ہے۔

گناہ کو معمولی تصور کرنا دوسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ آدمی گناہ کو بالکل معمولی چیز سمجھ کر اسے اہمیت ہی نہ دے اور حقارت سے دیکھے یہ تو یونہی ایک شغل ہے اس میں کیا دھرا ہے اس طرح تو خواہ مخواہ چھوٹا گناہ بڑا بن کر رہے گا گناہ کو بڑا خیال کیا جائے تو وہ کم ہو جاتا ہے کیونکہ اسے بڑا خیال کرنا خوف خدا اور ایمان کی سلامتی کی وجہ سے ہوتا ہے اور یہ جذبہ گناہ کی تاریکی سے دل کو بچانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے اور اس کا ذکر زیادہ نہیں ہونے دیتا اس کے برعکس گناہ کو حقیر اور معمولی خیال کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ دل کو گناہ کے ساتھ خاص انس اور لگاؤ پیدا ہو چکا ہوتا ہے اور یہ دلیل اس امر کی ہوتی ہے کہ دل کا گناہ کے ساتھ قریبی رشتہ ہے اور دونوں کی باہمی نسبت پختہ ہو چکی ہے اس لئے ہر امر متعلق تو دل ہی سے ہے اور جس شئے کی تاثیر کو دل قبول کرے اس کا نتیجہ اسی کے مطابق برآمد ہو کر رہتا ہے پس اگر دل کو گناہ ہی مرغوب ہو تو وہ گناہ ہی کے ارتکاب میں خوشی محسوس کرے گا حدیث میں ہے کہ مسلمان کے نزدیک تو گناہ ایک پہاڑ سے کم نہیں ہوتا اور اسے ہمیشہ خوف لاحق رہتا ہے کہ کہیں یہ پہاڑ اس کے سر پر پھٹ نہ جائے اور دوسری طرف منافق کے نزدیک گناہ کی حیثیت ایک مکھی سے زیادہ نہیں جو ناک پر بیٹھ جاتی ہے اور اڑ جائے اس لئے کہ

وہ اس سے خائف ہی نہیں ہوتا بزرگوں کا کہنا ہے کہ جس گناہ کی بخشش ناممکن ہے وہ یہی ہے کہ جسے آدمی معمولی جانے سہل سمجھے و حقیر خیال کرے اور کہے کہ اے کاش کیا ہی اچھا ہوتا اگر سبھی گناہ ایسے ہی ہوتے ایک پیغمبر پر وحی نازل ہوئی کہ گناہ کی چھوٹائی پر مت جائیو بلکہ حق تعالیٰ کی بڑائی پر نگاہ رکھیو کہ کہیں اس کے حکم کی خلاف ورزی تو نہیں کر رہے ہو جس قدر کوئی شخص جلالِ حق تعالیٰ کو پہچانتا ہے اتنا ہی وہ چھوٹے گناہوں کو بڑا تصور کرتا ہے ایک صحابی کا کہنا ہے کہ اے لوگو۔ تم بہت بڑے بڑے گناہ کر گزرتے ہو اور سمجھتے ہو انہیں بال برابر حالانکہ ہمارے نزدیک ان میں ہر کام پہاڑ کے برابر ہوتا ہے کیونکہ ہم اس راز کو پاتے ہیں کہ کوئی گناہ ایسا نہیں جس میں حق تعالیٰ کا غضب پوشیدہ نہ ہو اور جتنا بڑا گناہ ہوگا اتنا ہی زیادہ قہرِ الٰہی اس میں پنہاں ہوگا اور ہو سکتا ہے کہ جسے تم آسان ترین تصور کر رہے ہو وہی حق تعالیٰ کے قہر و غضب کا باعث ہو جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کہ تم اس کو ہلکی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بہت بھاری تھی۔

گناہ میں خوشی محسوس کرنا

تیسرا سبب یہ ہے کہ گناہ میں آدمی خوشی محسوس کرے اور ارتکاب گناہ کو ایک کارنامہ اور قابل تسخیر فتح تصور کرنے لگے ایسے لوگوں کو اکثر فخریہ انداز میں کچھ اس قسم کی باتیں کہتے سنا جا سکتا ہے کہ مثلاً فلاں کو میں نے ایسا فریب دیا کہ مزہ آگیا یا اسے میں نے خوب رگیدا کہ یاد کرے گا یا ہم نے اس کا مال و اسباب جو کچھ لوٹ لیا اور ایسی گالیاں دیں کہ سات پشتیں نہ چھوڑیں یا میں نے اسے بے حد شرمندہ کیا یا مناظرے میں فلاں کو ایسا دق کیا کہ غصے سے بل کھانے لگا اب خیال کیجئے کہ ایسی باتیں کہنے والا اگر الٹا ان پر فخر و ناز کا اظہار کرنے لگے تو اس کے دل کی سیاہی میں کیا شبہ باقی رہ جاتا ہے اور یہی چیز اس کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دے گی

۴۔ چوتھا سبب یہ ہے کہ حق تعالیٰ اس کے گناہوں کی پردہ پوشی کرے اور وہ سمجھے کہ اب تو حق تعالیٰ بھی مجھ پر مہربان ہے اب گناہ سے کیا ڈرنا کہ اس کی تو کھلی چھٹی خود حق

تعالیٰ نے مجھے کو دے دی ہے کہ یہ عنایت جو میرے حال پر ہے گناہوں کی مہلت ہی تو ہے اور اس طرح اپنی ہلاکت کا سامان خود کر بیٹھے۔

۵۔ گناہوں کو عام کرنا

پانچواں سبب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی پردہ پوشی پر اس کا شکر ادا کرنے کی بجائے اس پردے کو اپنے ہی ہاتھوں سے اٹھا دے کہ ہو سکتا ہے دوسرے لوگ بھی اس کی وجہ سے گناہ سے ویسی ہی محبت اور رغبت ظاہر کرنے لگیں ایسی صورت میں دوسروں کے گناہ اور رغبت گناہ کا سارا وبال اسی کی گردن پر ہوگا اور اگر ترغیب دینے کا وہ کام کھلم کھلا انجام دے۔ اور گناہ کے اسباب و ذرائع بھی فراہم کرنے لگیں یہاں تک کہ دوسرے ان اسباب سے واقعی متاثر ہو کر وہی طور طریقے اختیار کر لیں تو وبال دوگنا ہو جائے گا اسی لئے بزرگان سلف نے کہا ہے کہ اس سے بڑا غضب اور کیا ڈھایا جا سکتا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمانوں کی نظر میں گناہ کو آسان بنا دے

۶۔ عالموں کا گناہ میں الجھاؤ پیدا کرنا

چھٹے یہ کہ عالم اور مقتدی ہو کر گناہ میں الجھا رہے اور دوسرے اس کو دیکھ کر بے باکانہ گناہ کرنے لگیں اور کہیں کہ اگر فلاں بات نہ کرنے کی ہوتی یعنی ناجائز ہوتی تو وہ عالم اور مقتدی بھلا کیونکہ اس کا ارتکاب کر سکتا تھا مثلاً کوئی عالم ریشمی لباس زیب تن کرے یا درباروں کے چکر کاٹا کرے اور بادشاہ کے حضور میں حاضر رہا کرے اور ان سے مال و زر اینٹھتا رہے یا مال و جاہ کی فراوانی پر فریفتہ ہو اور اس پر نازاں بھی ہو مناظرے میں واہیات باتیں کرتا رہے اپنے ہمسروں اور معاصرین کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنائے رکھے وغیرہ اور اس کے شاگرد بھی وہی سیکھ جائیں اور پھر جب وہ استاد بن جائیں گے تو آگے ان کے شاگرد ان سے وہی باتیں سیکھ جائیں اور یوں یہ سلسلہ جاری و ساری رہے اور ان میں سے ہر کوئی ایک بستی کی ویرانی و بربادی کا سبب بن جائے کیونکہ ان میں سے ہر کوئی ایک

ہے ایک شہر یا مقام کا مقتدی تو بن جائیگا اور اسی صورت میں لامحالہ سبھی کے گناہوں کا وبال
اس مقتدی کی گردن پر ہوگا اسی لئے کہا گیا ہے کہ خوش بخت ہے وہ شخص کہ وہ مر بھی جائے
اور اس کے گناہ بھی اس کے ساتھ مر جائیں ورنہ کوئی بدبخت ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود تو مر
جائے مگر اس کے گناہ بعد بھی ہزاروں سال تک زندہ رہیں یعنی اس کے شاگرد اور پھر ان
کے شاگرد اس میں مبتلا رہتے ہیں بنی اسرائیل کے علماء میں سے ایک عالم نے گناہ سے توبہ
کی تو پیغمبر وقت کو وحی نازل ہوئی کہ اس سے کہہ دو کہ اگر تیرے گناہ صرف میرے اور تیرے
درمیان ہوتے تو میں تجھے بخش دیتا لیکن اب اس کو کیا کہے گا کہ تو خود توبہ کر رہا ہے اور
پوری قوم جو تیرے ہاتھوں برباد ہو چکی بدستور تباہ حال ہے اس کی تباہی کا ذمہ دار کون
ہے اور اس کا کیا بنے گا پس یہی وجہ ہے کہ گناہ کا خطرہ علماء کے لئے دوسروں کی نسبت
بہت بڑا ہے ان کا ایک گناہ ہزاروں گناہوں کے برابر ہے کیونکہ ہزاروں لوگ ان کی تقلید
کرتے ہیں اسی طرح ان کی عبادت کا ثواب بہت بڑا ہوتا ہے اور ان کی ایک عبادت ہزاروں
عبادتوں کا اجر دے جاتی ہے کیونکہ جو لوگ ان کی متابعت کرتے ہیں ان کی عبادت میں
سے اس عالم کو بھی ثواب ملے گا لہٰذا عالم پر گناہ نہ کرنا واجب ہے اور اگر اس سے کوئی
گناہ سرزد ہو بھی جائے تو پوشیدہ ہونا چاہیئے بلکہ اگر کوئی مباح قسم کی لغزش بھی ہو تو دوسروں
کو معلوم نہ ہونا چاہیئے کہ لوگ غفلت کے سبب کہیں گناہ پر دلیر نہ ہو جائیں اوّل تو اس سے
حذر کرنا زیادہ اچھا ہے۔

زہری کہتے ہیں کہ کبھی ہم بھی ہنسا کرتے تھے اور کھیل کود میں بھی مشغول رہا کرتے تھے
لیکن مقتدی ہو گئے تو تبسم و مسکراہٹ بھی ہمیں زیبا نہیں عالم کی غلطی یا لغزش دوسروں کے
سامنے دہرانا بجائے خود بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ یہ روایت ہی بے شمار لوگوں کی گمراہی
کا موجب بن جاتی ہے اور لوگ گناہ بے باکی سے کرنے لگتے ہیں پس تمام لوگوں کے لئے
گناہ سے پرہیز واجب اور علماء کے لئے واجب تر اور اسی طرح ہر کسی کی خطاؤں پر پردہ

ڈالنا ضروری اور علما کی خطاؤں کو پوشیدہ رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

گناہ کے نقصانات

گناہ ایسی بری چیز ہے جو کہ برائیوں کی جڑ ہے جو انسان گناہ میں مبتلا ہو گیا گویا وہ اللہ کا نافرمان ہو گیا اور یہ گناہ انسان کو دین و دنیا میں ذلیل اور اللہ کی رحمت سے دور کر دیتا ہے اور انسان لعین بن جاتا ہے شیطان کے پہلے گناہ ہی نے اسے اللہ کی رحمت سے دور کر دیا اور لعین مردود کر دیا.... دیا اور ہمیشہ کے لئے بارگاہِ رب العزت سے راندھا گیا نافرمانی کی وجہ سے ابلیس کو آسمانوں سے زمین پر آنا پڑا آدم نے بھی گناہ کیا جس کی بنا پر اسے جنت سے نکلنا پڑا اور زمین پر مصیبت اٹھانا پڑی گناہوں کی بنا پر قوم نوح پر طوفانِ نوح لایا گیا اور اللہ کے احکامات کی نافرمانی کی بنا پر قوم لوط کی بستیوں کو الٹ دیا گیا اور ان پر پتھروں کی بارش کی گئی وہ بھی گناہ ہی تھا جس نے فرعون کو لشکر سمیت غرق کروایا وہ گناہ ہی تھا جس نے قارون کو زمین میں دھنسایا یہی وہ نافرمانی تھی جس کی وجہ سے بنی اسرائیل پر طرح طرح کے مصائب نازل ہوئے کبھی قتل ہوئے کبھی قید کئے گئے کبھی ان کے گھر اجاڑے گئے اور کبھی انہیں ظالم بادشاہوں کا ظلم برداشت کرنا پڑا۔ کبھی غلامی کی لعنت میں گرفتار ہوئے کبھی بندر اور سور کی شکل میں تبدیل کئے گئے اس نافرمانی نے بڑی بڑی سلطنتوں کو اجاڑ ڈالا قیصر کسریٰ کو صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالا۔ گویا کہ قرآن پاک میں بے شمار ایسے واقعات بیان کئے گئے جن سے یہی سبق حاصل ہوتا ہے کہ جو قوم گناہ میں مبتلا ہوتی ہے۔ اسے کبھی دوام نہیں ملتا۔

اللہ تعالیٰ کے احکامات سے سرکش اور باغی قوموں کو اللہ تعالیٰ دنیا میں ذلیل و خوار کر دیتا ہے آج مسلمان قوم اللہ کی حاکمیت کو تسلیم کرتے ہوئے بھی عملاً گناہ کے گڑھوں میں گری ہوئی ہے کونسا ایسا گناہ ہے جس میں ہم مبتلا نہیں۔ ہمارے گناہوں کی شامت ہے کہ ہماری قوم کا رزق تنگ اور دنیا کے اخلاقی معیار میں پست اور عملی طور پر دوسری قوموں کی غلامی مسلط ہے آئے دن ہماری قوم پر طرح طرح کے مصائب آتے رہتے ہیں اور یہ سب ہمارے

ہمارے گناہوں کی کثرت کا نتیجہ ہے اکثر اوقات ہم پر ظالم حکمران مسلط کر دیئے جاتے ہیں یہ تو گناہ کے اجتماعی نقصانات تھے اور اب ایک مسلمان کے گناہوں میں مبتلا ہونے کے انفرادی نقصانات کا جائزہ لیجئے۔

گناہوں میں مبتلا انسان اللہ تعالیٰ کے اسرارِ باطنی کو کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتا جب تک کردہ گناہوں سے توبہ نہ کرے گنہگار نورِ باطن سے ہمیشہ محروم رہتا ہے

گنہگار حقیقی علم جو اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے اس سے بھی دور رہتا ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا علم تب حاصل ہوتا ہے جب انسان میں گناہوں سے توبہ کر کے اس کی جستجو اور تلاش پیدا ہوتی ہے تو انسان میں لطافت پیدا ہوتی ہے گناہوں سے لطافت پیدا نہیں ہوتی اگر کسی کے پاس اللہ کے راستے کی لطافت ہو بھی تو گناہ میں مبتلا ہونے سے ختم ہو جاتی ہے جس سے باطنی نور ضائع ہوتا ہے۔

گناہوں میں مبتلا ہو کر کسی بھی انسان کو اللہ کی عبادت میں لذت حاصل نہیں ہو سکتی اور جذب و مستی شوق کبھی حاصل نہیں ہو سکتے لوگوں میں یہ عادت اکثر پائی جاتی ہے کہ وہ نیک کام بھی کرتے ہیں اور پھر گناہ بھی ساتھ ساتھ کرتے چلے جاتے ہیں جیسے لوگ کہتے ہیں کہ نماز اپنی جگہ پر اور فلم اپنی جگہ پر لیکن نماز قائم کرنے کا مطلب ہے کہ گناہ کو عملی زندگی سے ترک کیا جائے۔

گناہ کے اثرات چہروں پر ظاہر ہوتے ہیں جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک داغ بن جاتا ہے حتیٰ کہ وہ اتنے گناہ کرتا ہے کہ اس کا دل بالکل سیاہ ہو جاتا ہے پھر دل کی تاریکی انسان کے چہرے پر ظاہر ہوتی ہے اور گناہوں کی سیاہی اور چہرے کی سیاہی کا مشاہدہ معاشرے کے ایسے لوگوں کے چہروں پر بآسانی نظر آتا ہے جو لوگ عشق و محبت اور نفسانی جذبات اور فحاشی کا شکار ہوتے ہیں ان کی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے اکثر نمایاں ہو جاتے ہیں اور خاص طور پر ٹیلی ویژن اور فلم بینی کے اثرات بھی خاصے ظاہر ہو رہے

ہیں۔ آنکھوں پر جب گناہ گاری کے اثرات ظاہر ہو جاتے ہیں تو چہرے کا باقی حصہ بھی
اثرات قبول کرتا ہے اور انسان کے ماتھے پر نمایاں سیاہی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ اور جوں
جوں انسان مزید گناہوں سے آلودہ ہوتا جاتا ہے اس کے چہرے پر گناہوں کی سیاہی نمایاں
ظاہر ہو جاتی ہے خاص کر جھوٹ بولنے اور دھوکہ دینے رشوت لینے حرام کھانے بد زبانی
کرنے اور غیبت کرنے والوں کے چہروں پر یہ اثرات بہت نمایاں ہوتے ہیں۔

اللہ کے نیک بندوں کے چہرے اس سیاہی سے بالکل مبّرا ہوتے ہیں اور ان کے
چہروں پر اللہ کی رحمت کا نور نمایاں نظر آتا ہے اور اگر ان کو عام گنہگاروں میں کھڑا کر دیا جائے
تو وہ نمایاں نظر آئیں گے۔ وہ پیر جنہوں نے صرف ظاہر داری کا لبادہ اوڑھا ہو اور روحانیت
ان کے پاس نہ ہو تو ان کے چہروں پر بھی عام دنیا داروں کی طرح گناہوں کی سیاہی نظر آتی ہے
گناہ کرنے والا خواہ کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ ہو مگر اس کے چہرے پر کبھی نورانی رونق
نہیں آتی۔

رسول پاکؐ نے فرمایا ہے کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ
نقطہ پیدا ہو جاتا ہے اگر وہ گناہ سے باز نہ آئے اور توبہ نہ کرے تو رفتہ رفتہ اس کی سیاہی
تمام دل کو گھیر لیتی ہے اور آخر یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ اس کے دل پر وعظ اور نصیحت
کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔

گناہ دل میں بزدلی بھی پیدا کرتا ہے اور گناہ کرنے والے حقیقی قوت سے خالی ہوتے
ہیں اگرچہ گناہ کرنے والے ظاہراً بڑی دلیری کا کام کر جاتے ہیں مگر وہ سب کچھ شیطانیت
کے اکسانے پر ہوتا ہے مگر اللہ کے نیک بندوں کے مقابلے میں ان میں راہِ حق پر استحکام
حاصل نہیں ہوتا کیونکہ استحکام کا سارا دارومدار نیک کام کرنے گناہوں سے بچنے عبادت
میں کثرت کرنے اور نیت کو درست رکھنے پر ہے مگر اس کے برعکس نیک کاموں سے
جی چرانے برے کاموں پر ڈٹے رہنے اور ہر وقت گناہوں میں مصروف رہنے کی وجہ

سے انسان کا دل کمزور ہو جاتا ہے دل کی کمزوری جسم کے دوسرے اعضا پر اثر انداز ہوتی ہے
جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ گناہ سے انسان میں حوصلہ اور ہمت کم ہو جاتی ہے جرائت اور دلیری
دور بھاگ جاتی ہے ناامیدی اور بزدلی آجاتی ہے لیکن گناہ سے بچنے والے نیک لوگوں کا دل مضبوط
ہوتا ہے ان میں بے پناہ ہمت اور حوصلہ ہوتا ہے ان کے عزم پتھر کی چٹانوں کی طرح ہوتے
ہیں صحابہ اکرام بزرگانِ دین صوفیا عظام جسمانی لحاظ سے عام انسانوں ہی کی طرح تھے بلکہ بعض
حالات میں ان سے بہت دبلے پتلے اور کمزور ہوتے تھے ان کی تعداد بھی دنیا کے مقابلے
میں بہت کم ہوتی تھی مگر وہ اللہ کے راستے پر مٹے...... اور انہوں نے اللہ کی عطا کردہ
رحمت سے اپنے آپ کو گناہوں سے بچایا...... پھر ان میں قوت ایمانی اور گناہوں
سے بچ کر توبہ کے راستے پر چلنے سے اتنی دلیری جرائت اور حوصلہ تھا کہ انہوں نے
بڑی بڑی سلطنتوں کے تختے الٹ دیئے بڑے بڑے جابر حاکموں کے سامنے کلمۂ حق
سنایا اور ان کو زیر بنا دیا ان کی کامیابی کا راز صرف یہی تھا کہ وہ گناہوں سے بچے اللہ کی اطاعت
کی اور جانثارِ رسول ﷺ بنے مگر آج مسلم قوم دن رات اپنے لاتعداد گناہوں میں مبتلا ہے اور
انسانیت سوز مظالم میں ڈوبی ہوئی ہے چنانچہ ہمیں چاہیئے کہ اللہ کی نافرمانی سرکشی کو
چھوڑ کر متقی اور پرہیزگار بنیں کیونکہ اللہ کے بندے ہمیشہ بہادر اور غیور ہوتے ہیں۔

غرضیکہ وقتی طور پر انسان گناہ میں مبتلا ہو کر اپنے نفس کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتا
ہے لیکن اس سے اللہ کی رحمت اور نعمت دور ہو جاتی ہے مصیبتیں امڈ آتی ہیں اللہ کی
عظمت دل سے نکل جاتی ہے نفس اور شیطان غالب آجاتے ہیں عقل میں فتور اور فساد
آجاتا ہے گناہ کرنے کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ انسان کی عاقبت خراب ہو جاتی
ہے۔ عذابِ قبر دوزخ کی آگ اور طرح طرح کی سزائیں بھگتنا پڑیں گی۔ اس کے علاوہ
گناہ میں خسارہ ہی خسارہ ہے لہٰذا گناہ سے بچنے کے لئے ہر انسان کو پوری کوشش
کرنی چاہیئے یہ کوشش صرف اللہ پاک و برتر سے مدد مانگنے سے مل سکتی ہے

احکاماتِ توبہ

حکمِ توبہ تمام گناہوں سے توبہ کرنا ہر شخص پر فرضِ عین ہے خواہ گناہ کسی قسم کا ہو۔ کیونکہ کوئی شخص مشکل ہی سے ایسا ہو گا جس کی ذات یعنی جسم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہوا ہو اور اس کے جسم کے اعضاء گناہ سے پاک ہوں اگر ایسا ہے تو ہو سکتا ہے کہ دل ہی سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہو اور اگر ایسا نہیں تو شیطانی وسوسوں سے انسان خالی نہیں ہو سکتا جس کی بناء پر انسان اللہ کی یاد سے غافل ہو سکتا ہے اگر ایسا بھی نہیں تو اللہ کی معرفت کے حصول میں غفلت اور کوتاہیوں سے کوئی بھی خالی نہیں ان صورتوں میں ہر شخص کی توبہ اس کے حال کی مناسبت سے ہوتی ہے لیکن ۔ توبہ ہر ایک کے لئے ضروری ہے البتہ نوعیت میں فرق ہوتا ہے عوام الناس اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اللہ کے خاص بندے غفلت سے توبہ کرتے ہیں اور خاص الخاص کی توبہ یہ ہے کہ سوائے خدا کے تمام دنیا سے منہ موڑ لیں ۔

توبہ جب ہر انسان پر فرض ہے تو ہر انسان کو یک وقت تمام گناہوں سے توبہ کرنی چاہیئے مگر ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ ایک گناہ سے توبہ کرے اور دوسرے گناہوں کو دیسے ہی سرانجام دیتا چلا جائے جس گناہ سے انسان توبہ کرے گا وہی گناہ دور ہو گا اور جس کی توبہ نہیں کرے گا وہ گناہ اس کے ذمے رہے گا کوئی بھی اس زمرے سے مستثنیٰ نہیں سوائے ان لوگوں کے جو ہوش وحواس اور عقل قائم نہ رکھتے ہوں ۔ پھر نہ ہی توبہ کرنے کے لئے کوئی عمر کا خاص وقت مقرر کیا گیا ہے کہ تم فلاں عمر میں توبہ کرو بلکہ جس وقت بھی شیطان انسان کو فریب دے اور انسان غفلت اور نادانی کا شکار ہو کر گناہ کر بیٹھے تو اسی وقت انسان کو توبہ کی طرف لوٹ آنا چاہیئے۔

يٰۤاَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ اے ایمان والو تم سب اللہ کے حضور توبہ کرو
(سورت النور آیت ۳۱)

انسانی فلاح یہ ہے کہ انسان صاحب ایمان ہو اور اللہ کا اطاعت گزار بندہ ہو شریعت اسلامیہ کا پوری طرح پابند ہو اور پھر اطاعت خدا اور رسول میں اس سے کوئی لغزش کوتاہی یا نافرمانی سرزد ہو جائے تو اس پر اللہ سے اس کی معافی مانگے اور اپنی نادانی پر توبہ کرے اور اللہ کے معاف کرنے پر انسان فلاح پاسکے گا مگر انسانی فلاح کے لئے ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق توبہ ہر شخص کی نجات کے لئے لازمی قرار دی گئی ہے اور توبہ کے اس حکم سے کوئی انسان بھی مستثنیٰ نہیں

وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ○
(پارہ ۱۱ سورت ھود)

اور تم اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کرواؤ پھر اس کی طرف توبہ کرو وہ تم کو مقررہ مدت تک اچھا متاع دے گا اور اپنے فضل سے فضل دے گا اور اگر تم منہ موڑتے رہے تو بیشک مجھے تمہارے لئے ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ ہے

دنیاوی متاع کی خاطر انسان لالچ میں آکر گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے عام انسانوں کے سامنے اپنی بہتری اور فلاح کا معیار صرف دنیاوی سہولتوں اور آسائشوں کا حصول ہے لیکن انسانی فلاح اور انجام کار کی بہتری اسی میں ہے کہ وہ اللہ کے بتائے ہوئے متاع کو حاصل کرنے کی کوشش کرے دین اور دنیا دونوں میں اللہ سے اپنی نجات اور فلاح مانگے اور انسانی نجات اسی میں ہے کہ رب العزت سے انسان اپنے گناہوں پر توبہ کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ مجھ سے اپنے گناہوں پر توبہ کرو اور توبہ کرنے سے آخرت تو بن ہی جائے گی لیکن دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ انسان کو اچھا متاع دیں گے توبہ کے اس حکم سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف مسلمانوں کے لئے نہیں ہے کہ صرف

وہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں بلکہ بہ حکم روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کے لئے ہے کہ وہ تمام راستوں کو جن پر وہ چل رہے ہیں چھوڑ کر صراطِ مستقیم پر آ جائیں جو لوگ کفر و شرک الحاد اور طرح طرح کی توہم پرستی میں مبتلا ہیں ان کو چاہیئے کہ توبہ کر کے صاحب ایمان بنیں۔ اور دین و دنیا میں فلاح پائیں اور اچھا متاع پائیں۔

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ پارہ ۵ سورت نساء آیت ۱۱۰

جو کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو غفور اور رحیم پائے گا

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اللہ کی طرف جھکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی اور وسعتِ رحمت سے ڈھانپ لیتا ہے اور اس کے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو بخش دیتا ہے گو وہ گناہ آسمان و زمین اور پہاڑوں سے بھی بڑے ہوں۔

توبہ قبول کرنے کا اختیار صرف اللہ کو ہے

توبہ قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے

کیونکہ تمام کارخانۂ کائنات صرف اللہ ہی کا مرہون منت ہے اور وہی ہمارا حقیقی مالک و حاکم ہے اور اسی نے انسان کو محدود اختیارات دے کر ایک مختصر عرصہ حیات کے لئے بطور آزمائش اس دنیائے رنگ و بو میں بھیجا ہے اور اس نے انسان کے لئے جنت و دوزخ جزا اور سزا مقرر کی ہے پھر انسانی زندگی کا انحصار بھی اسی کی عنایات سے وابستہ ہے جب ہر انسان ہر طرح سے اللہ کا محتاج ہے اور موت کے بعد بھی اس کی طرف لوٹ جاتا ہے تو حقیقی توبہ بھی اسی کو قبول کرنے کا اختیار ہے اللہ کے علاوہ دنیا میں کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو انسان کی توبہ قبول کر کے اس کو معاف کر دے اور ارشاد باری تعالیٰ بھی یہی ہے کہ توبہ صرف میں ہی قبول کرنے والا ہوں۔

وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ — اور میں توبہ قبول کرنے والا مہربان ہوں

(پارہ اول سورت البقرآیت ۱۶۰)

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ (سورت توبہ آیت ۱۰۴)

کیا انہوں نے یہ نہیں معلوم کیا کہ بیشک اللہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور خیرات منظور کرتا ہے اور بیشک اللہ ہی ہے جو توبہ قبول کرنے والا ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝

(پارہ نمبر ۲۵ سورت شوریٰ آیت ۲۵)

وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں سے درگزر کرتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے جو تم کرتے ہیں

بندے کی توبہ سے اللہ کی مسرت

انسان جب اللہ کے حضور میں توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ذات بہت خوش ہوتے ہیں کہ ایک انسان جس کو میں نے پیدا کیا پھر پیدائش سے موت تک کی پرورش کا ذمہ لیا اور اس پر طرح طرح کے احسان کئے اور بے شمار لازوال نعمتیں بخشیں مگر یہ نادان اپنے ازلی دشمن شیطان کے فریب میں آکر میری اطاعت اور عبادت کی راہ سے بھٹک گیا لیکن پھر اللہ ہی کی دی ہوئی توفیق اور اپنی سچی طلب سے اس بندے نے میرے حضور میں توبہ کی جو اللہ کے لئے باعث مسرت ہوتی ہے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ اپنے بندے کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جتنی خوشی تم

ہیں سے کسی مسافر کو اپنے اس اونٹ کے مل جانے سے ہوتی ہے جس پر وہ چٹیل بیابان میں سفر کر رہا ہو اور اسی پر اس کے کھانے پینے کا سامان بندھا ہوا ہو اور وہ اونٹ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ جائے اور پھر اس کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے مایوس ہو جائے اور اسی مایوسی کے عالم میں وہ کسی درخت کے سایہ کے نیچے لیٹ جائے اور پھر اسی حالت میں اچانک اونٹ کو اپنے پاس کھڑا ہوا پائے اور اس کی مہار پکڑے اور پھر خوشی کے جوش میں زبان اس کے قابو میں نہ رہے اور خداوند کریم کا شکریہ ادا کرنے کی غرض سے کہنے لگے اے اللہ تو میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ انسان کی عبادت اور اطاعت سے بے نیاز اور بالاتر ہے اور اس طرح وہ اس کی سرکشی اور نافرمانی سے بھی بے نیاز ہے مگر انسان کی عبادت، توبہ و استغفار کا فائدہ بھی انسان کو پہنچتا ہے اور اسی طرح اللہ سے کفر و شرک کرنے کا نقصان بھی اسی کو پہنچتا ہے۔ البتہ جب انسان اس کی اطاعت کی طرف قدم بڑھائے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی ذات خوش ہوتے ہیں

ایسے انسان جو گناہ میں لت پت ہیں ان کے لئے اللہ کو خوش کرنے کا موقع صرف توبہ کا راستہ ہے جب گنہگار توبہ کریں گے تو اللہ ان سے خوش ہوگا اور رحمتوں کے خزانوں سے دین و دنیا میں ان کو مالا مال کر دے گا چنانچہ موقع کو غنیمت جان کر وقت نہیں کھونا چاہیئے اور توبہ کر کے اللہ کو راضی کرنا چاہیئے۔

توبہ کرنے والوں سے اللہ کی محبت

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ ۝ ۲۲۲/۲
(پارہ دوم سورت البقرہ آیت ۲۲۲)

بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے پاک رہنے والوں سے

روزمرّہ کی زندگی میں ہم ایسے مشاہدات اکثر دیکھتے ہیں کہ اگر کسی شخص کے ذمہ کوئی کام لگایا جائے لیکن اس سے کوئی غلطی یا کوتاہی ہو جائے مگر فوراً ہی اس کے دل میں غلطی کا احساس ہو جائے اور وہ اپنے مالک سے اپنی غلطی کی معافی مانگ لے تو وہ اس کو اچھا خیال کرے گا اور اس سے اس غلطی کرنے والے کے لئے ہمدردی اور پیار پیدا ہو گا کہ اسے غلطی اور کوتاہی کا احساس ہو گیا ہے اور آئندہ کے لئے اس کو متنبہ کر دے گا کہ آئندہ ایسا نہ کرنا بعینہٖ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے کہ انسان گناہ کرنے کے بعد اس سے معافی طلب کرے تو وہ اس کو معاف فرما دیتا ہے اور پھر اس شخص سے پیار کرتا ہے کہ اس شخص نے گناہوں کو ترک کر کے میری طرف رجوع کیا ہے دنیا کا دستور ہے کہ اگر ہم کسی کے ساتھ پیار اور محبت سے پیش آئیں تو وہ بھی ایسا ہی پیش آنے کی کوشش کرتا ہے اس بارے میں ارشاد نبوی ہے

اللہ کی محبت اور پیار کے حصول کے لئے انسانوں کو فوراً توبہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے اب ذرا انسان غور کریں کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہو جائے تو وہ کتنا خوش نصیب ہو گا کہ کائنات کی سب سے بڑی طاقت اس سے محبت کرتی ہے دنیاوی مشاہدہ کے مطابق اگر کوئی انتہائی خوبصورت اور مالدار لڑکی کسی سے محبت کرنے لگے تو وہ اپنے آپ کو انتہائی خوش قسمت خیال کرتا ہے اور فخر سے اتراتا پھرتا ہے اور دل ہی دل میں بہت خوش ہوتا ہے مارے خوشی کے پھولا نہیں سماتا مگر وہ جس کو شہنشاہِ کائنات کی محبت حاصل ہو جائے تو وہ شخص کتنا عظیم اور بلند ہو گا مگر یاد رکھیئے کہ اللہ کی محبت صرف توبہ کرنے والوں کو ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

مومنین ہی توبہ کی طرف مائل ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے اوصاف بیان کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بندے وہ

ہیں جو زمین پر پُرسکون رفتار تواضع سے رہتے ہیں اور عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں تکبّر نہیں کرتے اور جب بے علم ان سے باتیں کرتے ہیں تو ان سے بحث میں الجھنے کی کوشش نہیں کرتے کیونکہ فضول باتوں سے انسان گنہگار ہوتا ہے۔ اور ایمان والے ہی اللہ کے سامنے سجدے اور قیام کرتے ہیں راتیں عبادت میں گزارتے ہیں اور ایسے لوگ ہی ایسی دعائیں کرتے رہتے ہیں کہ ہمارے پروردیگار ہم سے دوزخ کا عذاب پرے رکھ اللہ کے بندے خرچ کرتے وقت بخیلی کرتے ہیں اور نہ ہی اسراف کرتے ہیں بلکہ اعتدال کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

اللہ کے بندوں کی یہ خصوصیت بھی ہوتی ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے کیونکہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے اور نہ ہی وہ کسی کو ناحق قتل کرتے ہیں اور نہ ہی زنا کرتے ہیں جو لوگ ان اوصاف کو چھوڑ کر ان کے برعکس کام کریں تو ان کو قیامت کے دن عذاب ہوگا مگر ایسے لوگ جن سے گناہ سرزد ہو جائیں اور وہ اللہ کے حضور توبہ کرلیں اور اللہ پر اپنے ایمان کو پختہ کریں اور آئندہ سے نیک کام کرنے لگیں۔ تو اس طرح وہ مومن بن جائیں گے کیونکہ توبہ سے اللہ کی . . . .

طرف سچی رجوع قائم ہوتی ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرنا حقیقت میں گناہوں سے بچاؤ ہے اور توبہ کی طرف راغب ہونا ہی مومنین کی علامت ہے۔

حضرت ابو فروہؓ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ اگر کسی شخص نے سارے ہی گناہ کئے ہوں جو جی میں آیا ہو کیا ہو تو اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے آپؐ نے فرمایا تم مسلمان ہو گئے اُس نے کہا جی ہاں آپؐ نے فرمایا کہ اب نیکیاں کرو اور برائیوں سے بچو تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بھی نیکیوں میں تبدیل کر دے گا اس نے کہا کہ میری غداریاں اور بدکاریاں بھی آپؐ نے فرمایا ہاں تو وہ اللہ اکبر کہتا ہوا واپس چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے جو چاہے کر سکتا ہے۔

توبہ کرنے والوں کے گناہ نیکیوں میں بدل دیئے جاتے ہیں

اسلام سے قبل ان لوگوں میں بے شمار برائیاں تھیں شرک قتل جنسی بے راہروی وغیرہ وغیرہ آج کل بھی مسلم معاشرہ میں یہ برائیاں عام پائی جاتی ہیں بلکہ جنسی بے راہروی قتل، جوا، شراب اور سود تو نت نئے طریقوں سے ہمارے معاشرے میں سرایت کر چکا ہے اور لوگوں کو یہ عمل کرتے ہوئے گناہ کا احساس تک نہیں ہوتا۔ چنانچہ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ اسلام کے بعد جو لوگ تائب ہو گئے اور انہوں نے برائیوں کو چھوڑ دیا اور اس کے بعد اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور اپنے عقائد کو درست کیا تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل کر دیا۔ درحقیقت معاشرہ کے جو لوگ حد درجہ تک بگڑ جائیں اور طرح طرح کے گناہوں میں گھر جائیں اور ان میں احساسِ برائی اس حد تک گہرا ہو جائے کہ ان کے دل میں خیال پیدا ہو جائے کہ اب ہماری تو بخشش ہو نہیں سکتی۔ مگر اس وقت بھی اگر کوئی گنہگار توبہ کرے تو اللہ کی رحمت اور کرم سے وہ درگاہِ الٰہی سے کبھی خالی نہیں لوٹ سکتا اور ہو سکتا ہے کہ رحمتِ خداوندی جوش میں آ کر نہ صرف اس کے سابقہ گناہ معاف فرمائیں بلکہ ان کو نیکیوں میں تبدیل فرما دیں۔ یہ اللہ کی رضا ہے جسے چاہے سو کرے۔

بظاہر یہ بات بڑی عجیب معلوم ہوتی ہے کہ گناہ نیکی میں کس طرح تبدیل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب اپنے بندوں پر مہربان ہوتا ہے تو اس کے لئے کوئی چیز ناممکن نہیں میرے خیال کے مطابق گناہ نیکیوں میں اس طرح تبدیل ہوتے ہیں کہ جب انسان توبہ کر لیتا ہے تو سابقہ گناہ اس کے معاف ہو گئے اور آئندہ تائب نیکی کی طرف متوجہ ہو گا حتیٰ کہ اس کی نیکیاں اتنی زیادہ ہو جائیں کہ نیکیوں کی یہ زیادتی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کرنے کے مترادف ہے۔

توبہ کرنے والوں کے لئے فرشتے مغفرت کی دعا کرتے ہیں

اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ کے ہاں خاص مقام

حاصل ہے اور مومنین کا یہ مرتبہ ہے کہ حاملین عرش ملائکہ اور اس کے ارد گرد رہنے والے ملائکہ اللہ تعالیٰ کے خاص مقربین میں سے ہیں اور وہ ایمان والوں کے حق میں دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ پاک ان کی کوتاہیوں اور ان کے گناہوں کو معاف فرما دے گو اللہ تعالیٰ کی ذات اپنی رحمت اور علم کی بنا پر ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ سے بندوں کی کمزوریاں خامیاں اور خطائیں چھپ نہیں سکیں مگر پھر بھی فرشتے اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ یا الٰہی تو اپنے بندوں پر اپنی رحمت کے سبب ان کے گناہوں کو بخش دے اور تیرے بخش دینے سے تیرے بندے تیرے عذاب سے بچ جائیں گے اور تیرے عذاب سے وہی لوگ بچ سکتے ہیں جو توبہ کریں اور تیرا راستہ اختیار کریں پھر فرشتے اللہ کے حضور میں کہتے ہیں کہ توبہ کرنے والے مومنین کو جنت میں داخل فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے والدین کو بیوی بچوں میں جو مومنین ہوں نیک اور صالح ہوں ان کو بھی ان کے ساتھ جنت میں داخل کر۔

پھر فرشتے کہتے ہیں یا الٰہی تو اہل ایمان اور توبہ کرنے والوں کو برائیوں سے بچا کیونکہ برائیوں سے بچنا ہی انسانی زندگی کا ایک اہم کردار ہے کیونکہ برائیاں ہمارے عقائد اور برے اعمال میں پائی جاتی ہیں اور ان برے اعمال اور بداخلاقیوں کی بناء پر انسان دنیاوی زندگی میں گمراہی کی طرف لوٹ جاتا ہے اور پھر ان برائیوں ہی کی وجہ سے انسان کو مرنے کے بعد جو اذیتیں اور تکالیف برداشت کرنی پڑیں گی ان کا انسان کو اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ملائکہ دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ تو ان کو برائیوں سے بچا اور جس کو تو نے برائیوں سے بچا دیا تو اس پر تو نے بڑا احسان کیا۔

بھول چوک کے گناہ سے توبہ

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○

(پارہ ۴ سورت نسا آیت ۱۷)

اس کے سوا کچھ نہیں کہ ان لوگوں کی توبہ قبول کرنا ہے جو نادانی سے گناہ کرتے ہیں پھر جلدی سے توبہ کر لینے میں تو یہی لوگ جن کی توبہ اللہ قبول کرتا ہے اللہ جاننے والا اور حکمت کرنے والا ہے

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْٓءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(سورت انعام آیت ۵۴)

اے نبی جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے کہہ دو کہ تم پر سلامتی ہے تمہارے پروردگار نے تمہارے اوپر رحمت لازم ٹھہرائی ہے کہ جس نے تم میں سے نادانی سے کوئی برا کام کیا پھر اس نے توبہ کرلی اور اصلاح کرلی تو بیشک وہ بخشنے والا ہے۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ سورت نحل آیت ۱۱۹

بیشک تیرا پروردگار ان لوگوں کے لئے جنہوں نے نادانی سے گناہ کیا پھر اس کے بعد توبہ کرلی اور اصلاح پر آگئے بیشک۔ تیرا پروردگار اس کے بخشنے والا ہے

ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے ہاں توبہ اور معافی صرف ان لوگوں

کو ملتی ہے جو قصداً نہیں بلکہ نادانی کی بنا پر قصور کرتے ہیں ایک انسان غفلت کی بنا پر رشوت لیتا رہے کیونکہ اسے رشوت کے بارے میں قرآنی احکامات معلوم نہ تھے مگر جب اُس کو احساس پیدا ہوا اور ضمیر جاگ اٹھا کہ یہ تو وہ بہت بڑا گناہ کر رہا ہے اور اللہ کے ہاں شرمندہ ہوا اور اپنے قصور کی معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائیں گے اس کے برعکس اگر ایک شخص رشوت کی برائی کو جانتے ہوئے بھی یہ کہے گا کہ رشوت کھا لو بعد میں معافی مانگ لینا تو یہ نادانی نہ ہو گی بلکہ یہ مکاری ہو گی۔ روزمرہ کی زندگی میں بے شمار ایسے اعمال اور افعال سرزد ہو جاتے ہیں جن کے بارے میں انسان کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ کیا یہ گناہ ہیں یا نہیں جب انسان بلوغت اور سن شعور پر پہنچتا ہے تو بے شمار گناہ اس کے علم میں نہیں ہوتے تو یہ لاعلمی اور نادانی ہے لاعلمی کی حالت میں اگر انسان سے گناہ خود بخود سرزد ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ نے توبہ کرنے پر ان کو معاف کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

توبۃ النصوح

مومنین کو توبۃ النصوح کرنے کا حکم دیا گیا ہے نصوح خلوص اور سچائی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے توبۃ النصوح کے بارے میں حضرت کعبؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ انہوں نے رسول پاکؐ سے توبۃ النصوح کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے جب تم سے کوئی قصور ہو جائے تو اپنے گناہ پر نادم ہو پھر شرمندگی کے ساتھ اس پر اللہ سے استغفار کرو اور آئندہ اس فعل کا کبھی ارتکاب نہ کرو حضرت عمرؓ نے توبۃ النصوح کے بارے میں یہ بیان کیا کہ توبہ کے بعد آدمی گناہ کا اعادہ تو درکنار بلکہ اس کے ارتکاب کا ارادہ نہ کرے۔

سچی توبہ کے بارے میں حضرت علیؓ نے ایک بدو کو جلدی جلدی توبہ استغفار کے الفاظ دہراتے دیکھا تو فرمایا کہ یہ جھوٹی توبہ ہے اس نے پوچھا پھر سچی توبہ کیا ہے آپ نے فرمایا اس

کے ساتھ چھ چیزیں ہونی ضروری ہیں۔ ۱۔ جو کچھ ہو چکا اس پر نادم ہو ۲۔ اپنے جن فرائض سے غفلت برتی ہو ان کو ادا کرو ۳۔ جس کا حق مارا ہو اس کو ادا کرو ۴۔ جس کو تکلیف پہنچائی ہو اس سے معافی مانگو ۵۔ آئندہ کے لئے ارادہ کرلو کہ اس گناہ کا اعادہ نہ کرے گا۔ اپنے نفس کو اللہ کی اطاعت میں اتنا محو کر دے جس طرح تو نے اب تک اسے معصیت کا خوگر بنائے رکھا ہے اور اس کو اطاعت کی تلخی کا مزہ چکھا جس طرح اب تک تو اسے معصیتوں کی حلاوت کا مزہ چکھاتا رہا ہے

سچی توبہ کا یہ مطلب ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے گناہوں پر معافی طلب کر کے اپنے روح اور جسم کو گناہوں سے پاک کرے اور سچی توبہ کی اصل بنیاد شرمندگی اور ندامت ہے

جو احکامات الٰہیہ کے خلاف اعمال کرنے پر ہوتی ہے اسی پر رسول پاکؐ نے فرمایا کہ پشیمانی و ندامت توبہ ہے۔ پشیمانی اور ندامت اس وقت دل میں پیدا ہوتی ہے جب انسان کا ضمیر بیدار ہوتا ہے اور احساس پیدا ہوتا ہے کہ اللہ اور بندے کے درمیان گناہوں کی بنا پر ایک پردہ حائل ہو گیا ہے اور محبوبِ حقیقی گناہوں کی بنا پر خفا ہو گیا ہے تو اس وقت دل میں ایک خاص دکھ کی لہر اٹھتی ہے بندہ غمزدہ ہوتا ہے حزن و ملال بڑھتا ہے حسرت میں اضافہ ہوتا ہے اور یہی خوف و ملال انسان کو گریہ تک لے جاتا ہے گریہ زاری سے ایسی رقت پیدا ہوتی ہے جو پھر اللہ اور بندے کے درمیان حجاب کو کھول دیتی ہے اور بندہ پختہ ارادہ کرتا ہے کہ وہ پھر ایسا نہیں کرے گا جو بندہ کو محبوب حقیقی سے جدا کر دے

حضرت ابوبکر واسطی توبۃ النصوح کے بارے میں فرماتے ہیں کہ گنہگار پر گناہ کا کوئی اثر باقی نہ رہے جس کی توبہ خالص ہوتی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا کس طرح شام ہوتی ہے اور کس طرح صبح ہوتی ہے اور پشیمانی پختہ ارادہ پیدا کر دیتی ہے۔

سچی توبہ کے بارے میں امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ توبہ کی بنیاد پشیمانی ہوتی ہے اور

توبہ کا نتیجہ وہ ارادت ہوتی ہے۔ جو تائب کی طرف سے ظاہر ہوتی ہے پشیمانی یہ ہوتی ہے کہ تائب ہمیشہ پُر درد اور پُر حسرت نظر آتا ہے اس کا کام ہی گریہ زاری اور آہ دفغاں ہے کیونکہ جو شخص اپنے آپ کو ہلاکت کے طوفان میں مبتلا پائے اور اسے معلوم ہو کر اب مرا تو وہ حسرت اور پشیمانی سے کیسے خالی ہو سکتا ہے اگر کسی کا بچہ بیمار پڑا ہو اور طبیب یہ کہہ رہا ہو کہ بیماری خطرناک ہے اور جان کا خطرہ ہے تو خیال کیجئے کہ اس کے والدین کے دل پر کیا گزرے گی اور رنج وغم کس طرح ان کے لئے ناقابل برداشت ہو جائے گا۔ اور یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ماں باپ کو اولاد جان سے زیادہ پیاری ہوتی ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ باپ کو اپنی جان بہر حال عزیز تر ہے اور اس کے طبیب خدا اور رسول اس دنیاوی طبیب سے زیادہ صادق ہیں جب وہ

اسے کہیں کہ آخرت کی ہلاکت موت کے خطرے سے بھی زیادہ زبردست اور عظیم ہے اور زیادہ گناہ حق تعالیٰ کے زیادہ غصے کا باعث ہو گا یہاں تک کہ بیماری سے موت کا خطرہ اتنا یقینی نہیں ہو گا جتنا کہ گناہ سے ہلاکت کا ہوتا ہے اگر یہ حقیقت بھی اس کے دل میں خوف وحسرت نہ پیدا کر سکے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ گناہ کی آفت اور ہلاکت خیزی پر ابھی وہ دل سے ایمان ہی نہیں لایا۔ اس ندامت اور پشیمانی کی آگ جس قدر تیز ہو گی۔ اتنی ہی تیزی سے گناہوں کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے کہ گناہ کے باعث جو زنگ آدمی کے دل کو لگ جاتا ہے اسے حسرت اور ندامت کی آگ کے علاوہ اور کون سی چیز دور کر سکتی ہے اور اس کے سوا اور کونسی حرارت ہے جو دل کو صاف اور رقیق بنا سکے حدیث شریف کی رو سے تو اہل توبہ کے ساتھ محبت رکھنے کا حکم دیا گیا ہے تو اسی لئے کہ ان کا دل رقت سے بھرپور ہوتا ہے اور آئینہ کی طرح صاف دل جس قدر صاف ہو اتنا ہی گناہوں سے پاک ہوتا ہے ایسے دل کو گناہ میں حلاوت نہیں بلکہ تلخی محسوس ہوتی ہے بنی اسرائیل

کے پیغمبر نے ایک دفعہ حق تعالیٰ سے سفارش کی خدایا فلاں شخص کی توبہ قبول فرمالے حق تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ مجھے اپنی عزت کی قسم اگر آسمان کے تمام فرشتے بھی اس کی سفارش کریں تو بھی اس کی توبہ قبول نہ کروں آس کے دل میں ابھی تک گناہ کی حلاوت موجود ہے اور یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ گناہ اس لئے سرزد ہوتا ہے کہ جس نے ایک بار اس کو چکھ لیا دہ دوبارہ اس کا نام نہیں لے گا بلکہ اس کے تصور سے ہی سارے جسم کے رونگھٹے کھڑے ہو جائیں گے اور اس سے محظوظ اور لطف اندوز ہونے کا خیال اس خوف کے نیچے دب کر رہ جائے گا۔ جو اس کے نقصان کے تصور سے پیدا ہوتا ہے اور اس تلخی کا احساس کسی ایک گناہ تک محدود نہیں بلکہ ہر گناہ میں یہی تلخی کارفرما رہے گی کیونکہ وہ گناہ جو اس نے کیا کوئی واحد گناہ تو تھا نہیں کہ حق تعالیٰ کی رضامندی سے خالی تھا کہ خالت تو سبھی گناہوں کی ہوتی ہے دکیمیائے سعادت از امام غزالی)

سچی توبہ کی شرائط و علامات شرط اوّل سچی توبہ کی تین شرائط ہیں اور پہلی یہ ہے کہ گناہوں سے بالکل باز آجائے اور ان کو ترک کردے اور بالکل چھوڑ دے۔ پھر ہر گھڑی اور ہر آن گناہوں سے بچے۔

شرط دوئم دوسری شرط یہ ہے کہ زمانہ مستقبل میں گناہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرلے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوبارہ گناہ نہ کرنے کا وعدہ کرے اور توفیق مانگے اور یہ بھی ارادہ کرے کہ گناہ کے بارے میں سوچے گا بھی نہیں اور گناہوں کو ترک کرکے زمانہ مستقبل میں ہمہ کوشش اللہ کی اطاعت میں مشغول ہو جائے نیکی کے کاموں کی طرف سستی کاہلی سے کام نہ لے اور نیکی پر کاربند ہو جائے خواہ اس گناہ کی لذت اس کو بار بار تنگ کرے

شرط سوئم توبہ کی تیسری شرط یہ ہے کہ جو گناہ اس سے سرزد ہو چکے ان کا تدارک کرے۔ اللہ کے حضور میں ان کے لئے معافی طلب کرے اور اس کے

حضور میں اپنے کیے ہوئے پر نادم اور شرمندہ ہو۔ انسان سے گناہ دو طرح سرزد ہوتے ہیں ایک تو وہ گناہ جو اللہ تعالیٰ کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں وہ فرائض میں شمار کیے جاتے ہیں اور وہ فرائض جو اس کے ذمہ تھے ان کا اندازہ کرکے اگر وہ پورے ہو سکتے ہوں تو ان کو پورا کرے۔ دوسرے وہ گناہ جو حقوق العباد سے تعلق رکھتے ہوں۔ ان کو ادا کرے۔

نمازوں کی قضا

سن بلوغت سے لے کر توبہ کرنے کے وقت تک ذہن میں لائے کہ کتنی نمازیں قضا ہوئی ہیں اور کتنی نمازیں شرائط کے مطابق نہیں پڑھیں تو پھر ان قضا نمازوں کی قضا کو پورا کرے قضا پورا کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ فارغ وقت میں قضا نمازیں ادا کرنی شروع کردے جب نماز کا وقت آجائے تو وہ ادا کرے اور پھر قضا ادا کرنی شروع کردے حتیٰ کہ اس وقت تک قضا نمازیں ادا کرتا چلا جائے۔ جب تک کہ تمام قضا نمازیں پوری ہو جائیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہر نماز کے ساتھ ایک قضا نماز پڑھے اور بقیہ ساری عمر یہی معمول جاری رکھے اور رمضان المبارک میں نوافل کی کثرت کرے کیونکہ ان نوافل کا ثواب قرض کے برابر ملتا ہے تو اس طریقہ سے قضا پوری ہو سکتی ہے۔

روزے کی قضا

ایسے روزے جن کی قضا لازم ہو جیسا کہ کسی نے مرض کی وجہ سے روزہ چھوڑ دیا یا قصداً روزہ نہیں رکھا یا بغیر نیت کے روزہ رکھا۔ تو ایسے تمام روزوں کی قضا کو پورا کرے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نے کتنے روزے چھوڑے ہیں تو اس کے خیال کے مطابق جتنے روزے چھوڑے ہیں ان کی قضا پوری کرے اگر وہ ہر سال تمام روزے چھوڑ گیا تو سن بلوغت سے لے کر اس کا حساب کرے اور اپنی عمر تک تمام روزوں کو پورا کرے۔

زکوٰۃ کی عدم ادائیگی

تائب ہوتے ہوئے اس بات کا بھی تدارک کرے کہ وہ زکوٰۃ جو اس پر لاگو تھی اس کو ادا کرے اور حساب لگائے کہ وہ جائز

نصاب کب ہوا اور اس تمام عرصے کی زکوٰۃ کا حساب کر کے زکوٰۃ کو فقرا مساکین اور حقداروں میں بانٹ دے اگر اس نے کچھ عرصہ کی زکوٰۃ تو ادا کی اور کچھ عرصہ کی زکوٰۃ نہیں ادا کی تو اس عرصہ کی زکوٰۃ ادا کرے جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی۔

حج کی ادائیگی

حج کی شرائط کے مطابق اگر تائب پر شرط حج لاگو ہوتی ہے اور مالی استطاعت ہو تو اسے حج ادا کرنا چاہیئے اگر مالی استطاعت نہیں لیکن سفر حج کے لئے جسمانی طاقت موجود ہے تو اسے حج کے لئے کسب حلال کر کے حج کرنے کے لئے وسائل پیدا کرنے چاہیئے حج ایک مقدس فریضہ ہے اس لئے اس سے بھی کوتاہی نہیں کرنی چاہیئے۔

کفارہ

اگر کسی شخص پر کوئی کفارہ لازم آتا ہے تو اس کی ادائیگی سے عہدہ برآ ہونا چاہیئے اور ایسے گناہوں کے بارے میں سوچے جو فرائض واجبات اور سنت کے علاوہ ہیں اور اپنے ذہن میں لائے کہ وہ کب بالغ ہوا اس وقت سے لے کر توبہ کرنے تک اس کے جسم کے اعضاء یعنی ہاتھ پاؤں زبان کان آنکھ دل شکم اور جنسی آلات سے کونسے کونسے گناہ سرزد ہوئے ہیں یعنی زبان کتنا عرصہ جھوٹ کی طرف مائل رہی بہتان باندھتی رہی چغلیاں لگاتی رہی پھر زبان سے جو گالی گلوچ اور بدکلامی ہوئی اس کو یاد کرے حتیٰ کہ جو سب باتیں زبان نے خلافِ شرع سرانجام دیں ان کو یاد کرے پھر ہاتھوں نے کیا کیا ظلم کیا کس کا حق غصب کیا چوری ڈکیتی بددیانتی رشوت حتیٰ کہ جتنے بھی گناہ ہاتھ نے سرانجام دیئے ہوں ان کو یاد کرے پھر سوچے کہ شکم میں کونسا کونسا حرام گیا یعنی شراب خوری یا سور کا گوشت ایسی ہی کونسی کونسی چیزیں کھائیں ہیں جو حرام تھیں۔ پھر نفسانی خواہشات کی بنا پر یعنی زنا غیر محرم کو لذت نفس کی خاطر دیکھنا وغیرہ کے گناہ ذہن میں لائے اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان کے ذہن میں یہ لاتعداد کردہ گناہ کس طرح آسکتے ہیں تو وہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ انسان تنہائی میں بیٹھ کر اپنے ماضی کے حالات

اور واقعات کو رفتہ رفتہ دہرائے تو تمام برائیاں جو اس نے کیں اس کے سامنے آجاتی ہیں گناہوں کی یاد ان لوگوں کو دیکھنے سے بھی آجاتی ہے جو گناہوں کے ساتھی اور شریک رہے ہوں اور وہ تمام مقامات کو بھی یاد کرے جہاں پر اس نے کوئی گناہ خواہ چھپ کر یا ظاہر کیا تھا۔

تمام برائیوں کو ذہن میں لانے کے بعد اللہ کے حضور گریہ زاری کرے سجدے میں سر رکھ کر معافی مانگے اور ان کا کفارہ بس یہی ہوگا کہ زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرے قرآن پاک کثرت سے تلاوت کرے یعنی نیک کاموں کی طرف کثرت سے توجہ دے تاکہ اس کے گناہ مٹ جائیں کیونکہ ارشاد باری ہے۔ نیکی گناہ کو ختم کر دیتی ہے۔

نیک اور صالح لوگوں کی محفل میں بیٹھے صدقہ اور خیرات کی طرف زیادہ توجہ دے بھوکوں کو کھانا کھلائے پھر جب وہ اپنی زندگی کو کتاب وسنت کا پابند کرے گا تو اس کو بے شمار تکلیفیں آئیں گیئں ان کو بصد قبول کرے کیونکہ رسول پاک کا قول ہے کہ اگر مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے چاہے وہ کانٹا ہی کیوں نہ چبھا ہو

حقوق العباد اور توبہ

ہر گناہ میں اللہ کی نافرمانی تو ہوتی ہے مگر اس نافرمانی کے ساتھ ساتھ اس گناہ سے کسی انسان کی حق تلفی ہوئی ہو یا کسی کے دل کو دکھ پہنچایا ہو تو وہ گناہ حقوق العباد سے ہوگا تو ایسے گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کے ساتھ اس شخص سے بھی معافی مانگنا ضروری ہے جس کے ساتھ ظلم یا زیادتی کی ہو یا جس کی حق تلفی کی گئی۔

بندگان خدا کے حقوق تلف کرنے کا تدارک اور تلافی یہ ہے جن لوگوں کو دکھ پہنچایا ہو ان سے معافی مانگی جائے اور ان کے ساتھ نیکی اور بھلائی کی جائے تاکہ ان کا کفارہ ادا ہو جائے یعنی زیادتیوں اور حق تلفیوں کا کفارہ یہ ہے لوگوں کے ساتھ نیکیاں کرنا اور ان کے لئے دعائے خیر کرنا ہے اگر وہ شخص جس کو دکھ پہنچایا تھا وہ دنیا سے جا چکا ہے

تو اس کے لئے رحمت کی دعا مانگے اس کی اولاد اور ورثا کے ساتھ حسنِ سلوک اور مہربانی کرے یہی اس کا کفارہ ہے۔

جانی حق تلفی

حق تلفی دو طرح کی ہوتی ہے ایک جانی حق تلفی اور دوسری مالی حق تلفی اگر کسی جان کو نقصان پہنچایا ہے یعنی بغیر ارادہ کے قتل کر دیا تو اس کی توبہ کی صورت یہ ہے کہ مقتول کے ورثا کو خون بہا کی ادائیگی کی جائے اس کے برعکس قتل عمداً سے بغیر قصاص کے خلاصی ناممکن ہے اگر ورثا قصاص معاف کر دیں تو قصاص ساقط ہو جائے گا۔ اور اس طرح گناہوں سے نجات ہو جائے گی۔

مالی حق تلفی

کسی کا مال غصب کر لیا ہو یا مال چھین لیا یا چوری کی یا کسی کے مال پر ڈاکہ ڈالا یا امانت میں خیانت کی یا تاجر بن کر بد دیانتی کی ہو یعنی ملاوٹ کی ہو یا مال معاملہ میں دھوکہ دیا ہو یا خراب مال فروخت کیا ہو یا مزدور کی اجرت میں کمی کی ہو یا سرے سے دی ہی نہ ہو یا سود کھایا تو ان تمام صورتوں میں حساب لگایا جائے اور جس کو مالی نقصان پہنچایا ہو ان کے نقصان کی تلافی کی جائے اگر مال واپس لوٹانے کی طاقت نہیں تو پھر التجا کر کے مال کو بخشوایا جائے اگر وہ فوت ہو گیا ہو تو اس کے مال کی تلافی اس کے ورثا کو کی جا سکتی ہے اگر یہ صورت بھی نہ ہو سکے تو اللہ کی راہ میں خیرات کر دے اگر مالی تلافی نہ کی جائے تو اس کی روزِ قیامت کو باز پرس ہو گی چنانچہ حقوق العباد کی طرف چشم پوشی نہیں کرنی چاہیئے۔

حدیث پاک میں ہے کہ قیامت کے روز بندہ کو اللہ کے سامنے کھڑا کیا جائے گا۔ اور اس کی نیکیاں پہاڑ کے برابر ہوں گی تو اسے یقیناً جنت کا مستحق ہونا چاہیئے مگر حقوق کا مطالبہ کرنے والے کھڑے ہو جائیں گے اس نے کسی کو گالی دی ہو گی کسی کا مال مارا ہو گا کسی کو زدوکوب کیا ہو گا پس ان حقوق کے بدلے میں یہ نیکیاں ان کو دے دی جائیں گی اور اس کے پاس نیکیوں کا کچھ حصہ بھی باقی نہ رہے گا اس وقت فرشتے عرض کریں گے کہ یا الٰہی!

اس کی نیکیاں ختم ہو گئی ہیں اور حقوق کے طلب کرنے والے بہت سارے باقی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ان کا مطالبہ کرنے والوں کی برائیاں اس کے گناہوں میں ڈال دو اور اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔ غرض وہ دوسروں کے گناہوں کی وجہ سے جو بدلے کے طور اس کے ذمے ڈالے جائیں گے ہلاک اور تباہ ہو جائے گا اس طرح مظلوم ظالم کی نیکیوں کے ذریعے نجات پائیں گے کیونکہ ظالم کی نیکیاں بطور تاوان مظلوم کے حق میں منتقل کر دی جائیں گی لہٰذا حقوق العباد کے بارے میں انسان کو حد درجہ محتاط رہنا چاہیئے اور احتیاط سے کام لینا چاہیئے لیکن کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ انسان سے کسی کی حق تلفی ہو جائے جو اس کو دوزخ میں لے جائے۔

قبول توبہ

توبہ کرنے کے تائب کے ذہن میں ایک سوال ابھرتا ہے کہ کیا اس کی توبہ بارگاہِ رب العزت میں قبول ہوئی ہے یا نہیں اس کا صحیح جواب اللہ تعالیٰ خواب یا مراقبہ کی حالت میں تائب کو دے دیتے ہیں اور بعد میں انسانی دل میں اس قسم کی نیکی کی طرف مائل کرنے والے جذبات اور خیالات پیدا ہوتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اس کی توبہ قبول ہو گئی ہے یا توبہ کے بعد روحانی فضل کے آغاز سے بھی یہ پتہ چل جاتا ہے کہ بارگاہِ ایزدی میں توبہ قبول ہو گئی ہے بہرکیف اگر توبہ سابقہ بیان کردہ شرائط کے مطابق ہو گی اور سچے دل سے ہو گی تو ضرور قبول ہو گی۔

توبہ کا اصل تعلق انسانی دل سے ہے جس کو یہ معرفت حاصل ہو جائے کہ دل کی کیا حقیقت ہے جسم سے اس کا تعلق کیا ہے اور اللہ سے اس کی کیا نسبت ہے تو ایسا دل توبہ کی طرف مائل ہوتا ہے اور دل ہی توبہ کے ذریعے عبد اور معبود کے درمیان حجاب کو دور کرتا ہے دل ایک ایسا آئینہ ہے کہ اگر وہ گناہوں اور خطاؤں کے زنگار سے پاک صاف ہو تو اللہ کے نور کی آماجگاہ ہے لیکن اگر آدمی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو یہ گناہ آئینہ دل کو گندا کر دیتا ہے مگر انسان کی عبادت اور نیکیاں توبہ بن کر دل کی ظلمت۔ اور تاریکی

کو ختم کر دیتی ہیں اور جب بھی ظلمت کا غلبہ ہونے لگے تو توبہ ایک ایسی عبادت کی صورت میں جلوہ گر ہوتی ہے جس سے دل کی ظلمت ختم ہو جاتی ہے اور دل از سرِ نو پاک صاف ہو جاتا ہے۔

دل کی پاکی سے دل میں ایک ایسا نور پیدا ہو جاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ انسان کی باطنی نگاہ کو کھول دیتے ہیں اور پھر اس کو توبہ قبول ہونے کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ سے پتہ چل جاتا ہے۔

باقی اللہ کی رحمت ایسی وسعت والی ہے کہ اگر کوئی انسان سچے دل سے توبہ کر جائے تو اس توبہ کو اللہ تعالیٰ ضرور شرف قبولیت بخشتے ہیں مگر قبولیت توبہ کے بارے میں یہ امر بھی ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ توبہ کر کے برائیوں کو عملی طور پر ترک کر دینا چاہیئے رزق حلال کمانا اور رزق حلال کھانا بھی جزو لازم ہے اگر توبہ کر کے ساتھ ساتھ برائی بھی جاری رکھی جائے تو توبہ ہرگز قبول نہ ہو گی خواہ زبان سے انسان لفظ توبہ جتنی مرتبہ چاہے کہتا جائے کہ اللہ میں نے توبہ کی۔ ناقص توبہ قبول نہ ہو گی

توبہ اور لغزش

تائب ہونے کے بعد اگر انسان سے پھر کوئی لغزش ہو جائے یعنی پھر گناہ سرزد ہو جائے تو انسان کو فوراً اس کے ازالہ کی طرف توجہ دینی چاہیئے اور فی الفور کفارہ ادا کرنا چاہیئے۔

لغزش کا ازالہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ اللہ کے حضور میں دوبارہ توبہ کرے اور اپنے دل میں پختہ ارادہ کرے کہ میں اس گناہ کو دوبارہ نہ کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ سے توفیق مانگے کہ اس طرح گناہ اس سے دوبارہ سرزد نہ ہو اور اپنے دل میں اپنے کیئے پر شرمندہ اور نادم ہو اور اس گناہ کے عذاب سے ڈرے اور اللہ سے درگزری اور رحمت کی دعا مانگے کیونکہ انسان کے جرموں کو اللہ کی عفو بندہ نوازی کے علاوہ اور کہیں پناہ نہیں مل سکتی

بزرگوں نے کفارہ کا ایک طریقہ یہ بتلایا ہے کہ انسان دوبارہ تائب کی غرض سے اچھی طرح اپنے جسم اور کپڑوں کو پاک صاف کر کے دو رکعت نماز ادا کرے لیکن ایک حدیث میں ہے کہ اگر گناہ پوشیدہ طور پر سرزد ہو تو عبادت بھی پوشیدہ ہونی چاہیئے تاکہ اس کا کفارہ ادا ہو سکے اگر گناہ ظاہر ہو تو اس کا کفارہ بھی ظاہر ہونا چاہیئے نوافل ادا کرنے کے بعد استغفار کا ورد کرے دل میں خضوع و خشوع اور عاجزی ہو اور دل خوف سے کانپ اٹھے اور اللہ سے اپنے کئے پر توبہ کرے توبہ سے دل کا خاصہ تعلق ہے اگر استغفار کا ورد صرف زبان پر ہی کیا جائے اور دل اس سے غافل ہو تو ایسی توبہ بلند درجہ نہیں رکھتی مگر زبان سے ہی توبہ کرنا بھی فائدہ سے خالی نہیں کیونکہ انسان کی زبان کے ورد میں کثرت سے اس کے دل میں حضوری پیدا ہوتی ہے۔

حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ معصیت سے بچنے کا عزم کرنے کے بعد انسان توبہ پر قائم رہ سکے اگر توبہ کے بعد پھر فتور آجائے اور پختہ ارادے کے بعد پھر انسان گناہ میں الجھ جائے تو ثواب توبہ ضائع نہیں ہوتا۔

صوفیائے اکرام میں کچھ ایسے صوفیا بھی گزرے ہیں جو توبہ کرنے کے بعد لغزش کے مرتکب ہوئے اور گناہ میں الجھ گئے مگر پھر تنبیہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آئے مشائخ میں ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ستر بار توبہ کی اور ہر بار معصیت کا شکار ہوا اکترویں بار میری توبہ کو استقامت نصیب ہوئی۔ حضرت ابو عمر جنیدؒ فرماتے ہیں کہ ابتداء میں توبہ حضرت حیریؒ کی محفل میں کی لیکن کچھ عرصہ اپنی توبہ پر قائم رہا میرے دل میں خواہش نے پھر سر اٹھایا اور میں لغزش کا مرتکب ہوا اس کے بعد حضرت عثمان حیریؒ کی مجلس سے گریز کرتا رہا۔ جہاں کہیں بھی دور سے نظر آتے ندامت سے راہِ فرار اختیار کرتا ایک روز سامنا ہو ہی گیا آپ نے فرمایا بیٹا دشمنوں کی صحبت اختیار کرنے سے کیا حاصل۔ جب تک گناہوں سے دامن بالکل

پاک نہ ہو۔ دشمن تو ہمیشہ عیب ڈھونڈتا ہے اگر تو عیب سے پاک ہوگا تو اسے تکلیف ہوگی اگر گناہوں کا مرتکب ہوتا ہی ہے تو ہمارے پاس آ بڑی مصیبت ہم برداشت کرلیں گے دشمن کی خواہش کے مطابق خوار ہونے کی کیا ضرورت ہے حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے گناہ کی رغبت نہیں ہوئی اور میری توبہ کو استقامت مل گئی

حضرت علی ہجویریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ کسی شخص نے توبہ کی پھر گناہ کا مرتکب ہوا پھر پشیمان ہوا اور ایک روز دل میں سوچا اگر اب درگاہ حق میں جاؤں تو میرا کیا حال ہوگا ہاتف نے کہا تو ہمارا فرماں بردار تھا تو ہم نے تجھے شرف قبولیت بخشا تو نافرمانبردار ہوا تو ہم نے تجھے مہلت دی اگر اب بھی تو ہماری طرف آئے تو ہم تجھے قبول کریں گے۔

کن لوگوں کی توبہ قبول نہیں ہوتی

جو شخص ایک مرتبہ ایمان لے آئے اور پھر مرتد ہو جائے اور کفر میں بڑھ جائے

درحقیقت اللہ تعالیٰ نے ایمان کے بعد کفر کرنے والوں کو پھر اس کفر پر مرنے والوں کو پروردگار عالم نے ڈرایا ہے کہ موت کے وقت تمہاری توبہ قبول نہ ہوگی وہ لوگ جو ایمان سے نکل کر راہ حق سے بھٹک جائیں اور اس حالت میں مر جائیں تو ان کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔

جو لوگ اسلام کی راہ چھوڑ کر کمیونزم اور الحاد کی طرف قدم بڑھائیں تو ایسے لوگ راہ حق سے بھٹک جائیں گے اور ...... ایسے لوگوں کی توبہ موت کے وقت ہرگز قبول نہیں ہوگی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِھِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا کُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُھُمْ

بے شک جو لوگ ایمان کے بعد کفر کریں پھر اس کفر میں اتنے بڑھ جائیں ان کی توبہ

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ

ہرگز قبول نہ ہوگی یہی گمراہ لوگ ہیں بیشک جو لوگ کفر کریں اور مرتے دم تک کافر رہیں ان میں سے کوئی اگر زمین بھر سونا دے بیں دیدیں تو پھر بھی ان کی توبہ ہرگز قبول نہ کی جائیگی

کفر میں بڑھنے سے یہ مراد ہے کہ اسلام کی عملاً اس قدر مخالفت اور مزاحمت کرے لوگوں کو خدا کے راستے سے رد کنے کے لئے اپنا پورا پورا زور لگا دے لوگوں میں شبہات پیدا کرے اور بدگمانیاں پھیلائے تاکہ دوسرے لوگ ایمان نہ لے آئیں تو جب اسلام کا انکار کرنے والا اس حد تک بڑھ جائے اور پہلے ایک مرتبہ ایمان للنے کے بعد کافر ہو جائے تو ایسے لوگوں کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی۔

وقت نزع کی توبہ موت سے قبل انسان پر ایک ایسی حالت طاری ہوتی ہے جو دراصل موت کا پیش خیمہ ہوتی ہے اور اس حالت کو عالم نزع کہتے ہیں یعنی جب انسان پر موت طاری ہوتی ہے تو اس وقت توبہ قبول نہیں ہوتی اس لئے نزع کے وقت مرنے والے کا ایمان و اقرار قطعاً غیر اختیاری ہوتا ہے کیونکہ موت سے پہلے وقت میں جب انسان نے نیک کام کرنے تھے اور اللہ کی اطاعت کرنی تھی۔ وہ وقت تو ختم ہو گیا بلکہ اب تو عمل کرنے پر سزا دینے کا وقت آگیا لہٰذا اس وقت انسان کی توبہ قبول نہیں ہوتی۔ اللہ کا دستور یہ نہیں ہے کہ تمام عمر انسان خدا سے بے خوف اور بے پرواہ ہو کر گناہ کرتا چلا جائے اور پھر عین اس وقت جب موت کا فرشتہ ظاہر ہو جائے تو اس وقت توبہ کرنے لگے تو اس وقت توبہ قبول نہیں ہوگی کیونکہ کتابِ زندگی تمام ہو چکی اب امتحان کی مہلت کیسی۔

ارشادِ باری ہے۔

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰىٓ اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْئٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

(پارہ ۴ سورت نساء آیت ۱۸)

ان کی توبہ قبولیت کا وعدہ نہیں جو برابر گناہ کرتے چلے جائیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے پاس موت آجائے تو کہہ دیں کہ میں نے اب توبہ کی نہ ان کی توبہ قبول ہے نہ ان کی توبہ ہے جو کفر ہی پر مر جائیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے المناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر اپنے بندے کی توبہ اس وقت قبول فرماتا ہے جب تک وہ نزع کی حالت کو نہ پہنچا ہو۔ مسند احمد میں ہے کہ چار اصحابی جمع ہوئے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ جو شخص اپنی موت سے ایک دن پہلے بھی توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے دوسرے نے کہا سچ مچ تم نے حضور سے سنا ہے اس نے کہا ہاں تو دوسرے نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اگر آدھا دن پہلے بھی توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ قبول کرلیتا ہے تیسرے نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ اگر ایک پہر پہلے توبہ ہو جائے تو وہ بھی قبول ہوتی ہے چوتھے نے کہا کہ میں نے رسول اللہ سے یہاں تک سنا ہے کہ اس کے نرخرے میں روح نہ آجائے توبہ کے دروازے اس کے لئے کھلے رہتے ہیں

اکثر احادیث کے مضامین سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک بندہ زندہ ہے اور اسے اپنی حیات کی امید ہے تب تک وہ خدا کی طرف جھکے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرلیتا ہے ہاں جب زندگی سے مایوس ہو جائے فرشتوں کو دیکھ لے اور روح جسم سے نکل کر حلق تک آجائے غرغرہ شروع ہو جائے تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوتی پھر فرمایا کہ جو مرتے دم تک گناہوں پہ اڑا رہے اور موت کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اب تو ایسے شخص کی توبہ قبول

نہیں ہو گی۔

توبہ کا دروازہ یہ مسئلہ عام انسانوں کے ذہنوں میں عام ابھرتا ہے کہ انسان کی توبہ کس وقت تک قبول ہوتی رہے گی اور توبہ کا دروازہ کب بند ہو گا۔

قرب قیامت کے وقت جب قیامت برپا ہونے والی ہو گی تو اس وقت کی جانے والی توبہ قبول نہ ہو گی قبولیت توبہ کا وقت صرف قیامت کے برپا ہونے سے پہلے تک ہے اور توبہ کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا اور اس لئے کہا گیا ہے کہ قیامت تک اللہ توبہ قبول کرتے رہیں گے مگر انسان کو ہرگز نہ سوچنا چاہیئے کہ جب قیامت آنے والی ہو گی تو توبہ کر لیں گے بلکہ انسان کو اپنے سامنے اپنی زندگی کا معینہ وقت رکھنا چاہیئے کیا معلوم اس کو کب موت آجائے اور انسان بغیر توبہ کے ہی اس دنیا سے کوچ کر جائے اور اس کی زندگی میں قیامت کا وقت ہی نہ آئے اور گناہوں کا بوجھ اٹھائے اللہ کے حضور پیش ہونا پڑے اس لئے ہر انسان کو چاہیئے کہ پہلی ہی فرصت میں اپنے گناہوں پر اللہ سے تائب ہو جائے اور بقیہ زندگی اس کی اطاعت میں گزارے اور موت تک استغفار جاری رکھے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ رات کو اپنی رحمت کا ہاتھ دراز فرماتے ہیں تاکہ دن میں گناہ کرنے والا گنہگار بندہ رات کو اس سے توبہ کرے اسی طرح دن میں اپنی شفقت کا ہاتھ دراز فرماتے ہیں تاکہ رات میں گناہ کرنے والا گنہگار بندہ دن میں اسی پر توبہ کرے یہاں تک کہ سورج مغرب سے جا نکلے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص نے سورج کے مغرب سے نکلنے سے پہلے توبہ کر لی اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائیں گے۔

مادہ پرست لوگ سورج کے مشرق کی بجائے مغرب کے نکلنے کو ایک زبانی افسانہ سمجھتے ہیں مگر جب قیامت برپا ہو گی تو یہ کائنات کا نظام درہم برہم ہو جائے گا تو اس وقت قیامت

کے برحق ہونے اور اللہ تعالیٰ پر یقین اور اقرار کرنے کا کچھ فائدہ نہ ہوگا اس لئے کہ انسان کے ایمان واقرار اور اعمال وافعال پر جزا اور سزا اسی وقت مرتب ہوتی ہے جب کہ اس کو ایمان لانے نہ لانے ماننے یا نہ ماننے دونوں پر اختیار اور قدرت حاصل ہو تو جب قیامت برپا ہونے کی یہ علامت یعنی سورج کا مشرق کی بجائے مغرب سے نکلنا ظاہر ہو جائے گا تو اس وقت نہ ایمان لانے اور نہ ہی کسی قسم کی توبہ اور استغفار قبول ہوگی اور توبہ کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ یعنی توبہ قبول کرنے کی مدت ختم ہو جائے گی

حدود اور وعید

حدود اور وعید کے جرائم پر توبہ

گناہ کبیرہ میں سے کچھ گناہ ایسے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حد لاگو کی گئی ہے یعنی یہ وہ جرائم ہیں جن پر دنیا میں سزا مقرر ہے جیسے زنا قتل چوری ڈاکہ وغیرہ حد والے گناہوں کے علاوہ کچھ گناہ ایسے بھی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخرت میں سزا دینے کی وعید ہے جیسے سود وغیرہ گناہ خواہ حدود یا وعید سے تعلق رکھتا ہو اس پر توبہ کرنے کا حکم ہے دنیا کی سزا پانے کے بعد بھی اللہ کے حضور توبہ کرنی چاہیئے تاکہ گناہ اللہ کے حضور بھی معاف ہو جائے توبہ کرنے سے انسان اللہ کے غضب سے بچ سکتا ہے اگر کوئی سزا پانے کے بعد بھی انہی جرائم پر اصرار کرتا ہے اور جرائم کا دوبارہ مرتکب ہوتا ہے یعنی آئندہ ان کو ترک کرنے کا ارادہ نہیں کرتا اور اپنی نیت کو درست نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ابھی اس کے نفس میں جرم کرنے کی خواہش موجود ہے چنانچہ دنیا میں جرائم پر سزا پانے کے بعد انسانی نفس کو جرائم کی رغبت سے پاک کرنا ضروری ہے اور نفس کی پاکیزگی اللہ کی طرف رجوع اور توبہ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی چنانچہ حدود اور وعید کے گناہوں پر اللہ کے حضور بھی توبہ کرنی نہایت ضروری ہے تاکہ آخرت میں انسان سزا سے بچ سکے

قتل پر توبہ کی صورت

اسلام میں کسی بھی دوسرے نفس کو قتل کرنے کی سخت ممانعت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اور جان کو جسے اللہ تعالیٰ محترم کیا ہے ناحق قتل نہ کرو" ایک اور مقام پر ہے کہ محتاجی کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو ہم تم کو بھی روزی دیتے ہیں اور ان کو بھی چنانچہ انسانوں کا اللہ کے حکم کے بغیر قتل اللہ کے ہاں سب سے بڑا جرم ہے۔

قتل کی دو صورتیں ہیں ایک قتل بغیر ارادہ کے ہے اور دوسری صورت عمداً قتل

ہے۔ بغیر ارادہ کے قتل کی توبہ یہ ہے کہ مقتول کے ورثاء کو خون بہا ادا کیا جائے اور عمداً قتل میں قصاص کے بغیر جرم کی تلافی ناممکن ہے اگر ورثا قصاص سے دستبردار ہو جائیں اور قاتل کو معاف کر دیں تو قصاص ساقط ہو جائے گا اور آخرت میں سزا نہ ہوگی اگر قاتل قصاص یا معافی سے قتل کے جرم کی تلافی نہ کرے گا تو اس کے بارے میں وعید ہے کہ جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرے گا اس کی سزا دوزخ ہے وہ ہمیشہ اسی میں رہے گا اور اس کا اس پر غضب ہو گا اس پر لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لئے بڑا بھاری عذاب تیار کیا ہے"

قاتل کو اگر دنیا میں اسلامی قانون کے مطابق سزا مل جائے تو پھر آخرت میں اس کو سزا نہ ہو گی کیونکہ اس نے اپنے کئے کی سزا دنیا ہی میں بھگت لی۔

زنا پر توبہ کا حکم

زنا کو اسلام میں نہایت ہی قبیح گناہ تصور کیا جاتا ہے بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ شرک کے بعد کوئی گناہ اس نطفہ سے بڑھ کر نہیں ہے جس کو کوئی شخص کسی ایسے رحم میں رکھے جو شرعاً اس کے لئے حلال نہ تھا ایک اور حدیث میں ہے کہ زانی جب زنا کرتا ہے تو اس وقت ایمان اس سے نکل کر اس کے سر پر سایہ بن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور زانی جب فعل زنا سے فارغ ہوتا ہے تو ایمان اس کی طرف پلٹ آتا ہے۔ زنا حقیقتاً ایسا گناہ ہے جس سے قوم کی نسل خراب ہونے کا خدشہ رہتا ہے لہٰذا ایسے مرد اور عورتیں جو زنا میں مبتلا ہوں اور پکڑے نہ گئے ہوں تو ایسے لوگوں کو اللہ کے حضور تائب ہونا چاہیئے اور آئندہ اس بد فعل کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیں اور زنا کے قریب نہ جائیں اگر زانی توبہ نہ کرے تو آخرت میں اس کو دردناک عذاب دیا جائے گا۔ اگر زانی یا زانیہ پکڑے جائیں تو ان پر حد لگے گی اور ان کو سزا بھگتنا پڑے گی دنیا میں سزا پانے یعنی سنگ ساری کے بعد آخرت میں ان کو سزا نہ ہوگی کیوں انہوں نے اپنے کئے کی سزا دنیا میں ہی پائی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

فَاِنْ تَابَا وَاَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ہ

پس اگر وہ توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں تو ان سے منہ پھیر لو بیشک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے

(پارہ چہارم سورت النساء آیت ۱۶)

عورتوں میں سے جو بے حیائی کریں یعنی زنا کروائیں اور ان کے بارے میں گواہی مل جائے تو ایسی عورتوں کو گھروں میں بند کر دو یہاں تک کہ ان کو قید میں رکھو کہ وہ مر جائیں یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور بہتر راستہ نکالے اور جو مرد ایسا کرے تو انہیں ایذا دو پھر اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنی اصلاح کر لیں تو ان سے منہ پھیر لو بیشک اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

چوری سے توبہ

اسلام میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے لیکن چوری کے مال کی حد مقرر کرنے میں فقہاء کرام میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض فقہا کہتے ہیں کہ چوری کی چیز کی کوئی حد مقرر نہیں مگر شافعیوں کے نزدیک چوری کے مال کی حد ۳ درہم ہے لیکن حنفیوں کے نزدیک ۱۰ درہم ہے بہرکیف چوری کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ چور کو اپنے فعل سے توبہ کرنی چاہیئے اور جو شخص اس گناہ کے بعد توبہ کرے اور خدا کی طرف جھک جائے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دیتا ہے البتہ چوری کا مال مالک کو واپس لوٹنا چاہیئے اگر توبہ کرتے وقت چور اس حیثیت میں نہیں رہا تو اسے مال کی پوری قیمت ادا کرنی چاہیئے اور مالک کو رضامند کرنا چاہیئے چوری پکڑی جانے کی صورت میں اگر چور پر حد لاگو ہو گئی اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تو پھر بھی چور کو اللہ کے حضور توبہ کرنی چاہیئے تاکہ آئندہ چوری نہ کرے اگر چور کو نہ اس دنیا میں سزا ملی اور نہ ہی اس نے چوری سے توبہ کی تو آخرت میں اس کو سزا ملے گی لیکن دنیا میں چوری کی سزا پانے کے بعد آخرت میں سزا نہ ملے گی۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک چور حضور کے سامنے لایا گیا جس نے چوری کی تھی

توآپؐ نے فرمایا کیا تم نے چوری کی ہے اس شخص نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ میں نے چوری کی ہے تو آپؐ نے اس پر حکم صادر فرمایا اسے لے جاؤ اور اس کا ہاتھ کاٹ دو جب ہاتھ کٹ گیا تو آپؐ کے پاس آیا تو آپؐ نے فرمایا کہ توبہ کرو اس شخص نے توبہ کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری توبہ اللہ کے ہاں قبول ہوئی۔

ابن جریر میں ہے کہ ایک عورت نے کچھ زیور چرا لئے لوگوں نے اس عورت کو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیش کیا تو آپ نے اس کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا جب ہاتھ کٹ چکا تو عورت نے کہا یا رسول اللہ کیا میری توبہ ہو گئی تو آپؐ نے فرمایا کہ تم پاک صاف ہو گئی ہو یہ عورت مخزوم قبیلے کی تھی چونکہ یہ عورت بڑے گھرانے کی تھی تو لوگوں میں تشویش پھیلی کہ ہاتھ کٹنے کے حکم سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی سفارش کی جائے حضرت اسامہ بن زیدؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش کی تو آپ کو بہت ناگوار گزرا اور غصے سے فرمایا کہ اسامہؓ تو اللہ کی حدوں میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کر رہا ہے اب حضرت اسامہؓ بہت گھبرائے اور کہنے لگے مجھ سے بڑی خطا ہوئی میرے لئے آپ استغفار کیجئے شام کے وقت اللہ کے رسول نے ایک خطبہ دیا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ تم سے پہلے لوگ اسی خصلت کی بنا پر تباہ ہو گئے کہ ان میں جب کوئی بڑے گھرانے کا چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی معمولی آدمی چوری کرتا تو اس پر حد جاری کر دیتے اس خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرتی تو ان کے لئے بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم ہوتا۔ قرآن پاک میں ارشاد باری ہے۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْآ اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً ۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ فَمَنْ تَابَ	چوری کرنے والا مرد ہو یا عورت اس کا ہاتھ کاٹ دیا کرو یہ سزا ان کے کسب کرنے کے سبب سے ہے یہ اللہ کی طرف سے اعلان

مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَاَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے پھر جو شخص اپنے کئے ہوئے گناہ پر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسی کی توبہ قبول کر لیتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا مہربان ہے

(پارہ ۶ سورت مائدہ آیت ۳۸-۳۹)

فساد اور لوٹ مار پر توبہ

انسانوں میں سے ایسے لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرنے کی کوشش کرتے پھرتے ہیں یعنی وہ لوگ جو اسلامی حکومت میں قتل و غارت بغاوت رہزنی یا ڈاکہ کی وارداتیں کرتے ہوں تو ایسے لوگوں کے لئے حکم ہے کہ ان کو سزا دی جائے فساد اور قتل کرنے والوں کی سزا یہ ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے یا ان کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں یا ایسے لوگوں کو جلاوطن کر دیا جائے یہ تو دنیاوی سزائیں تھیں لیکن مگر آخرت میں ایسے فسادی لوگوں کے لئے سخت سزا ہوگی جس کا انسان اندازہ بھی نہیں لگا مگر قتل و غارت اور فساد برپا کرنے والوں میں سے جو لوگ فساد پر قابو پانے سے پہلے توبہ کرلیں۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو معاف فرما دے گا۔

اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

مگر جو لوگ توبہ قبول کرلیں قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پاؤ پس جان لو اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔

(پارہ نمبر ۶ سورت المائدہ آیت ۳۴)

سود سے توبہ کا حکم

سود ایک بہت بری لعنت ہے چنانچہ اللہ نے سود کو پسند نہیں کیا اور سود خور پر سخت وعید ہے چنانچہ ارشاد

باری ہے کہ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قبروں سے اس طرح اٹھیں گے جیسے کہ ان کو شیطان
نے آسیب پہنچا کر دیوانہ بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا کہ بیع بھی سود کی مانند ہے
ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ جس نے سود کھایا تو ایسے لوگ دوزخی ہیں وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے
سود کے عذاب سے بچنے کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ ہے کہ سود کھانے
سے اگر کوئی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمائے گا اور اس طرح وہ آخرت میں سود
کے عذاب کی وعید سے بچ سکتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ○ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ○

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم مومن ہو اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور اگر توبہ کر لو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہے نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

(پارہ سوم سورت لبقرہ آیت ۲۷۸/۲۷۹)

سود کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے اور آخرت میں سود کھانے پر سخت وعید ہے
چنانچہ ارشاد باری ہی ہے کہ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قبروں سے نہیں اٹھیں گے مگر جس طرح
کہ وہ شخص اٹھتا ہے جس کو شیطان نے آسیب پہنچا کر دیوانہ بنا دیا ہو یہ اس لئے کہ انہوں
نے کہا کہ بیع بھی سود کی مانند ہے ایک اور جگہ یہ ارشاد ہے کہ جس نے سود کھایا تو ایسے ہی
لوگ دوزخی ہیں وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے سود کھانے سے اگر کوئی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ
اس کو معاف فرمائیں گے اور اس طرح وہ آخرت کی وعید سے بچ سکتا ہے۔

احادیثِ توبہ و استغفار

۱۔ حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ ایک شخص رسول اکرم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میں زبان دراز ہوں اور اپنے اہل وعیال پر زبان درازی کرتا رہتا ہوں آپ نے فرمایا تم استغفار کیوں نہیں پڑھتے میں تو دن رات میں ۱۰۰ مرتبہ استغفار پڑھتا ہوں۔

۲۔ حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا میرے قلب پر گھٹا چھائی رہتی ہے اس لئے میں روزانہ ۱۰۰ مرتبہ استغفار کرتا ہوں

۳۔ حضرت ابوہریرہ ہی کی روایت کردہ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول پاک نے ارشاد فرمایا میں دن میں ۷۰ مرتبہ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

۴۔ حضرت اغر بن یسارؓ سے روایت ہے کہ رسول پاک نے فرمایا کہ اے لوگو اللہ کے آگے توبہ کیا کرو اور مغفرت چاہا کرو میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں۔

۵۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اگر ابن آدم کے پاس سونے کی ایک وادی بھی ہو تب بھی چاہے گا کہ اس کے پاس وادیاں ہوں اس کی ہوس کا منہ تو قبر کی مٹی کے سوا اور کوئی نہیں بھر سکتا اور اللہ تعالیٰ اسی پر مہربان ہوتا ہے جو توبہ کرتا ہے۔

۶۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول پاک نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دو آدمیوں کے انجام کے بارے میں تبسم فرماتا ہے جن میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے اور قاتل ومقتول دونوں جنت میں جاتے ہیں وہ اس طرح کہ ایک مسلمان اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا دوسرے کافر کے ہاتھ سے شہید ہوتا ہے اس قاتل کو اللہ کفر وشرک

سے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما دیتا ہے وہ کفر و شرک سے توبہ کرتا ہے مسلمان ہو جاتا ہے اور اللہ کی راہ میں لڑتا ہوا شہید ہو جاتا ہے اور جنت میں جاتا ہے۔

۷۔ رسول پاکؐ سے روایت ہے کہ جتنا پیاسے کو ٹھنڈے پانی کا پی لینا آسان ہے اس سے بھی زیادہ توبہ کرنے والے کے نزدیک مر جانا آسان ہے۔

جب بندہ گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے تو خدا اس کے محافظ فرشتوں سے اس کے گناہ فراموش کرا دیتا ہے تاکہ قیامت میں خدا تعالیٰ سے وہ اس حالت میں ملے کہ اس کے گناہ کا کوئی شاہد نہ رہے۔

خدا کو جس بندے کا گناہ پر نادم ہونا معلوم ہوتا ہے اس سے قبل اس کے مغفرت مانگے بخش دیتا ہے۔

خدا کے نزدیک گنہگار کی آواز سے جو اے رب کہتا ہو زیادہ محبوب اور کوئی آواز نہیں اس کے جواب میں فرماتا ہے لبیک اے میرے بندے اے میرے فرشتو میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسے بخش دیا۔

آدم علیہ السلام کی پیدائش کے چار ہزار برس پہلے عرش کے گرد یہ لکھا تھا کہ یقیناً میں بہت بڑا بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے ایمان لائے نیک عمل کرے پھر ہدایت پر رہے۔

۹۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ہم سے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو مرنے سے پہلے توبہ کرو اور قبل اس کے ضعف یا بیماری کی وجہ سے عاجز ہو جاؤ نیک اعمال میں عجلت کرو اللہ سے اپنا تعلق جوڑو تو کامیاب ہو جاؤ گے خیرات زیادہ کرو تمہارے رزق میں فراخی ہوگی دوسروں کو بھلائی کا حکم دو محفوظ رہو گے بری باتوں سے لوگوں کو روکو تمہاری مدد کی جائے گی۔

۱۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ابلیس کو جب زمین پر اتارا گیا تو کہنے لگا الٰہی تیری عزت اور جلال کی قسم آدمی کے جسم میں جب تک جان رہے گی۔ میں برابر اس

کو بھکاتا رہوں گا پروردگار نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جب تک موت کی آخری ہچکی اسے نہ آجائے میں بندے کی توبہ قبول فرماتا رہوں گا۔

۱۰۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ایک شخص حضورؐ کی مجلس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ مجھ سے ایک بڑا گناہ سرزد ہو گیا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو اس نے کہا کہ میں استغفار کر لیتا ہوں پھر دوبارہ ویسا ہی گناہ کرتا ہوں آپؐ نے فرمایا کہ جب بھی گناہ کا ارتکاب کیا کرو تو توبہ کیا کرو یہاں تک کہ شیطان ذلیل و خوار ہو جائے اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی معافی تیرے گناہوں سے بہت زیادہ ہے

۱۱۔ حضورؐ نے فرمایا کہ بندہ گناہ کرتا ہے اور وہ گناہ اس کو بہشت میں لے جاتا ہے کیونکہ گناہ اس کی نظر کے سامنے رہتا ہے جس سے اس کو ندامت اور شرمندگی محسوس ہوتی ہے اور وہ اللہ سے مغفرت چاہتا ہے بالآخر وہی گناہ اسے بہشت میں لے جانے کا موجب بن جاتا ہے۔

۱۲۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہو جاتا ہے اور گناہ کا ارتکاب کرنے کے باوجود رب سے معافی طلب کرنے والا گویا اپنے رب سے مذاق کرتا ہے جب کوئی بندہ کہتا ہے اللہ میں استغفار کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں اور اس کے بعد پھر گناہ کرتا ہے پھر یہی کہتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے تو تین بار گناہ کرنے کے بعد اس کے گناہ کو صغیرہ ہونے کے باوجود کبیرہ کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے

۱۳۔ رسول پاکؐ نے فرمایا کہ داہنے بازو کا فرشتہ بائیں بازو کے فرشتے پر حاکم ہے جب بندہ نیکی کرتا ہے تو دائیں بازو کا فرشتہ اس کی دس نیکیاں لکھ لیتا ہے اور جب بندہ برائی یعنی گناہ کرتا ہے۔

۱۴۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس قادر مطلق کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر تم اتنی خطائیں بھی کرو کہ ان خطاؤں سے زمین و آسمان بھر جائیں اور پھر تم اللہ سے مغفرت

علیہ سلام نے خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اے آدم آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ قبول کی یہ سن کر آدم علیہ سلام نے فرمایا کہ اے جبرائیل اس توبہ کے بعد بھی اگر باز پرس ہوئی تو پھر میرا ٹھکانہ نہیں اس وقت وحی نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم تم نے اپنی نسل کو مشقت تکلیف اور توبہ کا وارث بنایا ہے تو اب جو کوئی مجھے پکارے گا میں لبیک فرماؤں گا جس طرح میں نے تمہارے لئے لبیک کہا تھا اور جو کوئی مجھ سے مانگے گا میں عطا کرنے میں بخیلی نہیں کروں گا کیونکہ میں تو قریب ہوں اور قبول کرنے والا ہوں اے آدم میں گناہوں سے توبہ کرنے والوں کو جنت میں جمع کر دوں گا اور ان کو ان کی قبروں سے شاداں و فرحاں اٹھاؤں گا اور ان کو ان دعاؤں کی قبولیت کے باعث قبروں سے شاد نکالوں گا۔

حضرت نوح کی قوم کو استغفار کا حکم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے حضرت نوح علیہ سلام کو جب ان کی قوم کی طرف بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ اپنی قوم کے لوگوں کو اللہ سے ڈراؤ اور اللہ کے عذاب سے خبردار کرو۔ حضرت نوح نے اپنی قوم کو آ کر کہا کہ دیکھو میں تمہارا پیغمبر ہوں اور تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ تم تین باتوں پر عمل کرو۔ اولاً اللہ کی بندگی کرو دوسرے اللہ سے ڈرو اور تیسرے رسول کی اطاعت کرو جب تم ان باتوں پر عمل کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف فرما دے گا اور تمہیں ایک وقت مقررہ تک باقی رکھے گا مگر قوم نے آپ کی بات نہ مانی تو حضرت نوح نے اللہ سے عرض کی کہ میں نے اپنی قوم کے لوگوں کو شب و روز پکارا مگر میری پکار کا ان پر اثر نہ ہوا بلکہ ان کی شرارتوں میں اضافہ ہوا اور میں نے ان کو بلایا تاکہ تو انہیں معاف کر دے مگر انہوں نے میری بات تک سننا گوارا نہ کی اور اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اور اپنے کپڑوں سے منہ ڈھانپ لئے یعنی آپ کی شکل دیکھنا پسند نہ کرتے تھے تاکہ جب ان سے ملیں گے تو ان کی بات سننا پڑے گی۔ اس لئے

نظر بچاتے تھے۔

حضرت نوح علیہ سلام کی قوم اپنے بُرے کاموں پر ڈٹی رہی اور تکبر کرتے رہے

حضرت نوح علیہ سلام نے ان کو ازحد سمجھایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے حضور معافی مانگو اور اپنے گناہوں پر توبہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور جب تم اللہ سے توبہ کرو گے۔ تو اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کر کے تمہیں مال اور اولاد سے نوازے گا تمہیں اپنی نعمتوں سے مالا مال کرے گا تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے نہریں جاری کرے گا مگر وہ قوم اپنی روش پر ڈٹی رہی اور توبہ کی طرف نہ آئی اور عذاب کی مستحق ٹھہری ارشاد باری ہوا۔

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝

میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگو بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا ہے

حضرت نوح علیہ سلام کا استغفار

آپ کی قوم نے جب حق پرستی کی باتیں نہ مانی اور کافروں نے آپ کو جھٹلایا اور آپ کو بے پناہ مذاق اور ٹھٹھا کیا اور آپ کو اتنا ذہنی دکھ پہنچایا کہ آپ کو ان پر سخت غصہ آیا تو آپ کی بددعا سے اللہ تعالیٰ نے تمام اہل مشرق و مغرب کو غرق کر دیا اور یہ عذاب ایک پانی کے طوفان کی صورت میں تھا جس میں بنی نوع انسان کے ساتھ چرند پرند بھی صفحہ ہستی سے مٹ گئے اس طوفان میں ان کا ایک نافرمان بیٹا بھی غرق ہوا جس کو بچانے کے لئے نوح علیہ سلام نے اس کی جانب توجہ فرمائی تھی لیکن بارگاہ الٰہی کے ارشاد پر اللہ سے معافی کی دعا مانگی۔

آپ ہی آدم ثانی تھے اور پھر آپ ہی کی اولاد سے نسل انسانی پھیلی مگر آپ کے دل میں احساس پیدا ہوا اور آپ نے بارگاہِ رب العزت میں اس طرح دعا مانگی

قَالَ رَبِّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اَسْئَلَكَ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ وَتَرْحَمْنِیْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ۝
(پارہ ۱۲، سورۃ ھود آیت ۴۷)

اے رب میرے میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے ایسی درخواست کرتا ہوں جس کا مجھے علم نہیں اور اگر تو نے مجھے نہ بخشا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں خسارے میں رہوں گا

حضرت ابراہیم علیہ سلام کا واقعہ

حضرت ابراہیم علیہ سلام اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی دوستی کے لئے منتخب فرمایا اور پھر ان کو پیغمبروں اور نبیوں کا پیشوا بنایا ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ سلام کی اولاد میں چار ہزار پیغمبر ہوئے۔

حضرت ابراہیم علیہ سلام نے اپنے باپ کی بخشش کے لئے دعا کی اور کہا کہ میرے باپ کو بخش دے یقیناً وہ گمراہوں سے تھا لیکن آپ کا باپ شرک کی حالت میں فوت ہوا تھا اور شرک کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کو آپ کے مشرک باپ کے لئے دعا کرنا پسند نہ آیا اس پر حضرت ابراہیم علیہ سلام کو احساس پیدا ہوا کہ اصولاً انہیں اپنے باپ کے لئے دعا نہیں کرنا چاہیئے تھی اس پر حضرت ابراہیم علیہ سلام نے اللہ کی پاکیزگی بیان کی اور اس طرح اپنی مناجات پیش کیں۔

الذی خلقنی فھو یھدین والذین ھو یطعمنی ویسقین واذا مرضت فھو یشفین والذی یمیتنی ثم یحیین والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین

وہ خدا جس نے مجھے پیدا کیا وہی مجھے صراط مستقیم دکھلاتا ہے وہ خدا جو مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور جب بیمار ہو جاتا ہوں تو مجھے شفا عطا کرتا ہے اور وہ خدا جو مجھے موت دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا وہ ذات جس سے میں قیامت کے دن اپنی خطاؤں کی بخشش کی امید رکھتا ہوں۔ حضرت ابراہیم کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ ہی کی ذات ایک ایسی ذات ہے جس سے اپنی کوتاہیوں اور غفلتوں پر بخشش کی امید لگائی جا سکتی ہے۔

حضرت داؤد علیہ سلام کا استغفار

حضرت داؤد علیہ سلام کے ساتھ بھی ایک ایسا واقعہ گزرا ہے جس وقت آپ سجدہ ریز ہوئے اور اللہ سے استغفار کیا اور وہ واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دفعہ آپ اپنے گھر میں تھے اور عبادت خانے میں تھے کہ آپ کے سامنے ایک دم دو آدمی ظاہر ہوئے جو آپس میں جھگڑ رہے تھے اور ان کا جھگڑا یہ تھا کہ ایک کے پاس ننانوے دنبیاں تھیں اور دوسرے کے پاس صرف ایک اور ننانوے دنبیوں والا زبردستی اس کی ایک دنبی چھین کر سو کرنا چاہتا تھا جب آپ نے یہ تکرار سنی تو آپ کے ذہن میں آیا کہ یہ تو ظلم ہے کہ ننانوے دنبیوں والا اس کی ایک دنبی پر بھی قبضہ کرے اس کے فوراً بعد حضرت داؤد علیہ سلام نے سوچا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ محل کے باہر تو پہرہ ہے اور یہ دیوار پھاند کر کس طرح اندر آگئے ہیں اور پھر فوراً غائب ہوگئے یہ تو کوئی اللہ کے بھیجے ہوئے تھے جنہوں نے حضرت داؤد علیہ سلام کے سامنے اس واقعہ سے کسی حقیقت کی رہنمائی کی کہ ان کے پاس اتنی بڑی عظیم الشان حکومت ہے پھر ان کی اپنی انفرادی زندگی ہے جس میں بہت سی آزمائش اور امتحان ہیں چنانچہ حضرت داؤد علیہ سلام پر اس واقعہ سے ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ آپ اللہ کے حضور سر بسجود ہوگئے اور طلبِ مغفرت کرتے ہوئے اعتراف کرنے لگے کہ خدایا اس عظیم المرتبت ذمہ داری سے سبکدوش ہونا بھی میری طاقت سے باہر ہے جب تک کہ تیری مدد شامل حال نہ ہو اللہ تعالیٰ کی ذات کو حضرت داؤد کا یہ عمل پسند آیا اور اس کی مغفرت نے ان کو اپنی آغوش میں ڈھانپ لیا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کی اپنے بیٹوں کے لئے مغفرت کی دعا

حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی تمام اولاد میں حضرت یوسف علیہ السلام سے بے پناہ محبت رکھتے تھے اور وہ والہانہ محبت حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں

کہ ایک آنکھ بھی نہ بھاتی تھی اور وہ ہر وقت اس فکر میں تھے کہ کسی نہ کسی طریقے سے حضرت یوسف کو اپنے والد کی نظر سے ہٹا دیں تاکہ قصہ پاک ہو جائے چنانچہ حضرت یوسف کے بھائی آپ کو جنگل کی سیر کرانے کے بہانے لے گئے بھائیوں نے آپس میں مشورہ کر کے آپ کو ایک کنوئیں میں ڈال دیا جس میں پانی نہ تھا اور عرصہ سے خشک پڑا تھا اور واپسی پر اس کی قمیض کو کسی جانور کا خون لگا کر لے آئے اور حضرت یعقوب سے کہنے لگے کہ یوسف کو ایک بھیڑیا اٹھا کر لے گیا ہے حضرت یعقوب کو اس واقعہ سے بہت دکھ ہوا اور آپ نے بیٹے کی جدائی میں اتنی گریہ زاری کی کہ آپ کی آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔

آخر کار جب یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ بن گئے تو قحط سالی کی بنا پر آپ کے بھائی آپ سے غلہ لینے کے لئے آئے تو اس وقت آپ کو اپنے بھائیوں اور باپ کے حالات معلوم ہوئے اور یہ بھی پتہ چلا کہ میرے باپ کی جدائی کے صدمہ کی وجہ سے بینائی جاتی رہی ہے تو آپ نے اپنے بھائیوں کو اپنا پیراہن دیا اور کہا کہ یہ والد کی آنکھوں پر ڈال دینا انشاء اللہ شمیم یوسف ان کی آنکھوں کو روشن کر دے گی کنعان میں واپس آئے پر حضرت یعقوب کے بڑے بیٹے یہودا نے آپ کی آنکھوں پر پیراہن یوسف کو ڈالا تو آپ کی آنکھیں روشن ہو گئیں یہودا وہی تھے جس نے پہلے حضرت یوسف کو کنوئیں میں پھینک کر جھوٹ موٹ کا خون آلودہ کرتہ حضرت یعقوب کی خدمت میں پیش کیا تھا اور آج اس برائی کے بدلے میں پیراہن یوسف بھی انہوں نے باپ کی آنکھوں پہ ڈالا تاکہ برائی کا بدلہ اچھائی سے بدل جائے اور خوش خبری کی سعادت اس کے ہاتھوں انجام پائے۔

حضرت یعقوب کی جب آنکھیں روشن ہو گئیں اور بچوں سے کہنے لگے دیکھو میں ہمیشہ تم سے کہا کرتا تھا کہ خدا کی بعض وہ باتیں میں جانتا ہوں جن سے تم بے خبر ہو میں تم سے کہا کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ میرے یوسف کو ضرور مجھ سے ملائے گا ابھی تھوڑے دنوں کا ذکر

ہے کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ مجھے آج میرے یوسف کی خوشبو آرہی ہے اب بیٹے شرم و ندامت میں غرق ہو کر سر جھکائے بولے اے باپ آپ خدا کی بارگاہ میں ہمارے گناہوں کی مغفرت کے لیے دعا فرمایئے کیونکہ اب یہ تو ظاہر ہو چکا ہے کہ ہم سخت خطاکار اور قصور وار ہیں حضرت یعقوب علیہ اسلام نے فرمایا عنقریب میں اپنے رب سے تمہارے لئے مغفرت کی دعا کروں گا بلاشبہ وہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے اور مجھے اپنے رب سے یہ بھی امید ہے کہ وہ تمہاری خطائیں معاف فرما دے گا۔ اس لئے وہ بخششوں اور مہربانیوں والا ہے توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرما لیا کرتا ہے میں سحری کے وقت تمہارے لئے استغفار کروں گا۔

قرآن میں اس طرح بیان ہوا ہے۔

حضرت یوسف علیہ اسلام کا بھائیوں کے لئے استغفار

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی کنعان میں

قحط سالی کی وجہ سے آپ کے پاس پہنچے تو اس وقت آپ کے بھائیوں کی حالت عاجزانہ اور بے بس تھی آپ کے بھائیوں نے آپ کے سامنے اپنے مصائب اور دکھوں کا ذکر کیا پرانی داستان کو دھرایا والد بزرگوار کی حالت بیان کی تو حضرت یوسف علیہ اسلام کو اپنے سابقہ دکھ یاد آگئے اور ان سے پوچھا تم نے جہالت میں اپنے بھائی یوسف کے ساتھ کیا کیا تھا۔

اس ملاقات سے پہلے بھی آپ کی اپنے بھائیوں سے ملاقات ہوئی تھی لیکن آپ کو اللہ کا حکم تھا کہ اپنے آپ کو ظاہر نہ کریں اس مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ اسلام کو حکم دیا کہ وہ اپنے آپ کو اپنے بھائیوں پر ظاہر کر دیں کہ میں آپ کا بھائی ہوں اس پر آپ کے بھائی چونک پڑے کیونکہ ان کے سامنے اگلے پچھلے حالات آگئے اور حضرت یوسف علیہ اسلام نے کہا کہ میں یوسف ہوں اور بنیامین میرا سگا بھائی

ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم بچھڑنے کے بعد مل گئے اب تو بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی فضیلت اور بزرگی کا اقرار کر لیا کہ واقعی صورت و سیرت کے اعتبار سے آپ ہم پر فوقیت رکھتے ہیں ملک و مال کے اعتبار سے بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر فضیلت دی اس پر دور سے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آج کے دن کے بعد تمہیں یہ خطا یاد بھی نہ دلاؤں گا میں تمہیں کبھی بھی نہیں جھڑکوں گا نہ تم پہ کوئی الزام لگاتا ہوں نہ تم پر کوئی اظہار کرتا ہوں بلکہ میری دعا ہے کہ خدا بھی تمہیں معاف کرے بھائیوں نے عذر پیش کیا آپ نے قبول فرما لیا اللہ تعالیٰ تمہاری پردہ پوشی کرے اور تم نے جو کیا ہے اسے بخشش دے اور قرآن نے اس پہ یوں بیان کیا گیا ہے

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ۖ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ۝

(پارہ ۱۳ سورت یوسف آیت ۹۲)

جواب دیا آج تم پر کوئی خفگی نہیں نہ الزام اللہ تمہیں بخشدے وہ سب مہربانوں سے مہربان ہے

فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَىٰ وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا ۖ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ۝ قَالَ سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۖ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝

(پارہ نمبر ۱۳ سورت یوسف آیت ۹۸/۹۶)

جب خوش خبری دینے والے نے پہنچ کر ان کے منہ پر کرتا ڈالا اسی وقت وہ پھر سے بینا ہو گئے کہنے لگے کیا میں تم سے نہ کہا کرتا تھا کہ میں خدا کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے وہ کہنے لگے آپ ہمارے گناہوں کی بخشش طلب کیجئے بالیقین ہم قصوروار ہیں اچھا میں تمہارے لئے اپنے پروردگار سے بخشش مانگوں گا وہ بہت بڑا بخشنے والا نہایت رحیم ہے۔

نہ تم پر کوئی الزام لگاتا ہوں نہ تم پر کوئی اظہار کرتا ہوں بلکہ میری دعا ہے کہ خدا بھی نہیں معاف کرے بھائیوں نے عذر پیش کیا آپ نے قبول فرما لیا اللہ تعالیٰ تمہاری پردہ پوشی کرے اور تم نے جو کیا ہے اسے بخشش دے اور قرآن نے اس پر یوں بیان کیا ہے

حضرت یونس علیہ اسلام کی توبہ

حضرت یونس علیہ اسلام نینوا کے علاقے میں لوگوں کو راہ ہدایت پر لانے کے لئے سرگرم عمل تھے۔

آپ نے لوگوں کے بُرے اعمال کو دیکھا تو انہیں خدا کے راستے کی دعوت دی لیکن قوم ایمان نہ لائی اور آپ لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈراتے تھے لیکن لوگ اسے حقیقت اور سچ نہ تسلیم کرتے تھے آپ نے اللہ کے حضور دعا کی کہ ان پر عذاب نازل کر مگر اس مدت کے دوران عذاب نازل نہ ہوا اور آپ اللہ کے حکم کے بغیر ہی دل برداشتہ ہو کر وہاں سے چل دیئے۔ اسی اثناء میں آسمان سے ایک سیاہ رنگ کے دھواں کی مانند عذاب نازل ہونا شروع ہوا وہاں کے لوگوں کو یقین ہو گیا اُن کا پیغمبر جھوٹ نہیں کہتا تھا لہٰذا یہ عذاب ہمارا سب کچھ ہلاک کر دے گا چنانچہ نینوا کا بادشاہ بمعہ اپنی رعایا یعنی سب چھوٹے بڑے جانوروں سمیت شہر سے باہر آ گئے اور اللہ کے حضور میں گریہ زاری کرنے لگے اور سجدہ ریز ہوئے اور اللہ کے احکامات کو نہ ماننے پر معافی مانگنے لگے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کی وجہ سے اس قوم سے عذاب اٹھا لیا۔

حضرت یونس علیہ اسلام دریا کے کنارے پہنچ کر ایک کشتی میں سوار ہو گئے اور جب کشتی گہرے دریا میں گئی تو وہاں طوفان کے آثار نمودار ہوئے قریب تھا کہ کشتی ڈوب جاتی چنانچہ فیصلہ یہ ہوا کہ کسی آدمی کو دریا میں ڈال دیا جائے تاکہ وزن کم ہو جائے قرعہ ڈالا تو حضرت یونس علیہ اسلام کا نام نکلا کشتی والوں نے آپ کو دریا میں ڈالنا پسند نہ کیا چنانچہ دوبارہ قرعہ ڈالا گیا تو پھر آپ کا نام نکلا حتی کہ تین مرتبہ آپ کا نام نکلا اور حضرت یونس کو دریا میں کودنا پڑا جب آپ کود ے تو ایک بڑی مچھلی نے آپ کو نگل لیا اور اللہ کے حکم سے

آر ... ننگے پیر ... رہے اور اس مچھلی کا پیٹ ایک تنور کی طرح تھا اور آپ نے اس مچھلی پیٹ میں اپنے اللہ تعالیٰ کو پکارا اور آپ نے دریا کی تہ میں کنکریوں کی تسبیح سنی اور خود بھی تسبیح کرنا شروع کی آپ مچھلی کے پیٹ میں جاکر پہلے تو سمجھے کہ میں مرگیا پھر پیر کو ہلایا تو وہ ہلا یقین ہوا کہ میں زندہ ہوں وہیں سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے بارگاہ رب العزت میں نے تیرے لئے اس جگہ کو مسجد بنایا جسے اس سے پہلے کسی نے جائے سجود نہ بنائی ہوگی۔ اور آپ نے اسی وقت اللہ کے حضور میں استغفار پڑھی اور اس آیت کا ورد کیا۔

لَا اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

نہیں کوئی معبود مگر تو پاک ہے بیشک میں ظالموں میں سے ہوں

تین دن کے بعد اللہ نے آپ کا استغفار قبول کیا اور آپ کو مچھلی کے پیٹ سے نکالا اور پھر عزت سے نوازا۔ حضرت یونس علیہ السلام کے استغفار کے ورد کی آیت اللہ کے نزدیک بہت پسند ہے چنانچہ آج بھی اگر کوئی انسان خلوص دل سے اس آیت کو پڑھے تو اس کو وسیلہ بخشش پالے گا۔

حضرت ہود علیہ السلام کی قوم کو استغفار کا حکم

اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو جس قوم کی طرف نبی بنا کر بھیجا آپ نے اس قوم کو خدا کی وحدت کی دعوت دی اور لوگوں کو کہا کہ صرف ایک خدا کی پوجا کرو اور دوسروں کو چھوڑ دو اور لوگوں کو کہا کہ میں اس دعوت کا تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا میرا اجر تو مجھے میرا رب دے گا جس نے مجھے بنایا ہے۔ پھر حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو بتلایا کہ تم استغفار میں لگ جاؤ اور گزشتہ گناہوں کی معافی مانگو اور توبہ کرو کہ آئندہ گناہ نہیں کرو گے اگر یہ دونوں باتیں تم میں پیدا ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ تمہیں طرح طرح کی نعمتوں سے نوازے گا کیونکہ ہر مشکل کی نجات کے لئے استغفار سب سے اعلیٰ چیز ہے۔

حضرت صالح علیہ اسلام

حضرت صالح علیہ اسلام قوم ثمود کی طرف نبی بن کر آئے تھے آپ نے قوم سے کہا کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اسی نے انسان کو مٹی سے پیدا کیا اور پھر اسی نے انسانوں کو اپنے فضل و کرم سے زمین میں بسایا انہیں بے شمار نعمتوں سے نوازا مگر آپ کی قوم نے کفر و شرک کیا اور آپ کو نبی برحق ماننے سے انکار کر دیا مگر صالح علیہ اسلام نے ان کو ڈرایا کہ ایمان لاؤ اور ایمان لانے میں کوتاہی نہ کرو ورنہ عذاب نازل ہوگا چنانچہ حضرت صالح نے قوم کو کہا کہ اللہ کے حضور توبہ کرو اور بت پرستی کو چھوڑ کر ایک خدا پر ایمان لاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کی توبہ قبول کرنے والا ہے قرآن پاک میں حضرت صالح علیہ اسلام نے قوم کو ذیل کے الفاظ سے توبہ کرنے کے لئے کہا

فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ

(پارہ نمبر ۱۲ سورت ہود آیت ۶۱)

پس بخشش مانگو اپنے پروردگار سے پھر اسی کی طرف توبہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ سب کے قریب اور دعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔

حضرت صالح علیہ اسلام کی قوم نے حق کو تسلیم نہ کیا اور نہ توبہ نہ کی۔ حضرت صالح کی قوم دو گروہوں میں بٹ گئی تھی آپ نے اپنی قوم کو کہا کہ تم اللہ کی رحمت کی بجائے عذاب کیوں مانگتے ہو۔ تو اللہ نے عذاب کے ذریعہ ان کی بستیوں کو تباہ کر دیا۔

لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

پارہ ۱۹ سورت نمل آیت ۴۶

تم اللہ سے استغفار کیوں نہیں کرتے کیونکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حضرت سلیمان علیہ سلام کے استغفار کا قصہ

حضرت سلیمان علیہ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے آزمائش میں ڈال دیا اس کی بہت سی وجوہات بیان کی جاتی ہیں لیکن ان میں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ

حضرت سلیمان علیہ اسلام کی ایک بیوی جس کا نام امینہ تھا اس کو اپنے باپ سے بہت پیار تھا چنانچہ اس بیوی نے سلیمان کے گھر اپنے باپ کا بت بنا کر اس کی پرستش کی جس سے آپ بے خبر رہے اور پیغمبر کے گھر میں اللہ کو شرک کی یہ کارگزاری پسند آئی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ اسلام کو کچھ عرصے کے لئے تخت سے محروم کر دیا گیا اور ایک آزمائش میں ڈال دیا اس آزمائش کے دوران حضرت سلیمان علیہ اسلام نے اللہ کے حضور بخشش اور استغفار کی دعا کی بعض مبصرین اسرائیلی روایت سے اختلاف کرتے ہیں واللہ اعلم بالثواب اس آزمائش کے بارے میں قرآن کی سورت صٓ میں ہے کہ "ہم نے سلیمان کی آزمائش کی اور ان کے تخت پر ایک جسم ڈال دیا پھر اس نے رجوع کیا کہ خدایا مجھے بخش دے اور مجھے بادشاہی عطا کر جو میرے سوا کسی شخص کے لائق نہ ہو اور تو بڑا ہی دینے والا ہے پس ہم نے ہوا کو ان کے ماتحت کر دیا وہ آپ کے حکم سے جہاں آپ چاہتے پہنچا دیا کرتی تھی طاقت ور جنات کو بھی ان کا ماتحت کر دیا ہر عمارت بنانے والے اور غوطہ خور کو بھی اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے"

ابن کثیر میں حضرت سدی کے حوالے سے یوں بیان ہے کہ حضرت سلیمان علیہ اسلام کی ۱۰۰ بیویاں تھیں آپ کو سب سے زیادہ اعتبار ان میں سے ایک بیوی پہ تھا جن کا نام جراوہ تھا جب جنبی ہوتے یا رفع حاجت کے لئے جاتے تو آپ اپنی انگوٹھی جس پہ اسم اعظم لکھا تھا اللہ پاک کی طرف سے دی گئی تھی۔ ان ہی کو سونپ جاتے ایک مرتبہ آپ پاخانے گئے پیچھے سے ایک شیطان آپ کی سی صورت بنا کر آیا اور بیوی صاحبہ سے انگوٹھی طلب کی آپ نے دے دی یہ اس کو لیتے ہی تخت پر بیٹھ گیا اب جو حضرت سلیمان آئے تو وہ انگوٹھی طلب کی تو بیوی صاحبہ نے کہا آپ انگوٹھی تو لے گئے آپ سمجھ گئے کہ یہ خدا کی آزمائش ہے نہایت پریشان حال میں محل سے نکل گئے اس شیطان نے چالیس دن تک حکومت کی اور نئے نئے طرح طرح کے احکامات صادر کئے ان

احکامات کی تبدیلی کو دیکھ کر علماء نے سمجھ لیا کہ یہ سلیمان نہیں چنانچہ ان علماء کی جماعت آپ کی بیویوں کے پاس آئی اور ان سے کہا یہ کیا معاملہ ہے ہمیں سلیمان کی ذات پر شبہ پیدا ہو گیا ہے اگر یہ واقعی سلیمان ہیں تو ان کی عقل جاتی رہی ہے یا کہ یہ سلیمان نہیں ورنہ ایسے خلاف شرع احکام نہ دیتے عورتیں یہ سن کر رونے لگیں اور یہ لوگ وہاں سے واپس آ گئے اور تخت کے اردگرد اسے گھیر کر بیٹھ گئے اور توریت کھول کر اس کی تلاوت شروع کر دی یہ خبیث شیطان کلام خدا سے بھاگا اور جاتے ہوئے انگوٹھی سمندر میں پھینک دی جسے ایک مچھلی نگل گئی حضرت سلیمان یوں ہی اپنے دن گزار رہے تھے ایک مرتبہ سمندر کے کنارے نکل گئے بھوک بہت لگی ہوئی تھی ماہی گیروں کو مچھلیاں پکڑتے ہوئے دیکھ کر ان کے پاس آ کر ان سے ایک مچھلی مانگی اور اپنا نام بتایا اس پر بعض لوگوں کو طیش آیا کہ دیکھو بھیک مانگنے والا اپنے آپ کو سلیمان بتاتا ہے انہوں نے آپ کو مارنا پیٹنا شروع کیا آپ زخمی ہو گئے اور ایک کنارے جا کر اپنے زخم کا خون دھونے لگے بعض ماہی گیروں کو آپ پر رحم آ گیا کہ ایک سائل کو خواہ مخواہ مارتے جا رہے ہو بھئی اسے مچھلیاں دے دو بے چارہ بھوکا ہے بھون کھائے گا چنانچہ انہوں نے مچھلیاں آپ کو دے دیں بھوک کی وجہ سے آپ اپنے زخموں کو اور خون کو تو بھول گئے اور جلدی سے مچھلی کا پیٹ چاک کرنے بیٹھ گئے خدا کی قدرت سے مچھلی کے پیٹ سے وہ انگوٹھی نکل آئی آپ نے خدا کی تعریف بیان کی اور انگوٹھی انگلی میں ڈال لی اسی وقت پرندوں نے آ کر آپ کے سر پر سایہ کر دیا اور لوگوں نے پہچان لیا اور آپ سے عذر معذرت کرنے لگے آپ نے فرمایا یہ سب امر ربی تھا خدا کی طرف امتحان تھا پھر آپ اپنے محل میں تشریف لے آئے اور اپنے تخت پر بیٹھ گئے اور حکم دیا کہ اس شیطان کو جہاں بھی ہو گرفتار کر کے لاؤ چنانچہ اسے قید کر لیا گیا آپ نے اسے ایک لوہے کے صندوق میں بند کر دیا اور قفل لگا کر مہر لگا دی اور سمندر میں پھینکوا دیا جو قیامت تک وہیں قید رہے گا۔

اس قصے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام پر جب آزمائش کا وقت آیا تو انہوں نے بھی اللہ کے حضور اپنی لغزشوں کی معافی مانگی اور اس پر بخشش کی دعا کی جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اس آزمائش کو ختم کر کے آپ کو دوبارہ تخت اور بادشاہت پر بیٹھا دیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا استغفار

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شمار اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں میں ہوتا ہے آپ جب جوانی کی عمر کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو حکمت اور قوت عطا فرمائی اسی زمانے کا ایک واقعہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر میں یعنی مصر میں تھے اور لوگ اپنے اپنے کام میں مصروف تھے تو آپ نے وہاں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا ایک بنی اسرائیل میں سے تھا اور دوسرا آپ کے مخالفین یعنی فرعونیوں میں سے تھا اور اس کو قبطی کہتے تھے دونوں کسی بات پر آپس میں جھگڑا کر رہے تھے اسرائیلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبطی کی شکایت کی کہ اس نے اس پر ظلم کیا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اولاً قبطی کو سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ اپنی زیادتی سے باز نہ آیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو تادیباً سمجھانے کے لئے اور ظلم سے باز رکھنے کے لئے ایک گھونسا رسید کیا وہ قبطی فوراً مر گیا حضرت موسیٰ علیہ السلام خلاف توقع نتیجہ سے بہت گھبرائے اور کہنے لگے یہ تو شیطانی حرکت ہے اور شیطان انسان کا کھلم کھلا دشمن ہے تو ندامت کے سبب آپ استغفار پڑھنے لگے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرنے لگے کہ میرے پروردگار مجھ سے قصور ہو گیا اور مجھے معاف فرما چنانچہ اللہ تعالیٰ سے التجا کرنے لگے کہ خدایا تو نے مجھے جاہ و عزت بزرگی اور نعمت عطا فرمائی ہے اور میں کبھی بھی مجرموں کی کسی بھی امر میں موافقت اور امداد نہیں کروں گا اور یہ دعا مانگنے لگے۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَغَفَرَلَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝

اے میرے پروردگار میں نے اپنے اوپر ظلم کیا تو مجھے معاف فرما دے اللہ تعالیٰ نے انہیں بخشش دیا

(پارہ ۲۰ سورت القصص آیت ۱۶)

شہر میں قبطی کے قتل کا چرچا ہو گیا مگر اسرائیلی کے علاوہ کوئی بھی اس راز سے واقف نہ تھا اور چونکہ یہ واقعہ اسی کی حمایت میں ہوا تھا اس لئے اس نے اظہار نہ کیا مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گھبراہٹ اور بے چینی رہی چنانچہ دوسرے روز حضرت موسیٰ خوف زدہ اور وحشت کی حالت میں ڈرتے ہوئے شہر میں آئے کہ دیکھیں کیا باتیں ہو رہی ہیں کہیں راز کھل تو نہیں گیا اچانک آپ نے دیکھا کہ وہی اسرائیلی کسی اور سے جھگڑ رہا تھا آپ کو دیکھتے ہی اس نے پھر مدد کے لئے پکارا حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ دیکھ کر اس پر ناخوش ہوئے اور اسے کہا کہ تو شریر آدمی ہے کہ روز لوگوں سے جھگڑا کرتے ہو یہ سنتے ہی وہ گھبرا گیا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعونی کو روکنے کے لئے اس کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا لیکن اس سے قبل آپ اسرائیلی پر خفا ہو چکے تھے تو اس سے اس اسرائیلی کو شبہ ہوا کہ آج مجھ پر حملہ نہ کرنے لگے اور گھبرا کر کہنے لگا اے موسیٰ کیا آج مجھ کو قتل کرنا چاہتے ہو تو اس نے شور مچانا شروع کر دیا کہ یہی موسیٰ ہے جس نے کل ایک شخص کو قتل کیا اور اب میری جان لینے لگا ہے یہ الفاظ ایک فرعونی نے سنے قاتل کی تلاش پہلے ہی ہو رہی تھی اور فرعونی نے حضرت موسیٰ علیہ کے بارے میں فرعون کو بتایا فرعون بہت غصے میں آیا اور دوسرے ساتھیوں سے مشورہ کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی کسی طرح سے ان کے منصوبے کا سراغ مل گیا اور آپ کسی اور طرف نکل گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے لگے کہ اے پروردگار ان ظالموں سے بچا اور مجھے معاف کر دے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی توبہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب کوہ طور پر چالیس دن کے لئے گئے تو ان کی غیر موجودگی میں قوم کے ایک سامری (جادوگر) نے ان کو چاندی اور سونے کا بچھڑا بنا دیا اور کہا کہ اس کی پوجا کرو انہوں نے کہا کہ ہم تو بھولے ہی رہے اسی بچھڑے سے گائے کی آواز بھی آتی تھی قوم اس کے ارد گرد اس کی پوجا کرتی رہی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور سے

واپس آنے اور دیکھا کہ قوم بچھڑے کی پوجا کر رہی ہے تو آپ کو بہت غصہ آیا اور لوگوں کو کہا کہ یہ تم نے کیا کیا ہے۔

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یٰقَوْمِ اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوْبُوْۤا اِلٰى بَارِىٕكُمْ فَاقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِىٕكُمْؕ فَتَابَ عَلَیْكُمْؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝
پارہ ۱ الم سورت البقرہ آیت ۵۴

اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم بچھڑے کو معبود بنا کر تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اب اپنے رب سے توبہ کرو۔ پس اپنے نفس کو مار دو اللہ کے ہاں تمہاری بہتری اسی میں ہے بیشک وہ توبہ قبول کرنے والا رحیم ہے۔

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واپس آکر انہیں احساس دلایا تو انہوں نے کہا کہ غلطی ہو گئی ہے بھول گئے چنانچہ ہم اپنے اللہ سے توبہ کر لیتے ہیں چنانچہ قوم سے ستر آدمیوں کو منتخب کیا گیا۔ وہ طور پر جا کر اللہ کے حضور میں توبہ کرتے ہیں چنانچہ جب وہ طور کے پاس پہنچے تو آدمیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ضد کی کہ اے موسیٰ ہمیں اللہ سامنے دکھاؤ پھر ہم آپ پر کامل ایمان لائیں گے اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ناشکری اور گستاخی پسند نہ آئی تو اللہ نے ان کو وہاں موت دے دی یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حضور میں کہا کہ اب میں واپس جا کر قوم کو کیا جواب دوں اور آپ نے اللہ کے حضور گریہ زاری کی تو اللہ نے دعا قبول کی اور ان کو ایک ایک کر کے دوبارہ زندہ کیا اور ان تمام نے پھر اللہ کے حضور میں توبہ کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں کہا ان کو اپنے نفسوں کو مارنا پڑے گا اور چالیس سال تک ان کو سزا دی جاتی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ سے ان کی توبہ قبول ہو جائے گی چنانچہ ایسے ہی ہوا۔ ان سزا میں موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے لق و دق صحرا میں ابر کا سائبان رہا اور من و سلویٰ کا نزول ہوتا رہا۔

اقوال و واقعاتِ توبہ

توبہ اور استغفار کے بارے میں بزرگانِ دین اور صوفیا عظام سے بے شمار اقوال اور داستان منسوب ہیں جن میں سے چند ایک پیش خدمت ہیں۔

حضرت خواجہ حسن بصریؒ

حضرت خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا ہے کہ توبہ کے چار ستون ہیں ۱۔ زبان سے معافی کا طالب ہونا ۲۔ دل سے پشیمان ہونا ۳۔ اعضاء کو گناہ سے روکنا ۴۔ یہ نیت رکھنا کہ آئندہ ایسا گناہ نہیں کروں گا اور یہ بھی فرمایا کہ توبۃ النصوح یہ ہے کہ توبہ کرے اور جس گناہ سے توبہ کی ہے اس کی طرف پھر نہ لوٹے۔

حضرت رابعہ بصریؒ

آپ نے فرمایا کہ صرف زبان سے توبہ کرنا جھوٹوں کا شیوہ ہے اگر خود بہ خود توبہ کریں تو پھر دوسری توبہ کی حاجت نہیں رہتی ایک اور جگہ پر رابعہؒ فرماتی ہیں کہ میرے استغفر اللہ کہنے میں جو عدم خلوص پایا جاتا ہے اس سے ہی استغفار کرتی ہوں۔

حضرت ذوالنون مصریؒ

آپ فرماتے ہیں کہ عام لوگ گناہ سے توبہ کرتے ہیں اور خواص کی توبہ غفلت سے اور انبیاء کی توبہ اس لئے ہوتی ہے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ جو مرتبہ اوروں نے حاصل کیا ہے یہ اسے حاصل کرنے سے قاصر رہے ہیں مطلب یہ ہے کہ عوام سے ظاہر کے متعلق سوال ہوگا اور خواص سے اعمال کی حقیقت کے متعلق باز پرس ہوگی کیونکہ غفلت عوام کے لئے رکاوٹ اور خواص کے لئے حجاب ہوتی ہے۔

ایک اور جگہ پر آپ فرماتے ہیں کہ گناہوں کو چھوڑے بغیر توبہ کرنا جھوٹوں کی توبہ ہے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ زمین اپنی وسعت کے باوجود تجھ پر

ہلاک ہو جائے یہاں تک کہ تیرے لئے فرار کی راہ باقی نہ رہے اس کے بعد تیری جان تجھ پر تنگ ہو جائے۔

حضرت ابوحفص حدادؒ آپ فرماتے ہیں کہ توبہ میں بندے کا اپنا کچھ اختیار نہیں ہوتا کیونکہ توبہ حق تعالیٰ کی طرف سے ہے بندے کی طرف سے نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی اپنی کوشش کا نتیجہ نہ ہو بلکہ حق تعالیٰ کی عطا ہو۔ یہ حضرت جنید کا طریق بھی تھا۔

حضرت ابوالحسن بوشنجیؒ ان کا قول ہے کہ اگر گناہ کی یاد میں لذت نہ رہے تو یہ توبہ ہے گناہ کی یاد تو ندامت کی وجہ سے پڑتی ہے یا دل خواہش کی وجہ سے جب ندامت کی وجہ سے ہو تو انسان تائب ہوتا ہے جب ارادت سے یاد آئے تو گناہ ہے گناہ کا مرتکب ہونے میں وہ آفت نہیں جو اس کی ارادت میں ہے کیونکہ ارتکاب تو ایک بار ہو چکتا ہے مگر ارادت مستقل طور پر دل میں جاگزیں رہتی ہے گھڑی بھر جسم سے گناہ کرنا اتنا سنگین نہیں جتنا کہ رات دن ارادت گناہ میں منہمک رہتا ہے۔

شیخ سوسیؒ آپ سے توبہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا توبہ ہر اس چیز سے کی جاتی ہے جس کی علم نے مذمت کی ہو اور جس چیز کی علم نے تعریف کی ہو۔ اس کی طرف رجوع کیا جاتا ہے یہ تعریف ظاہر و باطن دونوں میں شامل ہے اور اس کا تعلق اس شخص سے ہے جسے علم کامل عطا کیا گیا ہو چنانچہ علم کے سامنے جہالت۔ اس طرح کافور ہو جاتی ہے جیسے طلوع آفتاب رات کے وقت غائب ہو جاتا ہے۔

حضرت ابراہیم دقاقؒ آپ فرماتے ہیں توبہ یہ ہے کہ جس طرح تو پہلے اللہ کی طرف پشت کئے ہوئے تھا اور ادھر توجہ نہیں دیتا تھا اب توسبہ تن توجہ بن جائے اور پھر اس کی طرف پشت نہ کرے۔

شیخ ابوالحسن رضوی آپ کا قول ہے کہ توبہ یہ ہے کہ تم خدا کی یاد کے سوا ہر چیز کی یاد سے توبہ کرے۔

حضرت فضیل عیاض حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا کہ تم اپنی ذات کے خود وصی بنو اور دوسرے لوگوں کو اپنے لئے وصی نہ بناؤ جبکہ خود تم نے اپنی زندگی میں اپنے نفس کی وصیت ضائع کردی تو پھر تم ان دوسروں کو اس بات پر کس طرح برا کہہ سکتے ہو کہ انہوں نے تمہاری وصیت رائیگاں اور ضائع کردی۔

حضرت ابوعلی دقاق آپ نے فرمایا کہ توبہ کے تین درجے ہیں ۱۔ توبہ ۲۔ انابت ۳۔ اوبت۔ توبہ ابتدائی درجہ ہے درمیانی درجہ انابت اور آخری یا انتہائی درجہ اوبت ہے جس نے عذاب الٰہی کے خوف سے توبہ کی وہ صاحب توبہ ہے جس نے ثواب کی خاطر یا عذاب سے بچنے کے لئے توبہ کی وہ صاحب انابت ہے اور جس نے محض اللہ کے حکم کی تعمیل میں توبہ کی ثواب کی امید اور عذاب سے بچنے کے اندیشہ سے نہیں وہ صاحب اوبت ہے انابت اولیائے مقربین کی صفت ہے اوبت انبیاء مرسلین کی صفت ہے۔

حضرت جنید بغدادی آپ نے فرمایا کہ توبہ تین معانی پر حاوی ہے ۱۔ گناہ پر پشیمانی ۲۔ جس چیز کو اللہ نے منع فرمایا اس کو دوبارہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ ۳۔ حقوق انسانی کو ادا کرنے کی کوشش ایک اور مرتبہ آپ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ حضرت سری سقطی کے پاس پہنچا تو میں نے ان کا رنگ پریدہ پایا میں نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ ایک جوان نے مجھ سے توبہ کے بارے میں دریافت کیا میں نے اس کو بتایا کہ توبہ یہ ہے کہ تو اپنے گناہ کو نہ بھولے وہ نوجوان مجھ سے جھگڑنے لگا اور کہا کہ توبہ تو یہ ہے کہ اپنے گناہوں کو بھلا دے میں نے کہا کہ میرے نزدیک تو توبہ کے یہی معنی ہیں جو اس جوان کے بتائے ہیں حضرت سری سقطی نے پوچھا کیوں یہ معنی کیوں کر رہے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ میں کہتا ہوں

کہ جب میں رنج و الم کے عالم میں ہوتا ہوں تو وہ مجھے آرام و راحت کی حالت میں لے جاتا ہے اور آرام و راحت کی حالت میں رنج و الم کو یاد کرنا ظلم ہے یہ سن کر وہ خاموش ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن محمد بن علی حضرت نے فرمایا کہ توبہ کرنے والا تو اپنی لغزشوں سے توبہ کرتا ہے ایک تائب غفلت سے توبہ کرتا ہے ایک توبہ کرنے والا نیکیوں کے دیکھنے سے توبہ کرتا ہے ظاہر ہے کہ ان تینوں میں بہت فرق ہے۔

حضرت ابوبکر واسطیؒ آپ نے فرمایا کہ توبہ یہ ہے کہ تائب کے ظاہر و باطن میں معصیت کا شائبہ باقی نہ رہے جس کی توبہ خالص ہوتی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا کہ توبہ کے بعد اس کی شام کیسی گزری اور صبح کیسی گزری

حضرت یحییٰ بن معاذ رازیؒ آپ نے مناجات میں کہا کہ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میں نے توبہ کی ہے نہ یہ کہتا ہوں کہ اب ایسا نہیں کروں گا کیونکہ میں اپنی سرشت کو پہنچاتا ہوں اور نہ میں اس کی ضمانت دے سکتا ہوں کہ آئندہ گناہ نہیں کروں گا کیونکہ میں اپنی کمزوریوں کو جانتا ہوں پھر بھی میں کہتا ہوں کہ آئندہ ایسا نہیں کروں گا کیونکہ شاید میں دوبارہ ایسا نہیں کروں گا کیونکہ شاید میں دوبارہ ایسا کرنے سے پہلے مر جاؤں ایک اور جگہ آپ نے فرمایا کہ توبہ کے بعد کا ایک گناہ توبہ سے پہلے کے ستر گناہوں سے بدتر ہے۔

ابن عطا کا ارشاد ابن عطا نے فرمایا کہ توبہ دو طرح کی ہے توبہ انابت اور توبہ استجابت توبہ انابت یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے توبہ کرے توبہ استجابت یہ ہے کہ بندہ اللہ کے لطف و کرم سے حیا کرتے ہوئے توبہ کرے۔

حضرت ابوعمر انطاکیؒ آپ نے فرمایا کہ ایک وزیر ایک عظیم لشکر کے ساتھ جا رہا تھا عوام پوچھنے لگے کہ یہ کون ہے سر راہ کھڑی ہوئی ایک ضعیفہ نے کہا کہ کیا تم یہ پوچھتے ہو کہ یہ کون ہے یہ ایک بندہ ہے جو خدا کی نظروں سے گر گیا ہے اور خدا نے اس کو دنیا میں مبتلا کر دیا ہے جس میں تم اسے دیکھ رہے ہو ضعیفہ کی یہ بات اس

وزیر نے سن لی۔ گھر واپس جا کر انہوں نے وزارت سے استعفیٰ دے دیا اور مکہ مکرمہ میں پہنچ کر مقیم ہو گئے

شیخ رویمؒ آپ فرماتے ہیں کہ توبہ کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ توبہ سے توبہ کی جائے۔

شیخ حبیبن المغازلی آپ فرماتے ہیں کہ توبہ انابت یہ ہے کہ تم اللہ سے اس لئے ڈرو کہ وہ تم پر قادر ہے اس نے کہا کہ توبہ استجابت کیا ہے فرمایا وہ یہ ہے کہ تم اللہ سے اس لئے شرماؤ کہ وہ تم سے قریب ہے۔ یہی وہ توبہ ہے کہ اگر وہ کسی بندہ حق کے دل میں جاگزیں ہو جائے تو وہ نماز میں بھی اللہ کے ذکر کے علاوہ ہر تصور اور وسوسہ سے توبہ استغفار کرے۔

ابو علی شفیق بن ابراہیم الازدیؒ آپ کے زمانہ میں ایک سال بلخ میں سخت قحط پڑا لوگ ایک دوسرے کو کھا رہے تھے اس عالم مصیبت میں آپ نے دیکھا کہ نوجوان سر بازار ناچ رہے ہیں لوگوں نے پوچھا کہ تم کیوں ناچ رہے ہو تمام خلقت مصیبت میں مبتلا ہے تمہیں اپنی روش پر شرم آنی چاہیئے نوجوان نے جواب دیا مجھے کوئی غم نہیں میرا مالک ایک پورے گاؤں کا مالک ہے اور وہ میری روزی کا کفیل ہے آپ نے چلا کر کہا خدایا یہ نوجوان اس بات پہ نازاں ہے کہ اس کا مالک پورے گاؤں کا مالک ہے تو شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے اور روزی کا وعدہ کر چکا ہے پھر ہم بدنصیب اپنے آپ کو رنج و مصیبت میں مبتلا سمجھتے ہیں تو آپ نے توبہ کر کے راہ حق اختیار کر لیا۔

حضرت ابو حفص حدادیؒ آپ ...... توبہ کی منزل پر اس طرح پہنچے کہ آپ ایک لڑکی کی محبت میں مبتلا تھے اور اپنے دوستوں کے مشورے کے مطابق نیشاپور کے ایک یہودی سے مدد کے طالب ہوئے یہودی نے کہا کہ چالیس دن تک نماز اور دعا کو ترک کر دو کوئی نیکی کا کام نہ کرو پھر میرے پاس آؤ میں کچھ ایسا

آ گرے گا

انتظام کروں گا کہ محبوب تمہارے قدموں میں ابو حفص نے یہودی کی ہدایات پر عمل کیا اور چالیس دن کے بعد پھر اس کے پاس پہنچے اس نے حسب وعدہ ایک نقش بنا دیا مگر یہ بالکل بے اثر ثابت ہوا یہودی نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ ان چالیس دنوں میں تم نے ضرور کوئی نیک کام کیا ہے سوچو ابو حفص نے جواب دیا کوئی ایسا کام نہیں کیا کہ سوائے اس چیز کہ راستے میں ایک چھوٹا سا پتھر پڑا ہوا تھا وہ میں نے پرے ہٹا دیا تاکہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے یہودی نے کہا اس خدا کی خلاف ورزی نہ کرو جس نے تمہاری اتنی سی نیکی کو ضائع نہیں ہونے دیا حالانکہ تم متواتر چالیس روز تک اس کے احکام سے روگرداں رہے ہو ابو حفص نے توبہ کی اور یہودی مسلمان ہو گیا۔

مالک بن دینارؒ

حضرت مالک بن دینار خواجہ حسن بصری کے مصاحب تھے ان کی توبہ کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک رات کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ عیش و عشرت میں مشغول تھے جب سو گئے تو ایک ساز سے آواز آئی اے مالک تجھے کیا ہو گیا کیوں توبہ نہیں کرتا مالک بن دینارؒ نے سب کچھ ترک کر دیا اور خواجہ حسن بصریؒ کے پاس آ کے اور سچے دل سے توبہ کی اور بلند مقام پایا۔

عبداللہ بن مبارک المروزیؒ

حضرت عبداللہ بن مبارک المروزی بزرگ مشائخ میں سے گزرے ہیں انہوں نے توبہ اس طرح کی کہ وہ ایک کنیز پر عاشق ہو گئے ایک رات وہ رندوں کی صحبت سے اٹھے اور ایک ساتھی کو ہمراہ لے کر معشوقہ کی دیوار کے نیچے جا کھڑے ہوئے وہ چھت پر آ گئی اور دونوں صبح تک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے صبح کی آذان ہوئی تو عبداللہ سمجھے کہ شاید عشاء کی اذان ہے جب سورج نکلتا ہوا دیکھا تو معلوم ہوا کہ تمام رات دیدار میں غرق رہے طبیعت کو بہت قلق ہوا دل ہی دل میں کہا کہ اے مبارک تجھے شرم چاہیئے ساری رات خواہش نفسانی میں کھڑا رہا کرامات کا بھی طالب ہے چنانچہ انہوں نے اللہ کے حضور توبہ کی اور بعد علم اور طلب میں مشغول ہو کر بلند مقام پایا۔

ابراہیم بن ادھم آپ بلخ کے حکمران تھے ایک روز شکار کھیلتے ہوئے ایک ہرن کے تعاقب میں لشکر سے دور نکل گئے خدا نے ہرن کو زبان دی اور اس نے ابراہیم بن ادھم کو کہا تمہیں اس لئے پیدا کیا گیا ہے یا تمہیں یہ کچھ کرنے کا حکم ملا ہے ابراہیم نے اللہ کے حضور توبہ کی اور تمام دنیا سے منہ موڑ زہد و اتقا کا راستہ اختیار کر لیا۔

خواجہ بشیر حافی کی توبہ حضرت خواجہ بشیر حافی کامل بزرگ تھے آپ کی ولادت ۱۵۰ھ میں ہوئی اور بہتر برس کی عمر میں ۲۲۷ھ میں وفات پائی آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ تائب کس طرح ہوئے اور اس کی کیا وجہ ہوئی فرمایا کہ ایک دن میں شراب خانے میں بیٹھا ہوا تھا میرے کان میں آواز آئی کہ اے شخص تائب ہو جا قبل اس کے کہ مرنے کے بعد منکر نکیر تجھ کو بیدار کریں جیسے ہی میں نے یہ آواز سنی میں تائب ہو گیا اور پچھلے گناہوں سے باز آیا اور حق تعالیٰ نے مجھ کو یہ درجہ عطا فرمایا۔

حضرت داتا گنج بخشؒ کے توبہ کے بارے میں خیالات آپ فرماتے ہیں کہ توبہ کے لغوی معنی رجوع کرنا ہے چنانچہ عرب کہتے ہیں تاب یعنی اس نے رجوع کیا یعنی ایسی چیز ہے جسے کرنے سے حق تعالیٰ نے منع فرمایا محض حق تعالیٰ کے خوف سے باز آجانا توبہ کی حقیقت ہے رسول پاکؐ نے فرمایا فعل بد سے پشیمانی توبہ ہے اس قول میں توبہ کی جملہ شرطیں موجود ہیں ایک شرط مخالفتِ احکامِ حق تعالیٰ سے پشیمانی ہے دوسری شرط مخالفتِ احکام کو فوراً چھوڑ دینا ہے اور تیسری شرط گناہ کی طرف دوبارہ نہ لوٹنے کا ارادہ ہے یہ تینوں شرطیں ندامت میں مضمر ہیں کیونکہ لغزش پر ندامت ہو تو باقی دونوں شرطیں از خود پوری ہو جاتی ہیں لغزش پر ندامت کے تین اسباب ہیں جیسا کہ توبہ کی تین شرطیں ہیں یعنی عذاب کا خوف دل پر طاری ہو جائے برے افعال کی وجہ سے دل مغموم ہو جائے اور اس طرح ندامت کا احساس پیدا ہو جائے نعمت کی خواہش ہو اور یہ احساس ہو کہ برے اعمال اور نافرمانی سے نعمت حاصل نہیں ہوگی اور

اس کا نتیجہ ندامت ہو روز کی قیامت کی رسوائی کا خوف ہو اور اس خوف کی وجہ سے انسان نادم ہو جائے۔

پہلی صورت میں توبہ کرنے والا تائب کہلاتا ہے دوسری صورت میں منیب اور تیسری

۵۔ آواب اسی طرح توبہ کے تین مقام ہیں یعنی توبہ انابت اور اوبت توبہ خوف خدا عذاب سے انابت طلب ثواب سے اور اوبت تنظیم فرمان حق تعالیٰ سے وابستہ ہے۔

توبہ عام اہل ایمان کے لئے ہے اور کبیرہ گناہوں سے تعلق ہے

انابت اولیاء اور مقربان حق کا شیوہ ہے۔

اوبت انبیاء اور مرسلین کا مقام ہے۔

پس توبہ گناہ کبیرہ سے اللہ کی فرمانبرداری میں دست بردار ہونا انابت گناہ صغیرہ سے اللہ کی محبت میں اس کی طرف رجوع کرنا ہے اور اوبت اپنے آپ سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف رجوع کرنے کا نام ہے احکام خدا کے پیش نظر خواہش سے روگردان ہونے والے صغیرہ گناہ اور غلط خیالات سے بچ کر حق تعالیٰ کی محبت میں توبہ کرنے والے اور خودی کو ترک کرکے ذاتِ حق کی طرف رجوع کرنے والے میں بڑا فرق ہے اہلِ توبہ اللہ تعالیٰ کی تنبیہات میں خوابِ غفلت سے دل کی بیداری ہے اور اپنے عیوب پر نظر کرنے سے حاصل ہوتی ہے جب انسان اپنے احوال و افعال پر نظر کرتا ہے اور ان سے نجات کا متمنی ہوتا ہے تو باری تعالیٰ اسبابِ توبہ آسان فرما دیتا ہے گناہوں کی سیاہ بختی سے بچا کر اسے اطاعت کی حلاوتوں سے آشنا کر دیتا ہے

اہل سنت والجماعت اور جملہ مشائخ معرفت کے نزدیک اگر کوئی شخص ایک گناہ سے توبہ کرے اور دیگر گناہوں میں مبتلا رہے تو حق تعالیٰ اسے اس ایک گناہ سے بچنے کا ثواب عطا کرتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اسی برکت سے وہ باقی گناہوں میں بھی نجات حاصل کرے مثلاً ایک شخص شراب نوشی کرتا ہے اور زانی بھی ہے وہ زنا سے تائب ہو جاتا ہے مگر شراب نوشی کو ترک نہیں کرتا اس کی توبہ روا ہے باوجود یکہ دوسرے گناہ کا

ارتکاب ابھی اس سے سرزد ہو رہا ہے جب ایک گناہ سے تائب ہو جائے تو اس پر کوئی مواخذہ اس گناہ سے متعلق نہیں ہو سکتا اور یہی چیز اس توبہ کی محرک ہے اس طرح اگر کوئی شخص کچھ فرائض ادا کرتا ہے اور کچھ نہیں کرتا یقیناً اسے ادا کردہ فرائض کا ثواب ہوگا جس طرح ادا کردہ فرائض کے بدلے وہ عذاب کا مستحق ہوگا اگر کسی گناہ کی قدرت ہی حاصل نہ ہو یا اس کے اسباب ہی موجود نہ ہوں مگر بندہ توبہ کرے تو وہ تائب کہلائے گا کیونکہ توبہ کا ایک رکن پشیمانی ہے اس توبہ سے اسے گزشتہ پر ندامت ہوگی فی الحال وہ اس گناہ سے اعراض کرتا ہے اور ارادہ رکھتا ہے کہ اگر اسباب میسر بھی ہوں تو وہ ہرگز گناہ میں مبتلا نہیں ہوگا۔

وصفِ توبہ اور صحتِ توبہ کے متعلق مشائخ میں اختلاف ہے سہل بن عبداللہ اور ان کے ساتھ ایک جماعت کا خیال ہے توبہ یہ ہے کہ جو گناہ سرزد ہو چکا ہو وہ ہمیشہ یاد رہے یعنی انسان ہمیشہ اس کے متعلق پریشان رہے اگر بہت سے نیک عمل موجود ہیں تو ان کی وجہ سے طبیعت میں عجب پیدا نہ ہو برے کام پر ندامت اور پشیمانی نیک اعمال سے زیادہ اہم ہوتی ہے وہ شخص معاصی کو فراموش نہیں کرتا اپنے نیک اعمال پر کبھی مغرور نہیں ہو سکتا۔

حضرت جنیدؒ اور ایک جماعت کا یہ خیال ہے توبہ یہ ہے کہ تو اپنے گناہوں کو بھول جائے کیونکہ تائب محب حق ہوتا ہے محب حق ہونے کی وجہ سے صاحب مشاہدہ ہوتا ہے اور مشاہدہ میں گناہ کی یاد ظلم ہے یہ کیا کہ کچھ گناہ میں گزر گئی کچھ یاد گناہ میں مشاہدہ میں یاد گناہ حجاب کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس اختلاف کا تعلق مجاہدہ اور مشاہدہ کے اختلاف سے ہے اور اس کا مفصل ذکر مذہبِ سہلیہ کے بیان میں ملے گا جب تائب کو قائم بخود سمجھا جائے تو نسیانِ گناہ غفلت پر محمول کرنا پڑے گا اگر تائب قائم بحق ہو تو یادِ گناہ بمنزلہ شرک ہے الغرض تائب باقی الصفت ہے تو اس کے اسرار کا عقدہ ابھی حل نہیں ہوا اگر فانی الصفت ہے تو اپنی صفت کا بیان

روا نہیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کے باقی الصفت ہونے کے عالم میں کہا میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور رسول پاک نے فانی الصفت ہو کر کہا میں تیری ثنا بیان نہیں کر سکتا مقصود یہ ہے کہ قرب حق میں وحشت کا ذکر تمام تر وحشت ہے تائب کو تو خودی سے بھی دستبردار ہو جانا چاہیئے یاد گناہ کا کیا ذکر فی الحقیقت یاد گناہ خود گناہ ہے کیونکہ جب گناہ باعث اعراض ہے تو اس کی یاد بھی باعث اعراض ہونی چاہیئے اسی طرح غیر اللہ کا ذکر بھی حق تعالیٰ سے اعراض کرنا ہے جس طرح جرم ذکر ہے اسی طرح جرم کو فراموش کر دینا بھی جرم ہے۔

حضرت فریدالدین مسعودؒ کے توبہ کے بارے ارشادات

حضرت شیخ فریدالدین شکرگنج

توبہ کی اقسام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ توبہ چھ قسم کی ہے اوّل دل کی توبہ دوم زبان کی توبہ تیسرے کان کی توبہ چوتھے ہاتھ کی توبہ پانچویں پیر کی توبہ اور چھٹے نفس کی توبہ ان کی وضاحت میں وہ فرماتے ہیں کہ توبہ کو دل سے تسلیم نہیں کرو گے اور زبان سے توبہ کا اقرار نہیں کرو گے تو درست نہیں ہوگی اس واسطے کہ جب تک کوئی دل کو دنیا اور اس کی لذتوں اور اس کی دوستی سے اور حسد و فحش ریا اور لہو لعب کی گندگیوں سے صاف نہ کرے اور سچائی کے ساتھ ان معاملات سے تائب نہ ہوگا اس کی توبہ توبہ نہ ہوگی جیسے کوئی گناہ کرتا جائے اور توبہ بھی کرتا جائے تو وہ توبہ توبہ نہ ہوگی اپنے خواہش نفسانی کے مطابق گناہ کرے اور پھر توبہ کرے تو اس طرح کی توبہ درست نہ ہوگی جب تک کوئی دل کو کھونٹ سے باہر نہیں نکالے گا اور تمام خراب معاملات کو پورے طور پر دل سے درست نہیں کریگا اس کی توبہ درست نہیں ہوگی جیسا کہ کلام پاک میں آیا ہے اے ایمان والو توبہ کرنے میں عجلت کرو اور جب توبہ کرلو تو ہمیشہ اپنے خدا کی طرف متوجہ رہو یعنی ہمیشہ توبہ نصوح کرو اور توبہ نصوح سے مراد یہی دل کی توبہ ہے جب دل کو تم نے ان دنیاوی برائیوں سے

صاف کر دیا تو یہ توبہ ہو گی اور پھر تم متقی کے برابر ہو جاؤ گے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ آدمی توبہ کرتا ہے تو وہ ایسے گناہ سے پاک ہو جاتا ہے کہ گویا اس سے کبھی گناہ سرزد ہوا ہی نہیں تھا اس وجہ سے متقی اور تائب ایک ہی صف میں آجاتے ہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ اصل توبہ دل سے اگر زبان سے سو ہزار مرتبہ توبہ کرو لیکن جب تک دل سے اس کی تصدیق نہیں ہو گی تو وہ توبہ ہرگز قبول نہیں ہو گی اس لئے ضروری ہے توبہ کے لئے زبان سے اقرار کرنے کے دل سے تصدیق کی جائے بعض ایسے ہیں جو زبان سے توبہ کرتے لیکن دل سے نہیں ان کی مثال ایسی ہے کہ کوئی بیماری میں مبتلا ہو اور صبح سے شام تک ہائے ہائے اور توبہ استغفار کرتا رہے لیکن جوں ہی وہ تندرست ہو جائے پھر دنیا کی غفلت اور بدمستی پر اتر آئے اور توبہ کا خیال نہ رکھے اللہ اور بندے کے درمیان حجاب ہے جو دل کی گندگیوں اور الائشوں کی وجہ سے ہے اور انسان توبہ کے ذریعے سے اس حجاب کو دور کرتا ہے تو پھر اللہ اور بندے کے درمیان حجاب نہیں رہتا چنانچہ دل کو تمام گندگیوں اور الائشوں سے پاک کرنا چاہیئے تاکہ وہ پردہ درمیان سے اٹھ جائے اور لذت اور شہوت کی بجائے مشاہدہ اور مکاشفہ کے مقام پر پہنچ جائے۔ زبان کی توبہ یہ ہے کہ ہر نامناسب کلمہ سے زبان کو دور رکھے اور بیہودہ گفتگو نہ کرو اور واہیات گفتگو سے توبہ کرو اور دوسری صورت یہ ہے کہ وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھو اور قبلہ رو ہو کر بیٹھ جاؤ اور التجا کرو کہ خداوندا میری اس زبان کو بری بات کہنے سے باز رکھ اور اس کی توبہ قبول کر اور آئندہ سوائے اپنے ذکر کے کوئی دوسری چیز زبان سے نہ نکلنے دے اور ایسی واہیات باتیں جس میں تیری رضامندی نہ ہو میری زبان سے نہ نکلیں زبان کی حفاظت سے انسان ہلاکت سے بچ جاتا ہے۔

حضرت خواجہؒ صاحب فرماتے ہیں کہ قاضی حمید الدین ناگوری سے میں نے سنا ہے کہ اللہ والوں میں سے ایک درویش سے ان کی ملاقات ہو گئی دس سال تک وہ ان کی

خدمت میں رہے اور دس سال کے عرصہ میں سوائے ایک بات کے اور کوئی نامناسب بات ان کے منہ سے نہ سنی اور وہ بات یہ تھی کہ انہوں نے اپنے ایک عزیز کو سمجھایا تھا کہ اے درویش اگر چاہتے ہو کہ سلامتی کے ساتھ عقبیٰ میں جاؤ تو نازیبا بات بولنے سے اپنی زبان کو روکو بس جیسے ہی کہ انہوں نے یہ جملہ کہا کہ فوراً زبان کو ایسا کاٹا کہ خون جاری ہو گیا اور فرمایا کہ تجھ کو یہ بولنے سے کیا سروکار تھا اور اس ایک بات کے کفارہ میں بیس برس تک بات نہیں کی۔

پھر انہوں نے فرمایا کہ جس دن حق تعالیٰ نے چاہا کہ بنی آدم کے منہ میں زبان ڈالے تو اس نے زبان سے فرمایا کہ اے زبان خاص کر تیری تخلیق سے یہ غرض ہے کہ سوائے میرے نام کے تو اور کچھ نہ بولے تیری زبان سے سوائے میرے کلام کے اور کچھ نہ نکلے اور اگر اس کے علاوہ تو کچھ بول تو خود اپنے ساتھ سارے اعضاء کو بھی مصیبت میں ڈالے گی اور زبان کی تخلیق خاص کر کلام پاک کی تلاوت کے لئے ہوتی ہے۔

پھر انہوں نے فرمایا کہ آدمی کے اعضاء میں سے ہر ایک عضو میں شہوت اور خواہش ملی ہوئی ہے جو کہ حجاب اور آفت کا باعث ہے جب تک ان شہوتوں اور خواہشوں سے کوئی توبہ نہ کرے گا اور اپنے تمام اعضاء کو طاہر اور پاک نہ رکھے گا ہرگز وہ اپنی منزل پہ نہیں پہنچے گا پھر فرمایا کہ ان اعضاء میں سے جن کا ذکر کیا گیا ہے اول نفس ہے کہ اس میں شہوت یعنی خواہش نفسانی رکھی گئی ہے دوسرے آنکھ ہے کہ اس میں دیکھنے کی خواہش پیدا کی گئی ہے تیسرے کان ہے کہ اس میں سننے کا احساس دیا گیا ہے چوتھے ناک ہے کہ اس میں سونگھنے کی رغبت ہے پانچویں تالو ہے کہ اس میں چکھنے کی اشتہا ہے چھٹے ہاتھ ہے کہ اس میں پکڑنے کی صلاحیت ہے ساتویں زبان ہے کہ اس میں خوشامد اور سراہنے کی عادت ہے آٹھواں دل ہے کہ اس میں کوشش کرنے اور سوچنے کی طاقت ہے پس حق تعالیٰ کے طلبگار کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان سب چیزوں کے برے استعمال سے توبہ کرے تاکہ

خدا تعالیٰ سے اس کی خوشنودی کا یہ پیغام سنے

پھر انہوں نے فرمایا کہ تمام سعادت اور نیکیوں کا سرچشمہ یہی ہے کہ انسان اپنے نفس کا مالک ہو تاکہ اس کی طبیعت پر شہوت کی حکمرانی نہ ہو اور حق تعالیٰ سے مدد مانگے کہ وہ ان صفات سے متفق ہو درویش کا عمل یہی ہے اور جب اس میں حال پیدا ہو جائے تو یہ درویش کا جوہر ہے جب عالم نورانی سے اسرار و انوار تجلی الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ جب دل زبان سے اور زبان دل سے موافقت رکھتی ہے تو انوارِ عشق اس جگہ سکون پذیر ہو جاتے ہیں اور اگر دل اور زبان ایک دوسرے کے موافق نہیں ہوتے تو پھر انوار محبت اسی جگہ سے واپس لوٹ جاتے ہیں اور ایسے دل پر نازل ہوتے ہیں کہ جس کی زبان کے ساتھ موافقت ہو

آنکھ کی توبہ کے بارے میں آپ نے فرمایا کہ آنکھ کی توبہ یہ ہے کہ اس کا طریقہ یہ کہ نہا دھو کر صاف ستھرے ہو پھر دو رکعت نفل نماز ادا کرو اور قبلہ رو ہو کر بیٹھ جاؤ اور دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر التجا کرو کہ خداوند تعالیٰ تمام نادیدنی چیزوں کے دیکھنے سے میں نے توبہ کی جس چیز کو دیکھنے کا تیرا حکم ہوگا اس کے علاوہ کوئی نامناسب چیز نہیں دیکھوں گا۔

پھر فرمایا کہ بار بار آنکھ کو تمام ممنوعات اور خواہشات سے پاک رکھو تاکہ آنکھ کی توبہ قبول ہو اس واسطے کہ یہی آنکھ انسان کو خدا کے حضور تک پہنچاتی ہے اور یہی آنکھ انسان کو مصیبت میں پھنسا دیتی ہے پس اے درویش عشق کی پہلی منزل آنکھ سے شروع ہوتی ہے اس لئے آدمی کو چاہیئے کہ ایسے مقام کے لئے جہاں دیدار الٰہی کی نعمت حاصل ہوتی ہے کوشش کرے اور ہمیشہ حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھے تاکہ تباہ نہ ہو۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ زینبؓ کے گھر کے سامنے سے گزر رہے تھے آپ کی نظر مبارک زینبؓ پر پڑی اور آنکھ لب سے گزری اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے رسول اللہ زینبؓ کی زبان اور لوگوں سے برتر ہو گی

آنکھ کی توبہ کئی قسم کی ہے ایک تو حرام نہ دیکھنے کی توبہ دوسرے اگر کسی مسلمان

بھائی کے بارے میں کسی کو غیبت کرتے دیکھ لے تو اس سے توبہ کرے کہ کیوں دیکھا اور پھر جو دیکھا ہے اس کو بھی کسی سے کہنا نہیں چاہیئے تیسرے جب کسی کو ظلم کرتے ہوئے دیکھ لے تو اپنی آنکھ کو ملامت کرے کہ کیوں اس ظلم کو دیکھا اور اس کے بعد توبہ کرے ایک آنکھ کی توبہ یہ ہے۔ کان کی توبہ یہ ہے کہ تمام نامناسب باتوں کے سننے سے توبہ کرے اور کوئی بے ہودہ بات نہ سنے اس وقت اس کی توبہ توبہ ہو گی پھر فرمایا کہ اے درویش انسان کو سننے کی طاقت اس لئے دی گئی ہے کہ وہ خدائے تعالیٰ کا ذکر سنے اور جس جگہ اللہ پاک کا کلام سنے اس کو کان میں محفوظ رکھے کیا حکم باری ہوتا ہے اس لئے اس کو سننے کی طاقت نہیں دی گئی ہے کہ ہر جگہ گالی گلوچ ہنسی ٹھٹھا گانا بجانا اور نوحہ دشیون کی آواز سنتا پھرے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص مذکورہ بالا چیزوں کو سنے گا اور کان میں رکھے گا کل قیامت کے دن اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا۔

ایک دفعہ حضرت عبداللہ خفیفؒ کسی راستے سے گزر رہے تھے کہ نوحہ کی آواز ان کے کان میں پڑی فوراً کان میں انگلی ڈال لی جب گھر آئے تو آدمی سے کہا کہ تھوڑا سیسہ پگھلا کر لاؤ ان کے حکم کے مطابق لوگ لے آئے آپ نے فرمایا اس کو میرے کان میں ڈال دو آج نہ سننے کے لائق آواز میرے کان میں پڑی ہے آج اس گناہ کا کفارہ ادا کر لیتا ہوں کل قیامت کا عذاب مجھ پر نہ ہو آپ فرماتے ہیں کہ فقرا نے اسی وجہ سے اپنے کو دنیا اور ان کی صحبت سے دور رکھا اور گوشہ نشینی اختیار کر لی تاکہ کچھ بھی واہیات نہ سنیں اور یہی کان کی توبہ ہے۔

ہاتھ کی توبہ یہ ہے کہ کسی نہ پکڑنے کے لائق چیز کو ہاتھ میں نہ پکڑے اور تمام نامناسب چیزوں کے پکڑنے سے توبہ کرنے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کی بدخشاں میں ایک درویش سے ملاقات ہو گئی ان کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا اور وہ تیس سال سے حجرہ میں اعتکاف کئے ہوئے تھے خواجہ قطب الدینؒ نے ان سے پوچھا

کہ اے حضرت آپ کے ہاتھ کٹنے کا کیا ماجرا ہے انہوں نے جواب دیا کہ ایک مرتبہ میں کسی مجلس میں حاضر تھا صاحب مجلس کا ایک دانہ گیہوں ان کی اجازت کے بغیر میں نے اٹھا لیا اور اسی دانہ کو دو ٹکڑے کر دیا جیسے ہی دانہ کو میں نے گرایا کہ ہاتف کی آواز میرے سر میں گونجی کہ اے درویش تم یہ کیا کیا کہ دوسرے آدمی کے گیہوں کا ایک دانہ اس کی اجازت کے بغیر دو ٹکڑے کر دیا جیسے ہی میں نے یہ بات سنی فوراً اس ہاتھ کو کاٹ کر باہر پھینک دیا تاکہ دوسری مرتبہ کوئی نامناسب چیز نہ اٹھائے اس وقت شیخ الاسلام نے آبدیدہ ہو کر کہا کہ اللہ والوں نے ایسا کیا تب کہیں جا کر وہ مقام پر پہنچے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ پیر کی توبہ یہ ہے کہ نامناسب جگہ پر جانے سے توبہ کی جائے اور اس کی خواہش پر پیر باہر نہ نکالے تاکہ اس کی توبہ توبہ ہو۔

خواجہ ذوالنون مصری ایک مرتبہ سفر کر رہے تھے سفر کرتے ہوئے وہ ایک بیابان میں پہنچ گئے جہاں ایک غار تھا اس غار میں ایک بزرگ اور صاحب نعمت درویش سے ان کی ملاقات ہو گئی اس درویش کا ایک پیر باہر تھا اور ایک غار کے اندر اور دونوں آنکھیں بند تھیں غار کے باہر جو پیر تھا وہ کٹا ہوا پڑا تھا خواجہ ذوالنونؒ ان کے اور نزدیک ہو گئے اور سلام کے بعد انہوں نے پوچھا کیا بات ہے جو اس پیر کو آپ نے کاٹ دیا اسی بزرگ نے جواب دیا کہ اے ذوالنون میرا قصہ بڑا طویل ہے لیکن پیر کٹنے کا حال البتہ سن لو ایک روز میں غار سے باہر نکلا ہوا تھا ایک عورت کسی ضرورت سے غار کے سامنے سے گزری خواہش نفسانی نے تقاضا کیا اسی وقت اس عورت کو پکڑنے کے لئے میں نے اس پیر کو باہر نکالا وہ عورت میرے سامنے لاپتہ ہو گئی فوراً میں نے اس پیر کو کاٹ کر باہر پھینک دیا پس اے درویش آج چالیس برس ہو گئے کہ میں ایک پیر پہ کھڑا ہوں اگر ندامت سے حیران ہوا کہ کل قیامت کے دن کیا جواب دوں گا۔

نفس کی توبہ یہ ہے کہ جس میں نفس کو تمام لذیذ غذا شہوت اور خواہشوں سے

دور رکھنا چاہیئے اور تمام چیزوں سے توبہ کرنی چاہیئے اور نفسانی خواہشات کے مطابق کام نہیں کرنا چاہیئے کلام اللہ اور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص خواہش نفس سے اپنے کو روکے گا وہ بہشتی ہے اور اس کی جگہ بہشت ہے کلام اللہ میں آیا ہے کہ جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے اور گناہ سرزد ہو جانے کے بعد اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکتا ہے اور توبہ کرتا ہے وہ یقیناً جنتی ہے اور اس کا ٹھکانہ بیشک بہشت ہے۔

مغفرت

مغفرت کا مفہوم گناہ کے معاف کرنے درگزر کرنے چھپانے اور ڈھانپنے کو مغفرت کہتے ہیں اور مغفرت کے لئے بخشش کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے انسانی زندگی کا سب سے بڑا مقصد بھی یہی ہے کہ روزِ آخرت میں اسے نجات حاصل ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں پر پردہ ڈال کر اسے بخشش دیں یعنی انسان جنت میں داخل ہو جائے۔

مغفرت کی مثال یوں سمجھیں کہ صحابہ کرامؓ میں بے شمار ایسے صحابہؓ تھے جنہوں نے طلوع اسلام کے وقت رسول پاکؐ کی سخت مخالفت کی آپؐ کو طرح طرح کی اذیتیں دیں لیکن جوں ہی وہ صحابہ مسلمان ہو گئے تو اللہ نے سابقہ گناہ معاف کر دیئے اور ان کے پچھلے برے اعمال ان کے نئے نیک اعمال کی آڑ میں آ کر چھپ گئے اور یہ اللہ کی طرف سے ایک قسم کی مغفرت تھی۔

ایسے ہی ایک شخص کسی کی کوئی چیز چراتا ہے مگر چوری کرتے ہوئے پکڑا جاتا ہے لیکن چیز کا مالک یا آقا اس چور کو معافی طلب کرنے پر معاف کر دیتا ہے معافی تو اسے مل گئی یعنی مالک نے چوری کے بدلے میں جو سزا اسے دینی تھی وہ نہ دی لیکن اس کے کردار پر ایک دھبہ لگ گیا کہ اس نے فلاں وقت چوری کی تھی اور اس کا کردار اس شخص کی طرح بے داغ نہیں ہوگا جس نے کبھی بھی چوری نہ کی ہو۔ ہر انسان کے ذمے کوئی نہ کوئی گناہ ہوتا ہے تو انسان جب اللہ کے حضور اپنے گناہوں پر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو اپنی رحمت تلے ڈھانپ کر معاف کر دیتے ہیں یعنی جو سزا اللہ کی طرف سے اسے ملنی تھی وہ قبولِ توبہ یا معافی کی بنا پر نہیں ملے گی۔ جسے مغفرت یا بخشش کہا جاتا ہے

مغفرت اور بخشش مانگنے کا حکم قرآنِ پاک میں بے شمار مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے انسانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اس سے مغفرت طلب کریں اور آخرت میں بخشش کے لئے دعا کریں۔

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ۔ — اور اپنے پروردگار سے مغفرت چاہو اور اس کے آگے توبہ کرو بلاشبہ میرا رب بڑا ہی رحم فرمانے والا ہے اور بے محبت کرنے والا ہے

سَارِعُوْا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ — دوڑو اپنے رب کی بخشش اور جنت کی جانب

(پارہ نمبر ۴ سورت آل عمران ۳ آیت ۱۳۳)

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا — اور جو کوئی گناہ کرے یا اپنے اوپر ظلم کرے پھر اللہ سے بخشوائے تو اللہ کو بہت بخشنے والا مہربان پائیگا

(پارہ نمبر ۵ سورت ۴ آیت ۱۱۰)

وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ۔ — اور پچھلی رات میں بخشش چاہنے والا

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰىنَا۔ — اور درگزر فرمایئے ہم سے اور بخشش دیجئے ہم کو اور رحم فرمایئے ہم پر آپ ہی ہمارے والی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا ہر انسان کے لئے لازم ہے کیونکہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی لاریب نہیں ہے انسان گناہ کا پتلا ہے تو پھر کوئی انسان گناہوں کوتاہیوں اور لغزشوں سے کیسے مبرا ہو سکتا ہے سوائے ان لوگوں کے جنہیں اللہ خود بچائے۔

نیک لوگوں کے لئے بھی مغفرت طلب کرنا اس لئے ضروری ہے کہ بعض اوقات ان سے چھوٹے چھوٹے گناہ دن رات اتنی زیادہ تعداد میں خود بخود سرزد ہو جاتے ہیں کہ انسان کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ اس کے اعمال نامے میں گناہوں کا ایک انبار جمع ہو گیا ہے چنانچہ خواہ کوئی کتنا ہی اللہ کا اطاعت گزار بندہ ولی صوفی قبولِ بارگاہِ ربُّ العزت ہو اس کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرنا لازم ہے تاکہ نادانستہ گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے

دوسروں کے حق میں دعائے مغفرت

ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے لئے مغفرت کی دعا کریں کیونکہ یہ فعل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے رسول پاکؐ نے صحابہ سے کہا کہ ایک دوسرے کے لئے بخشش کی دعا کیا کرو حالانکہ آپ کو دُعا کی کیا ضرورت تھی لیکن اس سے صرف یہ بتانا مقصود تھا کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے لئے مغفرت کی دعا کریں تاکہ اللہ ان سے راضی ہو کیونکہ دعائے مغفرت انسان میں عاجزی وانکساری پیدا کرتی ہے اور بارگاہِ رب العزت میں عاجزی ہمیشہ ہی قبول ہوتی ہے۔

جو مسلمان اس دنیا سے کوچ کر گئے ہوں ان کے لئے بھی دعائے مغفرت کی جائے جو ان کی بخشش کا سبب بن سکتی ہے اس لئے تو حضورؐ نے فرمایا کہ قبرستان میں جا کر مردوں کے حق میں دعا کرنی چاہیئے مردوں کے حق میں دعا کرنے سے ان کو عذابِ قبر سے چھٹکارا مل سکتا ہے یا عذاب میں تخفیف ہو سکتی ہے۔

نیک صالح اور بزرگانِ دین کے مقابر پر حاضر ہو کر دعائے مغفرت کرنے سے ان کے درجات بلند ہوتے ہیں اور ان کو اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور دعائے مغفرت مانگنے والے کو دعا مانگنے کا ثواب ملتا ہے انبیاء کرام اور اولیاء کرام کے لئے جو کلام پڑھ کر ثواب بخشا جاتا ہے اس کے بارے میں یہ قطعاً خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ ایک نبی یا ولی کے لئے دعائے مغفرت کی کیا ضرورت ہے بلکہ وہ تو بخشے ہوئے ہیں لیکن اطاعتِ خداوندی اسی میں ہے کہ ان کے لئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کے لئے عموماً دعائے مغفرت اللہ کے ہاں ان کے درجات میں بلندی کا باعث بنتی ہے۔

دوسروں کے لئے دعائے مغفرت پورے خلوص اور نیک دل سے مانگنی چاہیئے مگر آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ جب کسی مُردے کے بارے دعائے مغفرت کے لئے جاتے ہیں تو صرف رسمی طور پر ہاتھ اٹھا کر زبان سے کچھ کلمات پڑھے اور چل دیئے مگر یاد رکھیئے کہ دعائے مغفرت جتنی عاجزی توجہ اور خلوص سے مانگی جائے گی وہ جلد ہی بارگاہ رب

المغفرت ہیں قبول ہو گی لہذا دعا کے وقت ہمیں دل سوز اور چشم پرنم ہونا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ مغفرت کرنے والا ہے

اللہ کی ذات غفور الرحیم ہے چنانچہ گناہ بخشنے اور توبہ قبول کرنے کا اختیار بھی صرف اللہ ہی کو ہے اور اس کے اختیارات میں کوئی بھی ذرہ بھر شریک نہیں ہے انسان کو سزا دینے اور بالکل معاف کر دینے کا اختیار بھی اسی کے ہاتھ میں ہے اللہ ہی درگزر کرنے والا ہے اللہ ہی ہر کو مارنے والا ہے اور اللہ ہی حیات بخشنے والا ہے اللہ ہی کے حکم سے ہر ایک کو موت آتی ہے موت سے لے کر قیامت کے عرصہ تک کسی کو عذابِ قبر میں مبتلا کرنا اور کسی کو اپنی رحمت کے سایہ تلے ڈھانپ کر قبر میں راحت پہنچانا اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

روز قیامت کو پھر جب انسانوں کے اعمال کا محاسبہ ہو گا جزا اور سزا کے فیصلے کا دن ہو گا اس وقت کسی کو یہ اختیار یا طاقت نہ ہو گی کہ جسے اللہ سزا دینا چاہتا ہے اس کو زبردستی اللہ کی رضا کے خلاف بخش دے اس روز مغفرت اور بخشش کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جسے چاہے اللہ معاف کرے اور جسے چاہے اللہ سزا دے چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۝

تقویٰ اور مغفرت کی امید اس ہی سے وابستہ کی جائے۔

غلطیاں کر کے اللہ سے ڈرنا اور اسی سے تقویٰ وابستہ رکھنا انسان کی نجات کا باعث بن سکتا ہے چنانچہ یہی اللہ چاہتا ہے کہ بخشش اور مغفرت کی امید اسی سے رکھی جائے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اس بات کو واضح کر دیا کہ مغفرت اور بخشش کا کلی اختیار رکھتے ہوئے وہ کن لوگوں کو بخشے گا اور کن کو نہیں بخشے گا وہ لوگ جو اس کا انکار کرتے ہیں یا کسی کو اس کے اختیارات میں برابر کا حصہ دار ٹھہرا دیتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشے گا اور اہلِ ایمان میں سے جن کو چاہے معاف کر دے اور جن کو چاہے نہ بخشے یہ اللہ کی [illegible]

پر مبنی ہے۔

مغفرت کن کے لئے

بخشش اور مغفرت کا سارا دار و مدار اعمال پر ہے جن لوگوں کے اعمال نیک اور صالح ہوں گے وہ لوگ بخشے جائیں گے

سب سے پہلے وہ لوگ بخشش اور اللہ کی مغفرت کے حقدار ہیں جنہوں نے مکمل طور پر اسلامی ضابطہ حیات کو اپنایا اور پھر ساری زندگی اطاعتِ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ میں گزار دی۔ پھر وہ لوگ بخشے جائیں گے جو راسخ العقیدہ مسلمان تھے جب ان سے گناہ سرزد ہوئے تو انہوں نے اللہ کے حضور توبہ کی اور توبہ قبول ہونے پر ان کے لئے مغفرت ہے پھر ایسے لوگ بھی جنہوں نے پوری طرح تو اسلامی اصولوں کو تو نہیں اپنایا مگر ان میں کچھ صفات ایسی تھیں جو اللہ کو بہت پسند ہیں اور اس صنعت کی بنا پر اگر اللہ چاہے تو انہیں بخش دیں گے ایسی صفات رکھنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں مختلف جگہ پر بیان فرمایا کہ فلاں فلاں صفات کے حاملوں کے لئے بخشش ہے۔

ایمان والوں کے لئے مغفرت

صحیح مسلم مرد اور عورتوں کے لئے مغفرت ہے مغفرت صرف مسلمانوں ہی کے لئے ہے اسلام پر کاربند ہونے ہی میں روئے زمین کے تمام انسانوں کی فلاح ہے چنانچہ مغفرت کے حصول کے لئے مسلمان ہونا ایک لازمی شرط ہے۔

مومن کا مقام عام مسلمانوں سے بلند ہوتا ہے اور مومنین کے لئے بھی بخشش اور مغفرت ہے کیونکہ مومنین کا ایمان اتنا پختہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے خیال اور عمل کو اس صراط مستقیم پر گامزن کرتے ہیں جو شریعتِ اسلامیہ نے متعین کیا ہے۔

لِّيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۔ تاکہ جزا دے ان لوگوں کو ایمان لائے اور صالح عمل کئے وہی لوگ ہیں جن کے لئے مغفرت اور رزق ہے۔

(پارہ ۲۲ سورت سبا آیت ۴)

اطاعت اور فرمانبرداری مغفرت ان لوگوں کے لئے ہے جو مطیع اور فرمانبردار ہیں اطاعت اور فرمانبرداری میں یہ بات آتی ہے کہ اگر عقلاً کوئی کتاب اللہ اور سنت کو تسلیم کرے مگر عملاً اس کی خلاف ورزی کرے وہ مطیع اور فرمانبردار نہیں ہوگا۔

راست بازی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری مغفرت ان کے لئے بھی ہے جنہوں نے زندگی کے ہر شعبہ میں راست بازی کو اپنا رکھا ہو سچ بات کہتے ہوں اور سچ پر عمل کرتے ہوں جھوٹ فریب بد دیانتی دغابازی چکر دھوکے ان کی زندگی میں نہیں پائے جاتے ان کی زبان سے وہی نکلتا ہے جو ان کے دل میں ہوتا ہے وہ وہی کام کرتے ہیں جو ان کے نزدیک راستی اور صداقت ہو اور ہر معاملہ صداقت سے طے کرتے ہیں۔

صابر صبر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ بہت پسند فرماتے ہیں کیونکہ اللہ کے راستے یعنی صراط مستقیم پر عمل پیرا ہونے میں بے شمار مشکلات اور مصائب برداشت کرنے پڑتے ہیں اور جن نقصانات سے دوچار ہونا پڑتا ہے ان کا پوری ثابت قدمی کے ساتھ مقابلہ صبر ہی سے کیا جا سکتا ہے چنانچہ صبر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور بخشش کی جزا رکھی ہے۔

مال خرچ کرنے میں مغفرت ارشاد خداوندی ہے کہ مال و اسباب اس کے راستے پر خرچ کیا جائے مگر شیطان انسان کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ تم خرچ نہ کرو تم غریب اور فقیر ہو جاؤ گے لیکن اللہ تعالیٰ نے شیطان کے اس وسوسے کا رد پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں مال و اسباب خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی بخشش اور فضل بڑھے گا اور یہ وعدہ بخشش ہے۔

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَاللّٰہُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَۃً مِّنْهُ وَفَضْلًا ؕ (پارہ سوم سورت بقرہ آیت ۲۶۸)

شیطان تمہیں فقیری سے دھمکاتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بخشش اور فضل کا وعدہ کرتا ہے۔

صدقہ دینے والے پھر فرمایا کہ مغفرت ان کے لئے ہے جو اللہ کے راستے میں مال و دولت خرچ کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں اپنی دولت کو لٹاتے ہیں اور استطاعت کے مطابق غریبوں مسکینوں ضعیف مصیبت زدہ محتاج اور کمزوروں کی مدد کرتے ہیں اور اللہ کے راستے میں بخل سے کام نہیں لیتے۔

روزہ رکھنے والے پھر فرمایا کہ مغفرت ان کے لئے ہے جو روزہ رکھتے ہیں۔ روزے کا اللہ نے بہت مقام رکھا ہے روزہ فرض تو ضروری رکھنا پڑتا ہے علاوہ اللہ کے بندے نفل روزے بھی رکھتے ہیں اور روزے رکھنے والے کو اللہ پسند کرتے ہیں چنانچہ کثرت سے روزہ رکھنے والوں کے لئے اللہ کی مغفرت ہے۔

شرم گاہ کی حفاظت کرنا شرم گاہ کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے اللہ اور اس کے رسول نے جو جائز طریقہ مقرر کیا ہے اس کے ذریعہ سے اپنے جذبات کی تسلی کی جائے اس کے علاوہ حرام کی طرف بالکل نہ جائے اور اللہ کی بنائی ہوئی حدوں کا احترام کرے اور ان سے تجاوز نہ کرے شرم گاہ کی حفاظت میں وہ امور بھی آتے ہیں جو انسان کو زنا کی طرف راغب کرتے ہیں جیسے برہنگی اور عریانی فحاشی وغیرہ

اللہ کی یاد پھر مغفرت ان کے لئے ہے جو کثرت سے اللہ کو یاد کرتے ہیں اس سے ایک تو یہ مراد ہے کہ ہر وقت دل یا زبان سے اللہ کا ذکر کیا جائے یا ہر کام میں اس کا دھیان اللہ کی طرف ہو۔ خواہ وہ دنیاوی طور پر کام کر رہا ہے مگر اس کا خیال اللہ کی طرف ہو اور اللہ کے تصور کو اپنے دل میں اتنا پختہ جمائے کہ اسے اللہ ہی اللہ نظر آئے۔

اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے مغفرت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جن لوگوں نے مجھ کو نہیں دیکھا مگر پھر بھی مجھ سے ڈرتے ہیں یقیناً ان کے لئے مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے یعنی اللہ سے ڈرنے کا انسان کو بہت فائدہ ہے کہ انسانی کمزوریوں کی وجہ سے اگر اس سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور انسان اللہ کے ہاں اپنے گناہوں کا اعتراف کرے تو ایسے لوگوں کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اور ان کے لئے بڑا اجر اور ثواب ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ۝ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِیْمٍ ۝

(پارہ نمبر ۲۲ آیت نمبر ۱۱)

جو لوگ اللہ سے بغیر دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر ہے بے شک آپ اس شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت کی پیروی کرے اور بے دیکھے خدائے رحمان سے ڈرے اسے مغفرت اور اجر کریم کی بشارت دے دو

کبائر سے پرہیز کرنے والوں کے لئے مغفرت

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ ایسے لوگ جو بڑے بڑے گناہوں سے بچتے ہیں اور بُرے قسم کے افعال سے پرہیز کرتے ہیں مگر ان سے اگر کوئی صغیرہ یا چھوٹے قسم کے گناہ سرزد ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کی ذات ایسے لوگوں کو معاف کر دیتی ہے بشرطیکہ انسان جان بوجھ کر ایسے فعل سرانجام نہ دے بلکہ اس سے نیچ قسم کے افعال سرزد ہو جائیں تو ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا بشرطیکہ وہ نیکی کی طرف مائل ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دامنِ رحمت بہت وسیع ہے کیونکہ انسان کی بشری کمزوریوں کو خوب جانتا ہے۔

اَلَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ کَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ۭ اِنَّ رَبَّکَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ۭ

جو لوگ بڑے گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں اگر ان سے کوئی خواہش سرزد ہو جائے تو بیشک اللہ کا دامن مغفرت بہت وسیع ہے

جہاد کرنے والوں کے لئے مغفرت

اللہ کے راستے میں تن من دھن لٹانا بہت بڑی بات ہے چنانچہ جو لوگ اللہ کے راستے میں جہاد کرتے ہیں دشمنانِ دین کے خلاف کلمہ حق بلند کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں دنیاوی مال و متاع کے علاوہ جان تک قربان کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو مغفرت کا اجر دے گا یعنی قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ضرور بخشے گا اور ان کے لئے جنت کا اجر ہوگا پھر جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ دیا جائیگا

دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

(پارہ نمبر ۵ سورت نسا آیت ۹۶)

جہاد کرنے والوں کے لئے بڑے درجے ہیں مغفرت اور رحمت ہے اللہ بڑا معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے

سرکشی چھوڑ کر اطاعت کی طرف آنے والے کے تمام گناہ معاف ہو سکتے ہیں

جب کبھی انسان سے غلطیاں ہو جائیں اور وہ گناہوں کی طرف لگا رہے مگر اسے گناہوں کا احساس ہو جائے کہ وہ گناہوں میں مبتلا رہا ہے اور اب اس کے گناہوں کی کیسے تلافی ہو سکتی ہے ان حالات میں اسے نے جو زیادتیاں کی ہیں اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہوتی ہے کہ جس کے چاہے گناہ معاف کر دے اصل میں وہ لوگ جو جاہلیت میں قتل زنا چوری ڈاکے اور اسی طرح اور بہت سے بڑے گناہوں میں غرق ہو چکے تھے اور اس بات سے مایوس ہو چکے تھے تو ایسے لوگوں کو امید دلائی گئی ہے کہ جو لوگ رب کی طرف لوٹ

آئیں تو اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ یہ تمام خوبیاں جن لوگوں میں ہونگی اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے لئے مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے اب ہم خود ہی خیال کریں کہ یہ تمام خوبیاں ہم میں کس حد تک پائی جاتی ہیں اگر غور سے اعمال کا محاسبہ کریں تو ایک عام فہم مسلمان کے ذہن میں آجائے گا کہ یہ تمام خوبیاں اکثر مسلمان کے کردار اور افعال میں موجود نہیں ہیں لہٰذا ہمیں چاہیئے کہ اللہ کی قربت کے حصول کے لئے اور مغفرت کے لئے ان باتوں پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝۳۵

(پارہ نمبر ۲۲ سورت الاحزاب آیت ۳۵)

بے شک مسلمان مرد اور عورتیں مومن مرد اور عورتیں فرمانبردار مرد اور عورتیں سچے مرد اور عورتیں صبر کرنے والے مرد اور عورتیں ڈرنے والے مرد اور عورتیں صدقہ دینے والے مرد اور عورتیں روزہ رکھنے والے مرد اور عورتیں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور عورتیں اور اللہ نے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر رکھا ہے۔

کن لوگوں کی بالکل مغفرت نہ ہوگی

احکاماتِ خداوندی کے تحت وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ قطعاً نہیں بخشے گا وہ تین قسم کے ہیں ۱۔ کافر ۲۔ مشرکین ۳۔ منافق۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ ایسا جرم کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کسی قیمت پر معاف نہیں کر سکتا

اور ایسے لوگ بخشش کے حقدار بھی نہیں ہیں۔

کافروں کی مغفرت نہ ہوگی

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ثُمَّ مَاتُوْا وَھُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ ۝

(پارہ نمبر ۲۶ سورت محمد آیت ۳۴)

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکا پھر کفر ہی کی حالت میں مر گئے تو اللہ ایسے لوگوں کو ہرگز معاف نہیں کرے گا۔

یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ وہ لوگ جو اللہ کا انکار کرتے ہیں اسے معبود نہیں مانتے وہ کافر ہیں اور پھر وہ لوگ جو اللہ کو تو کسی نہ کسی صورت میں تسلیم کرتے ہیں لیکن اس کے علاوہ ایمان کی دوسری شرائط کے منکر ہیں وہ بھی کافروں ہی کے زمرے میں شمار کئے جاتے ہیں چنانچہ ایسے لوگ جو خود کفر کا راستہ اختیار کریں اور پھر مرتے دم تک اس پر قائم رہیں اور دوسروں کو بھی دین اسلام پر ایمان لانے سے روکیں ان کے لئے ہرگز مغفرت نہیں ہے۔

اہل کتاب کے علاوہ دنیا کے تمام دوسرے مذاہب بدھمت ہندوازم جینی مت پارسیت کمیونزم جو الحاد پر مبنی ہو کے لوگ ہمارے نزدیک کافر ہیں اور شروع ہی سے یہ لوگ اسلام کو مٹانے کے درپے ہیں اور یہ لوگ دنیا میں اسلام کا جھنڈا سربلند ہونے میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہیں اگر آج بھی کوئی اس حالت میں مرتا ہے تو اس کے لئے بخشش نہ ہوگی اس کے برعکس اگر کوئی مسلمان اسلام چھوڑ کر ان کے راستے کو اختیار کرے جیسا کہ کچھ مسلمان کمیونزم کو اپنانے میں پیش پیش نظر آتے

ہیں تو ایسے لوگ بھی قیامت کے روز اللہ کے حضور مغفرت کے مستحق نہیں ہوں گے علاوہ ازیں اگر کوئی کفر کا راستہ چھوڑ کر مسلمان ہو جائے تو وہ اللہ سے بخشش کا مستحق ہو سکتا ہے۔ لہٰذا میں دنیا کے تمام انسانوں کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ وہ صحیح مسلمان بن کر اللہ سے بخشش اور مغفرت کے طلبگار بنیں اور اسی میں انسان کی فلاح ہے۔

مشرکین کی مغفرت نہ ہو گی

اللہ کی ذات صفات اور اختیارات میں کسی دوسرے کو اس کا مدمقابل سمجھنا اور اس میں سے اس کا حصے دار ٹھہرانا شرک ہے شرک اللہ کے لئے ایسا ناپسندیدہ گناہ ہے کہ اللہ شرک کرنے والوں کو ہرگز معاف نہیں کرتا کیونکہ سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے شرک کو ایک معمولی گناہ تصور نہ کرنا چاہیئے۔

شرک کرنے والے اللہ کو لوگوں کا خدا تو تسلیم کرتے ہیں مگر اسی ہی کو صرف رب اور معبود نہیں مانتے بلکہ خدائی میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں حصہ دار قرار دیتے ہیں ذات کے ساتھ شرک یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ دوسروں کو اللہ یعنی پرستش کے لائق قرار دینا جیسے کہ لوگوں نے اسلام سے قبل فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیا اور کچھ مٹی کے بتوں کو دیوی اور دیوتے قرار دیا اور پھر ان کی عبادت کی یہ سب شرک فی الذات تھے۔

صفات میں شرک یہ ہے کہ خدائی صفات میں کسی کو داخل کر دینا جیسا کہ کسی کے بارے میں یہ یقین رکھنا کہ اس کو بالکل ایسے علم غیب حاصل ہے جیسے اللہ کو حاصل ہے تو یہ شرک فی الصفات ہو گا ایسے وہ اختیارات جو صرف اللہ کے ہاتھ میں ان میں کسی کو شامل کرنا شرک فی الاختیارات ہے۔

مشرکین کے بارے میں ارشاد باری ہے کہ ان کی مغفرت نہ ہو گی۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰہِ فَقَدِ افْتَرٰٓی اِثْمًا عَظِیْمًا ○

(پارہ نمبر ۵ سورت النسار آیت ۴۸)

بے شک اللہ شرک کو معاف نہیں فرماتا اس کے علاوہ جس قدر چاہے معاف کر دیتا ہے اللہ کے ساتھ جس نے شریک ٹھہرایا تحقیق اس نے بہت بڑا جھوٹ باندھا جو بہت بڑا گناہ ہے

منافقین کی بخشش نہ ہو گی

منافقت سے یہ مراد ہے کہ انسان ظاہراً تو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے مگر دل سے اسلام کا منکر ہو ابتدا لئے اسلام میں بہت سے لوگ ایسے تھے جو مسلمانوں کی بڑھتی قوت اور طاقت سے متاثر ہو کر مسلمان ہو گئے لیکن ان کے دل میں کھوٹ تھی اور دل سے وہ اللہ اور اس کے رسول کے منکر رہے اور بے شمار موقعوں پر انہوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دیا اور آخر کار اللہ تعالیٰ نے ان کو بے نقاب کر دیا اور اپنی منافقانہ روش کی بنا پر دنیا میں بھی ذلیل و خوار ہوئے اور آخرت میں بھی ان کی منافقت نے انہیں نقصان یہ پہنچایا کہ آخرت میں ان کی مغفرت نہ ہو گی۔

رسول پاک کے دور میں جو لوگ منافقت کو چھوڑ کر مکمل طور پر حلقہ بہ گوش اسلام ہو گئے اور اپنی منافقت پر نادم ہو کر اللہ کے حضور تائب ہوئے تو ایسے لوگ اسلام ہی کے زمرے میں شمار ہوئے تو ان کے لئے اللہ کے ہاں مغفرت ہو سکتی ہے مگر اس کی بنیاد بھی صالح اعمال پر ہو گی۔

آج بھی اگر کوئی غیر مسلم جاسوسی کی غرض سے بظاہر مسلمان بن کر مسلمانوں میں رہتا ہو اور پھر اسی حالت میں مر جائے تو اس کی مغفرت نہ ہو گی کیونکہ اس نے اسلام کو سچے دل سے نہ قبول کیا بلکہ منافقانہ روش اختیار کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ایسے کردار کو اللہ قطعاً پسند نہیں کرتا لہٰذا زندگی میں کسی بھی شعبے جس

منافقانہ روش اختیار نہ کرنی چاہیئے کیونکہ یہ روش اللہ کے ہاں قبول نہیں ۔

کافر مشرک اور منافق کے لئے دعائے مغفرت نہ کی جائے

کسی بھی کافر مشرک اور منافق کے لئے بخشش کی دعا نہ کی جائے کیونکہ جب ان کے لئے اللہ کے ہاں مغفرت نہیں تو پھر ان کے لئے دعائے مغفرت کیوں اگر کوئی اللہ کے اس حکم کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے کسی بھی کافر مشرک یا منافق رشتہ دار یا ماں باپ کے لئے دعائے مغفرت کرے گا تو وہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے گنہگار ہوگا ۔

منافقین کے بارے میں قرآنِ پاک میں کھول کر بیان کر دیا گیا ہے کہ جنگِ تبوک اور فتح مکہ کے لئے جاتے وقت کچھ لوگ پیچھے رہ گئے اور وہ قصداً نہ گئے تاکہ کہیں اللہ کے راستے میں مارے نہ جائیں تو صلح حدیبیہ کے بعد جب آپؐ واپس مدینہ آئےؐ تو اللہ نے وضاحت کی کہ وہ لوگ آکر ضرور آپ سے کہیں گے کہ ہمیں اپنے اموال اور بال بچوں کی فکر نے مشغول کر رکھا تھا اور ہم سے کوتاہی ہو گئی کہ ہم نے اللہ کے حکم کو نہ مانا اور ہم آپؐ کے ساتھ نہیں گئے لہٰذا آپؐ ہمارے لئے دعائے مغفرت فرما دیں اصل میں ان کا ایسا کرنا ظاہری ہوگا کیونکہ دراصل وہ اپنی حرکت پر شرمندہ ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے مغفرت نہ ہوگی ۔

ایک اور موقعہ پر ارشادِ باری ہے کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ تاکہ اللہ کا رسول تمہارے لئے مغفرت کی دعا کرے تو سر جھٹکتے ہیں اور آپ ان کی طرف دیکھتے ہیں کہ وہ بڑے گھمنڈ کے ساتھ آنے سے رکتے ہیں اے نبی تمہیں چاہیئے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کرو یا نہ کرو ان کے لئے یکساں ہے اللہ ہرگز انہیں معاف نہیں کرے گا (سورت منافقون آیت ۶) چنانچہ اس سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ وہ لوگ جو اللہ کے خلاف ہوں ان کے لئے دعا نہ کی جائے اور کر بھی دی تو وہ قابلِ قبول نہیں ہوتی دعائے مغفرت صرف مسلمانوں

اور ہدایت یافتہ لوگوں کے لئے قبول ہوتی ہے۔

رسول سے محبت مغفرت دلاتی ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

اے نبی لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کرے گا وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔

(پارہ ۳ سورت ال عمران آیت ۳۱)

اللہ جسے چاہے معاف کرے

جس کو چاہے معاف کردے اور جس کو چاہے عذاب دے وہ معاف کرنے والا رحیم ہے (پارہ نمبر ۴ سورت نمبر ۳ آیت ۱۲۹)

اللہ کے راستے میں مغفرت

اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی رحمت اور بخشش تمہارے حصہ میں آئے گی وہ ان ساری چیزوں سے زیادہ بہتر ہے جنہیں یہ لوگ جمع کرتے ہیں اور خواہ تم مرو یا مارے جاؤ تو ہر نے اللہ کی طرف لوٹنا ہوتا ہے۔

اے پیغمبر یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے بہت نرم مزاج واقع ہوئے ہو ورنہ اگر کہیں تم سخت ہوتے تو یہ لوگ آپ کے گرد وپیش اور دور چلے جاتے ان کے قصور معاف کردو ان کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ (پارہ نمبر ۴ ال عمران سورت ۱۵۶ تا ۱۵۸)

مسلمانوں کو رسولؐ پاک سے محبت رکھنی چاہیئے جب رسولؐ سے محبت کریں تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرے گا اور رسولؐ کی محبت انسان کی مغفرت اور گناہوں کی معافی کا وسیلہ بنتی ہے۔

مغفرت میں سبقت لے جانے کی کوشش کرنا

سَابِقُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ مغفرت میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرو۔
(پارہ نمبر ۲۷ سورت الحدید آیت ۲۱)

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ مغفرت حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو جس طرح انسان کے دل میں مال و دولت عزت جاہ و حشمت اقتدار میں دوسرے سے آگے بڑھنے کی تمنا ہوتی ہے اور اس کے حصول کے لئے وہ دوسروں سے ہمیشہ آگے نکلنے کی کوشش کرتا ہے اسی طرح انسان دار المعاد کے لئے دوسروں کی نسبت اللہ کی رحمت اور مغفرت کی طرف دوڑ کر جانا چاہیئے۔

سبقت لے جانے سے یہ مراد ہے کہ تندرستی اور موت کا کیا اعتبار کہ کب آجائے چنانچہ نیک اعمال کرنے میں سستی اور ٹال مٹول نہ کرنی چاہیئے اور موت کے آنے سے پہلے دوسروں کی نسبت اپنے نیک اعمال کا ایسا ذخیرہ جمع کر لینا چاہیئے جس کی بنا پر جنت میں جا سکے۔

جنت میں مغفرت حاصل ہوگی

اللہ تعالیٰ نے پرہیزگاروں کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہے جنت ایسا باغ ہے جس میں نہریں بہتی ہیں اور طرح طرح کی ان کو نعمتیں دی جائیں گی ان نعمتوں سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرما دے گا۔ یعنی دنیا میں جو انہوں نے کوتاہیاں کی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا اور یہ مغفرت اللہ کے ہاتھ میں ہے

وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ؕ ان کے لئے اسی میں طرح طرح کے پھل ہوں گے اور ان کے رب کی طرف سے بخشش
(پارہ نمبر ۲۶ سورت محمد آیت ۱۵)

استغفار

بخشش طلب کرنے اور مغفرت کے لئے اللہ کے حضور بار بار التجا کرنے کو استغفار کہتے ہیں اور اللہ کے ہاں استغفار کرنے کا بہت بلند مقام ہے اور اللہ استغفار کرنے والوں کو بہت پسند کرتا ہے چنانچہ ہر مسلمان پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ اولین فرصت میں بارگاہ رب العزت میں عاجزی سے استغفار کرتے رہا کریں۔ قرآن میں کئی مقامات پر رسول پاک کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ اپنے رب سے استغفار کرو تاکہ وہ قبول کرے ایسا ہی ایک حکم سورت المؤمنون کے آخر میں ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہو کہ اے میرے رب مغفرت اور رحم کر کیونکہ تو سب سے اچھا رحیم ہے یہ ایک طرح کے دعا یہ جملے ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول پاک کو مغفرت مانگنے اور رحمت طلب کرنے کا حکم دیا ہے ابتدائے اسلام میں رسول پاک اور صحابہ کرام یہ دعا مانگا کرتے تھے تو کافر لوگ مسلمانوں کا مذاق اڑایا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر مسلمانوں کو تاکید کی کہ کافروں کی پرواہ مت کریں اور اللہ سے ہمیشہ رحمت کے طلبگار رہیں۔

سورت محمد میں بھی اللہ تعالیٰ نے رسول پاک کو حکم دیا ہے کہ اے نبی خوب جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے چنانچہ اپنی ذات کے لئے اور مسلمان مومن مردوں اور عورتوں کے گناہ کی معافی مانگو ظاہراً تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پاک کو حکم دیا ہے کہ وہ بھی اپنے گناہوں کی معافی مانگیں لیکن حقیقتاً نبی معصوم ہوتا ہے اور پھر توبہ کیسی مگر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو حکمانہ انداز میں مخاطب کیا ہے مگر عام انسانوں اور مسلمانوں پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ پیغمبر اللہ کی اطاعت اور بندگی میں لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہوتے ہیں لیکن وہ اللہ کے حضور میں اپنی عاجزی اور بشری کمزوریوں کے پیش نظر جھکتے ہیں گڑگڑاتے۔۔۔۔ ہیں اپنے لئے اور اپنی امتوں کے لئے بخشش

مانگتے ہیں بخشش طلب کرنے سے انسان کا اللہ کے حضور میں اپنی عاجزی ظاہر کرنا ہے
اللہ کو بہت پسند ہے اگرچہ نبی پاک انسانیت میں انسان کامل کا ایک نمونہ ہے اور ان کو توبہ
اور استغفار کا حکم دے کر اصل میں دوسروں کے لئے ایک مثال قائم کرنا ہے تاکہ دوسرے
انسان رسول پاک کی پیروی میں اللہ سے گناہوں پر توبہ کریں اور دنیا کے کسی بڑے سے
بڑے فاضل عابد عالم صوفی پیر اور شیخ طریقت کے دل میں یہ خیال تک پیدا نہ ہو سکے کہ
عبادت اور اطاعت کا حق جو تھا اس نے ادا کر دیا ہے اور وہ اپنے دل میں اس پر فخر اور
غرور کرے بلکہ اللہ تعالیٰ کے قریب خواہ کتنا ہی کیوں نہ   ہو وہ عاجزانہ انداز میں
رہے کبیرہ صغیرہ گناہوں کے علاوہ بھی بہت گناہ ہیں جنہیں انسان نہیں جانتا لیکن اللہ
سے ان گناہوں کی بھی مغفرت طلب کرنی چاہیئے لیکن اللہ بہتر جاننے والا ہے۔

رسول پاک کی زندگی میں دین اسلام کی جب تکمیل ہوئی اور اسلامی ضابطہ حیات کے
احکامات ہر لحاظ سے پورے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو غالب کر دیا اور اس
وقت لوگ اللہ کی مدد اور نصرت سے فوج در فوج دین اسلام میں داخل ہو گئے تو اللہ
تعالیٰ نے نبی پاک کو ارشاد فرمایا کہ اے نبی اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کر اور اس سے
مغفرت کی دعا مانگو بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے یہاں پر بھی خطاب اگرچہ
براہ راست رسول پاکؐ کو ہے لیکن ہر مسلمان کے لئے پیغام ہے کہ وہ اسلام کو عملی
طور پر خود اپنائے اور پھر دوسروں کو اسلام پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرے پھر ان
میں خطا ہو جائے تو اس پر توبہ کرے کیونکہ انسان گناہ یا خطا کا سرزد ہو جانا بعید از قیاس
نہیں انسان نے اسلام کے لئے خواہ کتنی قربانیاں دی ہوں اسلام پر عمل پیرا ہونے میں کتنی
جانفشانی سے محنت کی ہو مگر اس کے دل میں کبھی بھی خیال پیدا نہیں ہونا چاہیئے کہ اس
نے جو سرانجام دیا ہے وہ بے عیب ہے بلکہ اس کی بے عیبی تو صرف اللہ کی ذات کو معلوم
ہے اور اسے اللہ سے دعا مانگنا چاہیئے کہ جو خدمت اس نے سرانجام دی ہے اس کو

اللہ تعالیٰ قبول کرے اور میری کوتاہیوں کو معاف کر دے۔

رسول پاک کو جب اللہ تعالیٰ مغفرت اور توبہ کرنے کا حکم دے رہا ہے تو پھر دنیا کا کوئی انسان یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اسے توبہ کی ضرورت نہیں بلکہ یہ تو مسلمانوں کے لئے ایک درس ہے کہ اپنی عبادت و ریاضت اور کسی خدمت دین کو بڑا نہ سمجھیں اور ہمیشہ اس کے دربار میں فتح اور کامیابی کے بھی عاجزانہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔

ایک اور موقع پر سورت آل عمران میں رسول پاک کو فرمایا گیا ہے کہ ان سے درگزر کرو اور ان کے لئے استغفار کرو یہاں پر رسول پاک کو حکم دیا ہے کہ ان کے لئے یعنی مومنین کے لئے خاص کر صحابہ کرام کے لئے دعا کریں رسول پاک خدا کی رحمت کے باعث انتہائی نرم دل اور اپنے صحابہ سے اور دوسرے انسانوں سے بڑی شفقت اور پیار سے پیش آتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا ہے کہ اگر ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو اسے درگزر کر دیا کرو اور ان سے جو کوتاہی سرزد ہو جائے تو اس کے لئے ان کے حق میں استغفار کیا کریں۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی احکامات کی تعمیل میں بذات خود توبہ اور استغفار کا راستہ اختیار کیا اور لوگوں کو توبہ و استغفار کی تلقین کی۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں دن میں ۷۰ مرتبہ سے بھی زیادہ توبہ کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

ایک اور حدیث میں حضرت اغر بن یسار رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کیا کرو اور مغفرت چاہا کرو میں بھی سو مرتبہ دن میں توبہ کرتا ہوں۔ ان احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے ظاہر کرنا مقصود

تھا کہ دن میں کثرت سے توبہ کی جائے رسول اللہ نے توبہ کا یہ ذکر لوگوں کو توبہ و استغفار
کرنے کے لئے ترغیب کے طور پر کیا ہے کہ جب میں خود اتنی کثرت سے توبہ کرتا ہوں تو ہر
کسی کو چاہیئے کہ وہ بھی توبہ کا ورد کثرت سے کرے امت کو اپنے گناہوں
پر اللہ کے حضور نادم ہونا چاہیئے اور زیادہ سے زیادہ توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہیئے۔

نبی کی معصومیت اور توبہ کا تعلق

نبی معصوم ہوتا ہے اور اس سے گناہ سرزد نہیں ہوتا

کیونکہ نبی پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا نزول رہتا ہے جس وجہ سے نبی
اللہ تعالیٰ کی رحمت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے یا بچایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات
انبیاء کو خود گناہوں سے بچاتی ہے البتہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ نبی میں بحیثیت نبی گناہ کرنے
کا مادہ ہی نہیں ہے نفس ہر انسان میں ضرور ہے جو انسان کو گناہوں کی طرف آمادہ کرتا
ہے اسی وجہ سے نبی سے بعض احکاماتِ الٰہیہ کو بجالانے میں لغزش سرزد ہو سکتی ہے یا
کوتاہی واقع ہو سکتی ہے جیسے کہ حضرت آدم کو اللہ تعالیٰ نے شجرہ ممنوعہ کے پاس جانے
اور پھل کھانے سے منع فرما دیا تھا لیکن پھر شیطان کے لغزش دینے سے حضرت آدم سے
خطا ہو گئی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے بالکل معصوم اور محفوظ ہیں کیونکہ آپ
کے دل کو چاک کر کے جسمانی آلائشوں سے پاک کر کے حکمت نور بھر دی گئی تھی جس کی
بنا پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر طرح کے گناہ سے محفوظ کیا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ
جب آپ نے کوئی گناہ نہیں کیا تو قرآن پاک میں توبہ اور استغفار پڑھنے کی تلقین کیوں
کی گئی تو اس کی وجہ یہ ہے بتقاضاء بشریت اگر کسی حکم کی تعمیل میں رضائے الٰہی کے
مطابق پورا کرنے میں سستی یا کمی رہ گئی ہو جس کی باز پرس عام انسانوں سے تو نہیں لیکن
نبی سے اس غفلت کوتاہی یا اجتہادی غلطی کی باز پرس ہو سکتی ہے چنانچہ نبیوں کو بھی توبہ

اور استغفار کا حکم ہوا اور انبیاء نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا۔

سورت فتح میں اللہ نے فرمایا ہے کہ اے نبی ہم نے تجھے کامیابی دی اور فتح دی تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے سارے گناہ اگلے اور پچھلے معاف کر دے علاوہ ازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی سوال کیا گیا جب اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے تو آپ اتنی کثرت سے توبہ و استغفار کیوں کرتے ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنی شان کریمی کی بنا پر میری تمام اگلی پچھلی کوتاہیوں دانستہ یا نادانستہ خطاؤں کو معاف کر دینا بہت بڑا انعام و احسان ہے اس کی نعمتوں اور احسانوں کا شکر اسی طرح ادا ہو سکتا ہے کہ میں اللہ کے معاف کر دینے کے باوجود اسے کثرت سے یاد کروں اور توبہ و استغفار کروں یہی میری عبدیت کا تقاضا ہے۔

۱۲۴

استغفار کے اوراد

عام اوقات میں جب ہم کوئی کر رہے ہوں تو اس وقت اگر استغفر اللہ کا ورد کیا جائے تو بہت بہتر ہے اگر کوئی وقت مقرر کر کے اس ورد کو کثرت سے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس انسان کی مغفرت کر کے اس پر اپنی عنایات کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

اس کے پڑھنے کا ایک خاص طریقہ یہ ہے کہ اس کے پڑھنے کے لئے وقت مقرر کیا جائے اور خاص کر عشاء کی نماز کے بعد کا وقت نہایت موزوں وقت ہے اور پھر ۳۱۰ مرتبہ اس کا ورد کیا جائے اور ۴۱ دن تک اس طرح ورد کیا جائے تو انسان پر رقت طاری ہو گی اور اللہ کے حضور میں انسان کو سچی توبہ کی توفیق حاصل ہو گی۔

جناب قبلہ حاجی الزاختر کے نزدیک اللہ رحیم و رحمان سے تلافی گناہ کا سب سے موزوں وقت راحت کا پچھلا پہر ہے اور خاص کر جمعرات اور جمعہ کے درمیانی شب کو چار چھ یا آٹھ رکعت تہجد کی ادا کرے اور بارگاہِ ایزدی میں خوب روئے

گڑگڑائے حتیٰ کہ رقت طاری ہو جائے خدا کی قسم انسان کا بڑے سے بڑا گناہ بھی اُن ندامت کے آنسوؤں سے دھل جائے گا۔

عام استغفار استغفار کے وردوں میں سے اس آیت کا ورد بھی بہت ہی اعلیٰ ہے۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ

ترجمہ: میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ زندہ اور قائم ہے اور اس کی جانب رجوع کرتا ہوں۔

اس استغفار کی انتہائی فضلیت ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ صدقِ دل سے اگر تین یا پانچ مرتبہ اس کا ورد کیا گیا اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تو اس کی مغفرت ہو جائے گی اگرچہ وہ میدان جہاد ہی سے بھاگا ہو۔

دوسری روایت میں ہے کہ اگرچہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے مانند ہی کیوں نہ ہوں اللہ کا راستہ تلاش کرنے کے لئے اس استغفار کا ورد بہت ضروری ہے اس کو جتنا کثرت سے پڑھا جائے گا اتنے ہی اس پر اسرار ظاہر ہوں گے اور وہ شخص اللہ کے قریب ہوتا جائے گا۔

توبہ کے وردوں میں سے اس آیت کا پڑھنا بھی بہت مفید ہے۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ	اے میرے پروردگار تو مجھے بخش
اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ	دے اور میری توبہ قبول کر
الرَّحِیْمُ ؁	بیشک تو ہی توبہ قبول کرنے والا ہے

سید الاستغفار سید الاستغفار کا مطلب ہے سب سے بڑا استغفار اس استغفار کے بارے میں فرمایا گیا ہے جو شخص اس استغفار کو ایک مرتبہ دن یا رات میں یقین کامل کے ساتھ پڑھ

لے گا اگر وہ اس دن یا رات میں وفات پا جائے گا تو وہ ضرور جنتی ہوگا۔

اس استغفار کے کثرت سے ورد سے انسان کی طبیعت میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے اور انسان کے دل میں اللہ کے راستے کی طرف رجوع پیدا ہوتا ہے جوں جوں انسان اس استغفار کا ورد زیادہ کرے گا ویسے اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اس استغفار کو ایک مرتبہ ہر انسان کو چاہیئے کہ وہ ہر نماز کے بعد پڑھ لے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اس استغفار کو ایک مرتبہ دن میں اور ایک مرتبہ رات میں ضرور پڑھنا چاہیئے اس استغفار میں اللہ تعالیٰ کی معبودیت کا اقرار ہے اور ساتھ ہی اپنے گناہوں پر اللہ سے توبہ اور پناہ ہے جو شخص اللہ سے سچے دل اور یقین کامل سے اس کلی معبودیت کا اقرار کرے اور پھر گناہوں سے بچنے کی توفیق اللہ سے طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس دعا کو ضرور قبول فرماتے ہیں۔

استغفار یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ اَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

اے اللہ تو میرا رب ہے تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں میں تیرا ہی بندہ ہوں اور میں تیرے عہد و پیمان اور تیرے وعدے پر اپنی استطاعت کے بقدر قائم ہوں میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں تیری جو نعمتیں میرے سامنے ہیں ان کا میں اعتراف کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں۔ پس تو میرے گناہ بخش دے اس لیئے کہ تیرے سوا کوئی گناہ نہیں بخش سکتا۔

رات کے استغفار سونے سے پہلے بھی انسان کو ضرور اللہ سے استغفار کرنا چاہیئے اور اپنے کئے ہوئے گناہوں اور کوتاہیوں پر توبہ کرنی چاہیئے اور اس وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ وَضَعْتُ جَنْبِيْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَاخْسَأْ شَيْطَانِيْ وَفُكَّ رِهَانِيْ وَثَقِّلْ مِيْزَانِيْ وَاجْعَلْنِيْ فِي النَّدِيِّ الْاَعْلٰى

میں نے اپنا پہلو اللہ کے نام کے ساتھ رکھا اے اللہ میرا گناہ بخش دیجیے اور میرے شیطان کو دور فرمایئے اور مجھ کو بری الذمہ فرمایئے اور میرے ترازو کو (نیکیوں سے) بھاری کیجئے اور مجھ کو بڑی مجلس میں کیجیے۔

اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو تہجد کی نماز کی توفیق دیتے ہیں وہ لوگ انتہائی خوش قسمت ہیں کیونکہ اس وقت بارگاہِ رسالت اور اللہ کی عنایات کے حاصل کرلے کا خاص وقت ہوتا ہے لہٰذا تہجد کے وقت جب اٹھیں تو یہ دُعا پڑھیں۔

اَنْتَ رَبُّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ اَنْتَ اِلٰهِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ

اے اللہ آپ پروردگار ہمارے ہیں اور آپ ہی کی طرف مرجع ہے پس بخش دیجیئے میرے پچھلے اور اگلے اور پوشیدہ اور کھلے گناہ اور وہ گناہ جن کی آپ کو مجھ سے زیادہ خبر ہے آپ ہی آگے بڑھانے والے ہیں اور آپ ہی پیچھے ہٹانے والے ہیں اور آپ میرے معبود ہیں کوئی آپ کے سوا معبود نہیں ہے۔

کلمہ استغفار

اسلام کے چھ کلموں میں سے پانچواں کلمہ استغفار ہے جس کا پڑھنا بھی بہت مفید ہے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهٗ عَمَدًا اَوْ خَطَأً سِرًّا اَوْ عَلَانِيَةً وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْبِ الَّذِیْ لَا اَعْلَمُ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُيُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِيْمِ۔

میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں جو میرا رب ہے تمام گناہوں سے وہ گناہ جو عمداً ہوں یا خطا سے پوشیدہ ہوں یا ظاہر اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اس گناہ سے کہ میں جانتا ہوں اور اس گناہ سے کہ نہیں جانتا میں تحقیق تو جاننے والا ہے غیبوں کا اور چھپانے والا ہے عیبوں کا اور گناہوں کا بخشنے والا ہے نہ کوئی طاقت اور نہ کوئی قوت مگر ساتھ اللہ کے ہے جو بلند عظیم ہے۔

توبہ کی مخصوص دعائیں

احادیث سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپؐ نے کسی خاص وقت اور موقع کے مطابق بعض توبہ کی دعاؤں کو مخصوص کیا ہے جو اس وقت پڑھنا نہایت ہی مفید ہے متقی پرہیز گار اور اللہ کو تلاش کرنے والے مریدین ان کو ضرور پڑھتے ہیں اور وہ دعائیں یہ ہیں۔

وضو کے وقت

وضو شروع کرتے وقت قبل بسم اللہ شریف پڑھ کر اس کے بعد یہ استغفار کی دعا پڑھنی چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ

اے اللہ میرا گناہ بخشش دیجئے اور میرے گھر میں وسعت دیجئے اور میرے رزق میں برکت عطا فرمائیے۔

وضو کرنے سے فارغ ہونے کے بعد استغفار کی یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ۔

اے اللہ میں آپ کی پاکی بیان کرتا ہوں آپ کی حمد کے ساتھ اور آپ سے بخشش چاہتا ہوں اور آپ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔

مسجد میں جانے اور نکلنے کے وقت استغفار

مسجد میں داخل ہوتے وقت توبہ کے لئے یہ پڑھنا چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ

اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

مسجد سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہیئے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ ۔

اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

ولایت اور توبہ

روحانیت اور توبہ کا تعلق

ولی اللہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور ان پر انوارات الٰہیہ کا نزول ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ رحمتِ خداوندی کے سایہ تلے ہوتے ہیں۔

ولایت کا حصول دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ ہے کہ روز ازل سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو منتخب کر رکھا ہے کہ فلاں فلاں اس کے خاص بندوں کے گروہ سے ہوں گے اور وہ اللہ کے دوست ہوں گے دوسرے وہ لوگ ہیں جو اپنی عبادت اور اطاعت پر اللہ کے حضور دعا گو ہوتے ہیں اور آرزوئیں کرتے ہیں کہ اللہ ان کو اپنے خاص بندوں میں شمار کرے چنانچہ ایسے لوگوں کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی دوستی سے نوازتا ہے اور ان کا شمار بھی مخصوص بندوں کے گروہ میں ہونے لگتا ہے۔ ان دونوں طرح سے خواہ کسی طرح سے انسان کا رابطہ اللہ کے ساتھ قائم ہو ان کو سب سے پہلے اللہ کے حضور تائب ہونا پڑتا ہے اور بقیہ زندگی استغفار میں گزارنی پڑتی ہے۔

سب سے اوّل توبہ کئے بغیر کوئی شخص بھی ولایت کی منزل کو نہیں پہنچ سکتا بزرگان دین کی تاریخ شاہد ہے کہ جب کسی کے دل میں اللہ کی لگن اور عشق پیدا ہوا تو اس نے سب سے پہلے اللہ کے حضور اپنے سابقہ گناہوں پر توبہ کی اور پھر سلسلہ آگے بڑھا بزرگان دین میں سے بعض تو بچپن ہی میں تائب ہوئے اور ان کے والدین نے انکی صالح تربیت کی کہ وہ بہت کم گناہوں میں آلودہ ہوئے بعض اولیاء اکرام نے جوانی میں توبہ کی اور بعض نے جوانی کے بعد توبہ کی مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ عمر کے ابتدائی حصہ میں جتنی جلدی کوئی توبہ کرے گا اور گناہ کو ترک کر کے اللہ کی اطاعت کی طرف راغب ہوگا اتنی جلدی اس کو منزل ملے گی اور اس کو منزل کے حصول میں زیادہ دشواریوں

کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا لیکن منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے انسان کو راستے میں بے شمار مقامات گزرنا پڑتا ہے اور ان مقامات کو عبور کرنے کے لئے ایک عرصہ درکار ہوتا ہے اور اس عرصے کو کیفیت یا حال کہتے ہیں اور اس مقام کی اصل بنیاد توبہ ہے اور ہر روحانی کیفیت کی کنجی توبہ ہے اور توبہ ہی وہ ابتدا ہے جس کے ذریعے سے روحانی مقامات کا آغاز ہوتا ہے اور توبہ ہی وہ بنیاد ہے جس کی بنا پر اس کے خاص بندے ولایت اور روحانیت کے مرتبے تک پہنچے اور پھر اعلیٰ سے اعلیٰ درجات پاتے ہیں۔

توبہ سے پہلے انسان کے اندر ایمانِ کامل کا ہونا انتہائی ضروری ہے ایمان کامل انسانی ضمیر کو زندہ رکھتا ہے انسان جب برائیوں کی طرف بڑھنے لگتا ہے تو سب سے پہلے اس کا ضمیر اس کو ملامت کرتا ہے کہ وہ برائی اور گناہ کیوں کرنے لگا ہے اور ایسے ضمیر کو ملامت کرنے والا ضمیر کہتے ہیں ضمیر کی یہ کیفیت کسی نیک بزرگ کی صحبت میں بیٹھنے سے بہت جلد پیدا ہوتی ہے یا نیک والدین اور رزق حلال کھانے والے والدین کی دعاؤں سے فطری طور پر اولاد میں موجود ہوتی ہے یا قدرتی طور پر ایسا ماحول مل جائے جس کے زیر اثر انسان نیکی کی طرف راغب ہو جائے جب برائی کرنے پر انسان کا ضمیر انسان کو ملامت کرنے لگ جاتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے انسان غمگین رہنے لگتا ہے وہ سوچتا ہے کہ اس سے برائی اور گناہ کیوں سرزد ہو گئے ہیں چنانچہ جب انسان کی یہ کیفیت ہوتی ہے تو طالب حق میں بیداری پیدا ہوتی ہے اور وہ بیداری انسان کو اللہ کی طرف لے جانا چاہتی ہے اور یہی بیداری انسان کو نیک راستے کی راہنمائی کرتی ہے جب بھی کوئی غافل غفلت کی نیند سے جاگتا ہے اور یہی بیداری اسے راہ ہدایت کی تلاش پر ڈال دیتی ہے اور جب تلاش کی طرف آتا ہے تو اللہ کے راستے کی ضرورت پیش آتی ہے اور [illegible] راستے کے حصول کی خاطر انسان کو توبہ کی طرف لوٹنا پڑتا ہے کیونکہ توبہ کے بغیر اور کوئی چارہ نہیں ہوتا کہ منزل حق کا راستہ نصیب ہو اور بیدار انسان ہی راہ توبہ کے آغاز میں پہنچتا

ہے بیداری مردِ مومن کے دل میں اللہ کی نشانیوں میں سے ایک ہے جو انسان کو توبہ کار استہ بناتی ہے توبہ کر لینے کے بعد توبہ پر قائم رہنا بہت ضروری ہے چنانچہ توبہ کی برقراری کے لئے نفس کا محاسبہ کرنا ضروری ہوتا ہے جب تک نفس کا محاسبہ نہ کیا جائے گا تو اس وقت تک استقامت توبہ نصیب نہیں ہوتی انسان کو سوچنا چاہیئے۔ کہ اس دن سے قبل اپنے اعمال کا محاسبہ خود کر لینا چاہیئے جس دن اللہ کے حضور ہمارے اعمال کا محاسبہ ہوگا اور اس وقت انسان بالکل بے بس ہو چکا ہوگا۔

اسلامی عبادات نماز حج روزہ زکوٰۃ کی انجام دہی سے انسانی اعمال کا محاسبہ ہوتا ہے اور جوں جوں انسان عبادات کی طرف قدم بڑھاتا ہے تو اس میں استقامت" توبہ نصیب ہوتی جاتی ہے اور یہ عبادات انسان کو نفسانی خواہشات اور دنیا کی غلامی سے بچانے کے لئے اہم کردار ادا کرتی ہیں اعمال کے محاسبے کے بعد اعمال کی نگرانی کی ضرورت پیش آتی ہے کیونکہ اعمال کی نگرانی توبہ میں استقامت پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ بزرگان دین نے فرمایا کہ جو اللہ کا بندہ اپنی نگرانی پر سخت نگاہ رکھتا ہو اس کی ولایت قائم رہتی ہے اپنی نگرانی کے لئے مراقبہ سب سے عمدہ ہے اور باطن کی نگہداشت کے لئے مراقبہ بہت سود مند ہے کیونکہ ظاہری اعمال کے محاسبے اور مراقبہ کے ذریعے باطن کی پاکیزگی دو ایسی چیزیں جن سے توبہ قائم رہتی ہے۔

حضرت شیخ عمرؒ فرماتے ہیں کہ مراقبہ علم قیام ہے اور اسی کے ذریعے علم حال کی تکمیل ہوئی اور اس کی کمی بیشی کا علم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے ساتھ اپنے تعلقات کا معیار معلوم کرے یہ تمام چیزیں صحیح توبہ کے لئے ضروری ہیں۔ کیونکہ تصور عزائم کا پیش خیمہ ہوتا ہے اور عزائم اعمال کا پیش خیمہ ہوتے ہیں تصورات سے قلب کے ارادہ کی تکمیل ہوتی ہے چنانچہ قلب اعضاء و جوارح کا حاکم ہے اس لئے جب تک قلب کوئی ارادہ نہ کرے اور اس وقت تک اعضا حرکت میں نہیں آتے لہذا

مراقبہ ایسی چیز ہے جس کے ذریعے بُرے تصورات کے مواد کا قلع قمع ہوتا ہے مراقبہ کی تکمیل سے توبہ کی تکمیل ہوتی ہے اور جو تصورات کو ضبط کرے وہ اعضاء جوارح کی ضروریات کو فراہم کر لیتا ہے بہر حال مراقبہ کے ذریعے قلب سے بُرے ارادوں کی جڑوں کا قلع قمع ہو جاتا ہے اس کے بعد مراقبہ سے جو بات چھوٹ جائے اس کی تلافی محاسبہ کر لیتا ہے۔

صحیح توبہ کرنے کے بعد اللہ کی طرف توجہ لگانی چاہیئے کیونکہ توبہ کر کے اگر توجہ کو اللہ کی طرف سے ہٹا کر دنیا کی طرف لگایا جائے تو وہ روحانی منازل جو طالب نے طے کر لے تھے وہ وہیں رک جائیں گے بلکہ ہو سکتا ہے کہ اللہ سے توجہ ہٹانے سے وہ تمام جو اسے توبہ کے ذریعے سے حاصل ہوا ہو وہ بھی ضائع ہو جائے۔ سچی اور صحیح توبہ اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اعمال کے نقائص کو دور کیا جائے گا اور نقائص کو دور کرنے کے لئے سچے دل سے مجاہدہ کرنا ضروری ہے اور مجاہدہ کے لئے صبر ضروری ہے اور صبر سے طالبانِ حق کی اکثر آزمائش ہوتی ہے مفلسی صدمات تکلیف و مصائب فقر و درویشی کے آنے پر صبر کرنا لیکن صبر خدا کے لئے ہو اور اس کے راستہ کا ہو اور حقیقی صبر میں تنگی محسوس نہیں کرنی چاہیئے اور حقیقی صبر توبہ کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے صبر انسان کے نفس کو مطمئن کرتا ہے اور اطمینان کے لئے تزکیہ نفس بھی ضروری ہے اور تزکیہ نفس توبہ سے حاصل ہوتا ہے لہٰذا جب سچی توبہ سے نفس پاک ہو جائے اور نفس میں نرمی عاجزی و انکساری پیدا ہو جائے اور عاجزی انسان کو رضا کے مقام تک لے جاتی ہے اور اللہ کی رضا کا حاصل ہونا سچی توبہ کا پھل ہے۔

توبہ کرنے والا اپنے اعضا کو برائیوں سے محفوظ رکھتا ہے اور اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر اس کی اطاعت کرتا ہے اس طرح وہ اللہ کی نعمتوں کا شکر بجا لاتا ہے کیونکہ انسان کے جسم کے تمام اعضا اللہ کی نعمت ہیں انہیں گناہوں سے بچا

کہ خدا کی اطاعت میں مصروف رکھنا اصل شکر گزاری ہے لہٰذا سچی توبہ سے بڑھ کر اور کونسی شکر گزاری ہو سکتی ہے۔

لہٰذا خلاصہ یہ نکلا کہ ولایت کے حصول اور پھر ولایت میں مقام بندگی تک پہنچنے کے جتنے بھی مدارج طے کرنے پڑتے ہیں ان سب میں سچی توبہ پر قائم رہنا ضروری ہے اور آخر کار انسان توبہ اور استغفار کی معاونت اور مدد سے اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ جاتا ہے اور یہی وجہ ہے اولین دور کے صوفیا اور بزرگانِ دین نے توبہ پر قائم رہنے پر بہت زور دیا۔ اور توبہ ہی کو کامیابی کے زینے کی کنجی قرار دیا۔

نگاہِ ولی اور توبہ

یہ دنیا اللہ کے نیک بندوں اور بزرگوں سے خالی نہیں کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا جبکہ اللہ کو یاد کرنے والے اس دنیا میں موجود نہ ہوں اللہ کے یہ نیک اور صالح بندے خواہ کسی پیر کے روپ میں ہوں یا کسی فقیر یا درویش کے رنگ میں گدڑی نشین ہوں یا کسی شیخ طریقت کے لبادہ میں لوگوں کو راہ حق کی دعوت دے رہے ہوں یا کسی واعظ اور خدمت گار کی صورت میں خلق خدا کی خدمت میں مصروف ہوں ان کے پیش نظر ہر حال میں اللہ کی رضا اور مخلوقِ خدا کو راہ راست پر لانا مقصود ہوتا ہے۔

اللہ کے ایسے خاص بندے جنہوں نے عشق الٰہی میں تن من دھن کی بازی لگائی ہوتی ہے ان پر اللہ کی خاص رحمت اور عنایات برستی ہیں ان کی نگاہ میں وہ کیمیائی تاثیر ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے حکم اور رحمت سے تقدیر کو بدل سکتے ہیں جو بظاہر تو زمین پر بیٹھے ہوتے ہیں لیکن لامکاں کی خبر دیتے ہیں وہ اکثر اس جستجو میں ہوتے ہیں کہ کوئی طالبِ رشد و ہدایت ان کے پاس آئے جس کو وہ اللہ کی راہ بتلائیں اور اس کے عشق میں جلنا سکھلائیں اللہ کے ایسے خاص الخاص بندے اللہ کے حضور میں جب طالب کے لئے دعا فرماتے ہیں توجہ دیتے ہیں تو ان کی دعا بارگاہِ ربّ العزت میں قبول

ہوتی ہے اُدھر ان کی نگاہِ عنایت اور لطف و کرم ہوتا ہے ادھر انسان کی تقدیر بدل جاتی ہے اور اسے اللہ کا راستہ مل جاتا ہے اور اس کا شمار اللہ کے محبوب بندوں میں ہونے لگتا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ ان کی دعا سے طالبانِ حق کو سچی توبہ کی توفیق مل جاتی ہے سب سے پہلے طالب کے دل میں توبہ کا احساس پیدا ہوتا ہے اس احساس کے نتیجہ میں طالب اللہ کے حضور گڑ گڑا کر روتا ہے اپنے ماضی کے گناہوں پر نادم ہوتا ہے اور اللہ کے حضور سچے دل سے معافی مانگتا ہے اور اللہ معاف فرماتا ہے ولی کی نگاہ سے جب اس کے دل کی آنکھ کھلتی ہے اور اس پر یہ راز آشکارا ہوتا ہے کہ توبہ کرنے سے وہ جس دنیا میں داخل ہوا ہے وہ مادی دنیا سے کہیں بلند و برتر ہے

ناقص پیر اور بے اثر توبہ

آج کل اسلامی تصوف میں رسمی پیری مریدی کا عام رواج ہے اور دن بدن یہ عروج پر پہنچ رہی ہے دنیا کے دوسرے ممالک کی نسبت پاک و ہند میں اس کا بہت زیادہ رواج ہے اور پیر عظام کو معاشرہ میں بڑی احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے لیکن ایک عام انسان اللہ کے اطاعت گزار بندے اور نفسانی خواہشات کے غلام پیر میں فرق نہیں کر سکتا ہے ہماری قوم کے ان پڑھ اور معمولی پڑھے لکھے تو ایک طرف بڑے بڑے دانشور اور علماء بھی اللہ کے محبوب بندے کی تلاش میں دھوکہ کھا جاتے ہیں کیونکہ عالم اور کامل میں بہت فرق ہوتا ہے اور ہمارا معاشرہ عامل پیروں سے بھرا پڑا ہے اور ہمارے پاس کوئی ایسا معیاری پیمانہ موجود نہیں جس سے عام انسان کھرے اور کھوٹے پیر میں امتیاز پیدا کر سکے پیر کی اتباعِ کتاب و سنت کو اگرچہ بزرگانِ دین نے پرکھنے کا ایک معیار قرار دیا ہے لیکن اکثر دیکھا جاتا ہے کہ دھوکہ دینے والے حضرات ظاہراً اپنے آپ کو کتاب و سنت کے پابند بھی بنا لیتے ہیں مگر ان کے دل میں طلبِ دنیا کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔

راہِ حقیقت کے طالب بھی سچے طالب نہیں رہے کیونکہ آج کے پریشان حال مسلمان کے
پیش نظر پیر کا مرید بن کر اللہ کی ہدایت کا راستہ اختیار کرنا مقصود نہیں اور نہ ہی ان میں
اللہ کی سچی لگن تڑپ سوز و مستی اور جستجو ہوتی ہے اور نہ ہی نیت میں خلوص ہوتا ہے بلکہ
ان کے پیش نظر پیروں کا مرید بننے میں مادی خواہشات کا خاطر خواہ حل ہوتا ہے اور
ان کے دل میں مرید بننے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ پیر کی دعا سے وہ راتوں
رات دولت مند بن جائیں یا کسی نہ کسی صورت میں زندگی کی مادی مشکلات کا حل نکل
آئے کوئی پیر کا مرید اس لئے بنتا ہے کہ اس کا سلسلہ روزگار بن جائے اس کے ذرائع
آمدن میں وسعت ہو جائے کسی کو عورت کا مسئلہ درپیش ہو تو وہ اس کے حصول کے
لئے مرید بنتا ہے کسی کو بیماری سے نجات نہ ملتی ہو وہ مریدی کے باعث نجات تصور
کرکے مرید بنتا ہے ایسے لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو اللہ کو حاصل کرنے کے لئے پیر
کی مریدی اختیار کرتے ہیں بیشک ان حالات میں دنیاوی اغراض کی خاطر جب کوئی
طالب کسی پیر کے پاس جاتا ہے اور مقصد یہ ہوتا ہے کہ بیعت کرنے سے دنیا سدھر
جائے اور خواہشات کی تکمیل ہو تو پیر صاحب بھی فوراً مرید بنانے کی کرتے ہیں تاکہ
مریدوں کی تعداد میں اضافہ ہو ان کے مرید کرنے کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے پیر طالب کو
پہلے دو رکعت نفل توبہ پڑھنے کے لئے کہتا ہے نفل پڑھانے کے بعد پیر کہتا ہے کہ تم
اللہ کے حضور میں اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کرو اور آئندہ ان سے بچنے کا عہد کرو اور
مرید اپنی زبان سے اقرار کرتا جاتا ہے پھر پیر صاحب ایسے کچھ ہدایات عقائد اور
وظائف کے بارے میں تعلیم دے دیتے ہیں اور اگر کوئی شرینی وغیرہ تقسیم کرنی ہو
تو خیر و برکت کے لئے تقسیم کر دی جاتی ہے یہ ایک مرید کرنے کا عام طریقہ ہے مگر
ایسا ہی ملتا جلتا طریقہ ہر طریقت میں پایا جاتا ہے اگرچہ یہ طریقہ بیعت بالکل صحیح
ہے لیکن چونکہ طالب کی نیت میں خلوص نہیں ہوتا اور وہ بیعت کے بعد پیر کے سامنے

اپنی مشکلات کا انبار پیش کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اللہ سے دعا فرمائیں یا مجھے کوئی تعویذ یا وظیفہ بتائیں جس سے میری مرادیں بر آئیں اور دنیاوی مقاصد پورے ہوں ایسی مریدی میں چونکہ انسان حقیقی معنوں میں طالب اللہ نہیں بنتا تو اس کی توبہ کے بھی خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں ہوتے اور انسان پیر کے سامنے اقرارِ توبہ کرنے کے بعد پھر اپنی عملی زندگی میں برائیوں کو اپنائے رکھتا ہے وہ پیر کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا ہے اور دنیا کی ہیرا پھیری کو بھی ترک نہیں کرتا حلال و حرام تمیز نہیں کرتا اور کسبِ حلال کی طرف توجہ نہیں دیتا اور مریدی اختیار کرنے کے ساتھ گناہ بھی کرتا ہے تو ایسی پیری مریدی سے انسان کو کوئی روحانی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ سچی توبہ کی توفیق حاصل ہو سکتی ہے۔

توبہ اور استقامتِ ایمان!

توبہ سے ایمان میں استقامت پیدا ہوتی ہے اور استقامتِ ایمان اللہ کی وحدانیت اور معبود ہونے پر یقینِ کامل کی علامت ہے استقامتِ ایمان سے بندے پر یہ بات بھی عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ کے سوا دین و دنیا میں نجات دینے والا اور کوئی نہیں انسان اس کی خدائی سے بھاگ کر کہیں بھی نہیں جا سکتا۔ جب انسان کی زندگی ہر طرح اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور نوازشوں کی مرہونِ منت ہے تو پھر بندہ خدا کو چھوڑ کر اور راستہ کیوں اختیار کرے۔

تائب پر یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ جہان کا پیدا کرنے والا اور اس کا نظام چلانے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں وہ زندہ اور قیوم ہے قادرِ مطلق ہے اللہ جو چاہتا ہے کر سکتا ہے اور اپنے ارادے اور اختیار میں کسی کا پابند نہیں ہے اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر ہے تمام صفاتِ الٰہیہ اس کی ذات سے وابستہ ہیں ان تمام حقائق کو دل میں جگہ دینے سے تائب کے ایمان میں بے پناہ پختگی پیدا ہوتی ہے اور پختگی ایمان انسان کو ہر گناہ سے بچانے میں مدد دیتی ہے۔

توبہ ہی توبہ

وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ ۠ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰہُ ۠ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا فَعَلُوْا وَھُمْ یَعْلَمُوْنَ ؀

جب ان لوگوں سے کوئی فحش کام ہو جائے یا کوئی اپنی جان پر گناہ کر بیٹھیں تو فوراً اللہ کا ذکر اور استغفار کرنے لگ جاتے ہیں اور اللہ کے علاوہ کوئی گناہ بخشنے والا ہی نہیں ہے اور وہ لوگ باوجود علم کے کسی برے کام پر اڑتے نہیں۔

انسان سے غلطی ہو جانا کوئی بعید نہیں ہے قرآن میں ایسے لوگ جن سے کوئی غلطی ہو جاتی ہے تو وہ توبہ کرنے لگ جاتے ہیں حتیٰ کہ توبہ اور استغفار کرتے ہیں اللہ کے حضور روتے ہیں اللہ تعالیٰ پھر ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے مسند احمد میں یہ روایت حضرت ابوہریرہؓ سے ہے کہ رسولِ پاک نے فرمایا کہ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے پھر خدا کے سامنے حاضر ہو کر کہتا ہے کہ پروردگار مجھ سے گناہ ہو گیا تو معاف فرما اللہ تعالیٰ معاف فرماتا ہے میرے بندے سے گناہ ہو گیا لیکن اس کا ایمان ہے کہ اس کا رب گناہ پر پکڑ بھی کرتا ہے اور اگر چاہے تو معاف بھی کر دیتا ہے میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف فرما دیا اس سے پھر گناہ ہوتا ہے پھر توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ پھر معاف فرماتا ہے پھر تیسری مرتبہ اس سے گناہ ہو جاتا ہے یہ پھر توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے چوتھی مرتبہ پھر گناہ کر بیٹھتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اب میرا بندہ جو چاہے کرے

حضرت ابوہریرہؓ سے ایک اور روایت میں ہے کہ ہم ایک مرتبہ رسول خدا سے کہا کہ یا رسول اللہ جب ہم آپؐ کو دیکھتے ہیں تو ہمارے دلوں میں رقت طاری ہو جاتی ہے اور ہم اللہ والے بن جاتے ہیں لیکن جب آپؐ کے پاس سے چلے جاتے ہیں تو وہ حالت نہیں رہتی عورتوں بچوں میں پھنس جاتے ہیں گھر بار کے دھندوں میں لگ جاتے ہیں تو آپؐ نے فرمایا سنو جو کیفیت تمہارے دلوں کی میرے سامنے ہوتی ہے

اگر یہی ہر وقت رہتی تو پھر فرشتے تم سے مصافحہ کرتے اور تمہاری ملاقات کو تمہارے گھروں پر آتے سنو اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تمہیں یہاں سے ہٹا دے اور دوسری قوم کو لے آئے جو گناہ تو کرے مگر پھر بخشش مانگے اور پھر خدا انہیں بخش دے آمین۔

اللہ تعالیٰ سے بار بار استغفار توبہ کرنے اور ذکر کرنے سے روح میں گناہوں کی جو کثافت پیدا ہوتی ہے وہ دور ہو جاتی ہے اور انسان میں ایمانی حرارت پھر نئے سرے سے بیدار ہو جاتی ہے صحیح مومنین وہی ہوتے ہیں کہ اپنے گناہوں پر اللہ سے استغفار اور توبہ کرتے ہی رہتے ہیں اور اگر غلطی سرزد ہو جائے تو اس پر اڑے نہیں رہتے بلکہ ندامت کرتے ہیں اور آئندہ میں برے کاموں سے باز آجاتے ہیں۔

مسند احمد میں ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مجھ سے گناہ ہو گیا تو آپؐ نے فرمایا توبہ کر اس نے کہا مجھ سے پھر گناہ ہو گیا فرمایا پھر توبہ کر لے اس نے کہا کہ مجھ سے پھر گناہ ہو گیا آپؐ نے فرمایا کہ استغفار کر اس نے کہا کہ مجھ سے اور گناہ ہوا فرمایا استغفار کئے جا یہاں تک کہ شیطان تھک جائے پھر فرمایا کہ گناہ کو بخشنا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

مسند احمد ہی میں ہے کہ رسول خدا کے پاس ایک قیدی آیا اور کہنے لگا یا اللہ میں تیری طرف توبہ کرتا ہوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توبہ نہیں کرتا یعنی میں اللہ ہی سے بخشش چاہتا ہوں آپؐ نے فرمایا اس نے حقدار کو پہنچانا۔

اگر انسان سے گناہ بار بار سرزد ہو تو پھر استغفار بھی بار بار کرنا چاہیئے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن قصداً سے بچنا چاہیئے ان احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے پاس گناہ بخشوانے کا اور کوئی طریقہ نہیں کہ وہ ہر وقت توبہ و استغفار میں رہے چنانچہ انسان کو توبہ ہی توبہ کرتے رہنا چاہیئے۔

توبہ کے راستے کی رکاوٹیں

بے شمار ایسے اسباب اور وجوہات ہیں جو انسان کو توبہ کی طرف آنے نہیں دیتے اور انسان مادیت میں اس طرح الجھا ہوا ہے کہ اسے توبہ کا کبھی احساس ہی پیدا نہیں ہوتا وہ اسباب جو توبہ کے راستے میں ایک رکاوٹ ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں

شیطان

توبہ کے راستے میں شیطان سب سے بڑی رکاوٹ ہے جو یہ نہیں چاہتا کہ انسان کہیں اللہ کے حضور توبہ کرکے فلاح نہ پا جائے کیونکہ شیطان انسان کا دشمن ہے شیطان دراصل برائی کا مبداء ہے اور ایک سفلی طاقت ہے جو ابلیس نامی ناری مخلوق کے ساتھ وابستہ ہے جس طرح رحمانی طاقت دنیا میں ہر جگہ موجود ہے اس طرح شیطانی قوت بھی تمام دنیا میں ہر جگہ پائی جاتی ہے اور یہ قوت انسان کو گمراہ کرنے پر تلی ہوئی ہے اور انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہٹا کر غیر اللہ کی طرف لانے میں مصروف ہے۔

شیطان اور انسان کی دشمنی ازل سے ہے اور انسان دشمنی شیطان کی عین فطرت ہے چنانچہ ہمیشہ وہ انسان پر اپنی شیطانیت کے جال ڈالتا ہے کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ مخلوق خدا قطعاً اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اطاعت کی طرف نہ جائے اور انسان کے ایمان کو ضائع کر دے شیطان ان کے ساتھ بھی مخالفت میں کمر بستہ رہتا ہے جو اس کے ساتھ مخالفت نہیں کرتے بلکہ اس کے راستے پر چل رہے ہوتے ہیں جیسے کفار گمراہ اور فاسق لوگ مگر وہ لوگ جو اللہ کے خاص بندے ہوتے ہیں اور اللہ کے راستے چلتے ہیں ان کے ساتھ شیطان دشمنی بہت شدید ہوتی ہے چنانچہ اللہ کے مخصوص بندوں کے ساتھ اس کی مخالفت بھی خصوصی ہے۔

بچپن اور جوانی میں حقیقی شعور کا بیدار ہونا ذرا مشکل ہے عمر کے اس دور میں انسان اطاعت اور عبادت کی طرف بہت کم رجوع کرتا ہے شیطان نے انسانوں کے اردگرد ایسے جال پھیلائے ہوئے ہیں کہ وہ انسان کو گناہ ہی میں گھیرے رکھتے ہیں اللہ کی عبادت کے لئے توبہ سب سے پہلی سیڑھی ہے کہ انسان اپنے سابقہ گناہوں پر توبہ کرے اور ان کو آئندہ نہ کرنے کا اللہ سے وعدہ کرکے عبادت کی طرف (انسان) راغب ہو جائے چنانچہ شیطان کو اس پہلی سیڑھی کی طرف بھی آنے سے روکتا ہے اور توبہ (کہتا ہے) کرکے اللہ کے راستے پر چلوگے تو غریب ہو جاؤگے دکھ رنج اور غم اٹھانا پڑے گا چنانچہ یہ ابلیس انسان کی اس طرح آنکھیں بند کرتا ہے کہ اسے توبہ کی طرف آنے ہی نہیں دیتا حتیٰ کہ بارگاہ رب العزت سے انسان کو بلاوے کا وقت آجاتا ہے اور توبہ کرنے کا وقت گذر جاتا ہے تو انسان کی آنکھ کھلتی ہے وہ دیکھتا ہے کہ اس کے نامہ اعمال میں سوائے گناہ کے اور کچھ بھی نہیں مگر اب پچھتانے سے کیا ہو سکتا ہے شیطان نے اپنے لشکر تیار کر رکھے ہیں جن میں جنات کا خاصہ رول ہے کہ وہ انسان کے اردگرد احاطہ کئے ہوئے ہوتے ہیں جو ہر حیلے اور بہانے سے صراط مستقیم پر آنے سے روکتے ہیں۔

نفس توبہ کرنے کے راستے میں نفس بھی ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے جو انسان کو نیکی کی طرف نہیں آنے دیتا انسانی نفس خواہشات کی آماجگاہ ہے اور اس کی وجہ سے انسان کے دل میں طرح طرح کی بے شمار جائز اور ناجائز تمنائیں اور آرزوئیں پیدا ہوتی ہیں نفس مادی جسم کو زیادہ سے زیادہ سہولت اور تن آسانی پہنچانے کی کوشش کرتا ہے اور جب نفس کو دنیاوی سہولتیں میسر آجاتی ہیں مادی دولت کی ریل پیل ہوتی ہے دنیاوی خوب سکون حاصل ہوتا ہے ظاہراً کوئی خاص مصائب و آلام نہیں ہوتے تو نفس انسان میں خودسری اور غرور پیدا کرتا ہے تو پھر اللہ کی اطاعت چھوڑ کر سرکشی کی طرف آجاتا ہے تن آسانی کے لئے نفس انسان کو غیر شرعی امور یعنی شراب زنا کی طرف مائل کر دیتا ہے کھانے پینے کی طرف خوب

ترجیح دیتا ہے اپنے آپ کو دوسروں کے مقابلے میں اعلیٰ اور بلند خیال کرنے لگتا ہے مگر نفس کو جب کوئی ذرا سی تکلیف پہنچتی ہے تو رونے لگ جاتا ہے اللہ پر شکوہ کرتا ہے تقدیر کو برا بھلا کہتا ہے۔

نفس ایک ایسا چور ہے جو انسانی دل میں اپنا مقام رکھتا ہے مثل مشہور ہے کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے لہٰذا اس سے بچنا بہت مشکل ہو جاتا ہے دوسرے یہ ایک ایسا دشمن ہے کہ ہمارا محبوب ہے تو جس سے محبت ہوتی ہے تو اس کے عیب نظر نہیں آتے مگر انسان کو معلوم نہیں ہوتا کہ انسان کے ساتھ عداوت اور نقصان رسانی میں مصروف ہے اور انسان کو نفس گمراہ کر دیتا ہے۔

تاریخی حالات میں جب ہم بڑے بڑے جابر شہنشاہوں کی زندگیوں کو دیکھتے ہیں کہ نفس نے ان کو کس طرح تباہ کیا اور جتنی روز اوّل سے لے کر انسان پر ذلت آفت اور مصیبت واقع ہوتی ہے وہ سب نفس کے باعث ہوتی ہے بعض برائیاں تو صرف نفس کی وجہ سے ہوتی ہیں اور بعض میں نفس برائیوں کی معاونت کرتا ہے۔

نفس کو علمائے حق نے تین طرح سے دبایا ہے نفس کو شہوت نفس پرستی سے روکا جائے اور اس شہوت کو کم کرنے کا علاج بھوک ہے پھر نفس کشی کے لئے زیادہ سے زیادہ عبادت کی جائے اور پھر اللہ تعالیٰ سے ہر وقت نفس کو شر و فساد سے محفوظ کرنے کے لئے توفیق طلب کی جائے قرآن میں ہے نفس تو ہمیشہ برائیوں کا حکم دیتا ہے ہاں جس پر اللہ کا رحم ہو وہی محفوظ رہتا ہے جب نفس کو دبایا جائے تو نفس توبہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔

خوف خدا کا فقدان

اللہ کا خوف انسان کو گناہوں اور لغزشوں سے بچاتا ہے کیونکہ جب انسان کو کسی مالک اور آقا سے ڈر اور خوف ہو کہ اگر مجھ سے کام خراب ہو گیا یا میں نے نہ کیا تو مجھے آقا سے سزا ملے گی بعینہ انسان کے دل میں جب اللہ کا ڈر ہو کہ میں برا کام کرنے لگا ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ

رہا ہے اور مجھے اس برے کام کرنے پر سزا ملے گی تو انسان یہ خیال کر کے خوف کھا جاتا ہے کہ سزا میں اپنے آپ کو کیوں مبتلا کروں تو اس طرح خوف خدا کی بنا پر ان گناہوں میں آلودہ ہونے سے بچ جاتا ہے۔

اللہ سے ڈرنے والوں کے بارے میں ارشاد ہے کہ ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے تھے ہدایت اور رحمت۔ نیز خدا سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں اللہ ان سے خوش رہے گا۔ اور وہ اللہ سے خوش رہیں گے اور اس کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

رسول پاکؐ نے خوف خدا کے بارے میں بے شمار موقعوں پر فرمایا

آپ نے فرمایا کہ خوف خدا علم و حکمت کا خزانہ ہے

آپ نے فرمایا کہ میں دو خوف یا دو تحفظ کسی ایک بندے میں جمع نہ کروں گا یعنی اگر بندہ دنیا میں اللہ سے ڈرتا رہے گا تو میں قیامت کے دن اسے محفوظ رکھوں اور اگر کسی نے دنیا میں خوف نہ کھایا تو قیامت کے دن اسے مبتلائے خوف رکھا جائے گا۔

جو حق تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے ساری دنیا ڈرتی ہے اور سارا زمانہ خوف کھاتا ہے اور جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ ہر شے سے خائف رہتا ہے اور پھر فرمایا تم میں سے عاقل ترین ہے وہی عاقل ترین ہے جو اللہ سے سب سے زیادہ خوف کھاتا ہے وہی سب سے زیادہ عاقل ہے اور پھر فرمایا کہ کون مومن ہے کہ آنسو کا ایک قطرہ اس کی آنکھ سے نکلے خواہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو اور بہتا ہوا اس کے چہرے تک آ ڈھلکے اور اس پر آتش دوزخ حرام نہ ہو جائے اور فرمایا کہ جب خوف خدا سے بندے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو گناہ اس کے جسم سے اس طرح الگ ہو جاتے ہیں جس طرح کہ پتے درختوں سے جھڑ جایا کرتے ہیں اور فرمایا جو شخص خوف خدا سے ڈرتا ہے دوزخ کی آگ اس کے قریب نہیں جا سکتی ایسے ہی جیسے کہ پستان سے نکلا ہوا دودھ واپس پستان

ہیں نہیں جا سکتا۔

خوف خدا کی بے پناہ فضیلت ہے اور خوف کے زیر اثر صبر اور توبہ کا ظہور ہوتا ہے لیکن موجودہ دور میں لوگوں کے توبہ کی طرف مائل نہ ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے دل خوف خدا سے خالی ہو گئے ہیں اور لوگ گناہ کرتے وقت ذرا نہیں سوچتے کہ اللہ کی ذات ان کو دیکھ رہی ہے اکثر آنکھیں بند کئے گناہ پر گناہ کرتے جا رہے ہیں انسان کو ہر وقت اللہ سے ڈرنا چاہیئے اور اللہ کی طرف لوٹ آنا چاہیئے۔

نفسانی خواہشات کی تکمیل

گناہوں میں آلودگی کی ایک وجہ شہوت پرستی ہے اور انسان اس گناہ میں اس طرح محو ہے کہ اس کی توجہ توبہ کی طرف نہیں جاتی انسان کی شہوت نے انسان کو اس طرح مغلوب کر رکھا ہے کہ اس کو ترک کرنے کی انسان میں ہمت اور جرأت دن بدن کم ہوتی جا رہی ہے دنیاوی لذتیں اس طرح انسان پر سوار ہیں کہ انسان کے دل سے اللہ کا خوف ہی نہیں رہا اور یہی خواہشات انسان کو دنیا کے حصول کی طرف اتنا محو کر دیتی ہیں کہ انسان اللہ اور اس کے دین کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے۔

رسول پاک نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جب اوّل اوّل دوزخ کو بنایا تو حضرت جبرئیل علیہ اسلام سے کہا کہ ذرا دیکھ لو جبرئیل نے جھانک کو دیکھا تیری عزت کی قسم کون شخص شخص ہو گا جو اسے دیکھنا تو در کنا بلکہ اس کا نام سن کر دہشت زدہ ہو جائے گا اس کی طرف آنے سے گریز نہ کرے اور اس سے بچنے کے لئے ہر ممکن کوشش عمل میں لائے پھر حق تعالیٰ نے دوزخ کے گرداگرد خواہشات اور شہوات کو پیدا کیا اور جبرائیل علیہ اسلام سے دیکھنے کو کہا تب انہوں نے کہا کہ شاید ہی کوئی شخص ایسا نکلے جو دوزخ میں جانے سے بچ رہے پھر جنت کی تخلیق کے بعد وہی حکم دیا تو جبرائیل کا جواب یہ تھا کہ کون ایسا شخص ہے جو اس کی صفت کی طرف دوڑتے نہ گے تب حق تعالیٰ مکروہات تلخیوں دشواریوں اور دو لسرٹ گھاٹیوں کو جو بہشت کی راہ میں حائل ہیں بہشت کے گرد پیش میں پیدا کر کے

حضرت جبرائیل علیہ السلام سے یہی بات کہی تو ان کا جواب یہ تھا کہ تیری عزت کی قسم کوئی شخص اس میں نہ جا سکے گا کیونکہ یہ تکالیف جو اس کی راہ میں حائل ہیں دشوار ہی نہیں بلکہ انتہائی خوفناک ہیں۔

تمام شد

عالم فقری
۱۷ رمضان المبارک
۱۳۹۸ھ

۱۴

[illegible] کتاب "[illegible] اور توبہ" کی اشاعت [illegible] صدر د[illegible]
اراکین اسلامی ادارہ ادب [illegible] نافت کو
دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ پاک ان
کی اس کاوش کو درجہ قبولیت عطا فرمادے۔

ظفر برادرز پائپ سٹور فوزیہ منزل ۲۶ سم دل محمد روڈ لاہور	الیاس انور ٹھیکیدار ایل ڈی اے پروپرائٹر شیرب گیس اینڈ سینٹری سٹور ۷۹ عزیز روڈ چوک نیلم سینما چاہ میراں لاہور
حافظ محمد عثمان پروپرائٹر عثمان ٹریڈرز ۸۶ برانڈرتھ روڈ لاہور	پرویز اکرم ٹھیکیدار ایل ڈی اے مکھن پورہ لاہور
میاں محمد رمضان مدنی مالک مدنی کیمرہ مکینکس نسبت روڈ لاہور	حمید اللہ بھٹی سب ڈویژنل آفیسر ایل ڈی اے گلبرگ لاہور
میاں اخلاق احمد ایم۔ اے مؤلف: تذکرہ حضرت ایشاںؒ حضرت شاہ بلاولؒ قادری، حضرت امام علی الحقؒ ۳۳۳ شاد باغ لاہور	محمد یونس چوہان سب ڈویژنل آفیسر ۵ قطب کالونی رحمانپورہ

اسلام - تعلیم و تبلیغ [illegible] عالم [illegible]
منظور [illegible]

اللہ کی حاکمیت اور دین اسلام عنقریب تمام دنیا میں سربلند ہونیوالا ہے
قرآن اور توبہ
عالم فقری
اسلامی ادارہ ادب و ثقافت پاکستان چاہ میراں لاہور
Marfat.com